إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ (۸۶: ۱۳-۱۴)

یہ فی الحقیقت ایک قطعی اور فیصلہ کن قول ہے، ہنسی مخول اور سرسری بات نہیں ہے

قول فیصل

یعنی

خاکسار تحریک کے غرض و مقصد کی مکمل تشریح
اور اعتراضات کا حتمی جواب

عنایت اللہ خان المشرقی

بار اول

کاغذ اعلیٰ قیمت مجلد ایک روپیہ ۸ر
کاغذ خاص قیمت مجلد دو روپیہ

فہرست مضامین

تمت

مجتبائی پرنٹنگ پریس لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

"تذکرہ" کی پہلی جلد میں، جو ۱۹۲۴ء میں شائع ہوئی تھی، میں نے مسلمان کے سامنے اسلام کی حقیقت کھول کر رکھ دی تھی۔ اس کے مطالعے سے مسلمان کی آنکھیں کھل گئیں۔ تھوڑی مدت کے اندر اندر اُس کا نقطۂ نظر بدل گیا اور عمل کا احساس پیدا ہوا۔

۱۹۳۱ء میں "اشارات" شائع ہوئی اور خاکسار تحریک کے پروگرام کو الم نشرح کر دیا۔ اس کتاب میں مصلحتہً صرف اشارے ہی تھے اور میرا خیال تھا کہ مسلمان کو جس کی سیاست دانی تیرہ سو برس پرانی ہے یہ اشارے کافی ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تحریک جابجا شروع ہو گئی۔

۱۹۳۳ء سے بعض غرضمند یا نافہم مسلمانوں نے تحریک کو اپنے لئے مضر سمجھ کر اسکے خلاف کہنا شروع کیا۔ مخالفت کا ناخوشگوار رنگ یہ مطالبہ تھا کہ تحریک کا مقصد کیا ہے۔ اس رنگ میں بدنیت لوگوں کو جو کچھ پیش نظر تھا ظاہر ہے مگر "عاقل کو اشارہ کافی ہے" والی بات انھوں نے اپنی کم عقلی سے ضائع کر دی۔

اب ۱۹۳۵ء میں "قول فیصل" عام مسلمانوں کے لئے خاکسار تحریک کے غرض و مقصد کی تشریح ہے جہاں زوال سلطنت سے مسلمانوں کی اور خصوصیات کمزور ہو گئیں، وہاں دماغ میں بھی سوچ کی گنجائش کم ہو گئی ہے لیکن اگر اس تشریح سے جو میں نے آئندہ اوراق میں کی ہے غرضمند تحریک کو نہیں سمجھا تو پھر اُس سے خدا سمجھے۔ اور سمجھانا میرے بس کی بات نہیں۔

جو بات بالکل واضح کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ خاکسار تحریک خالص مذہبی تحریک ہے۔

اس کا منتہا انگریزی حکومت یا ہندوستانی سیاست سے اُلجھنا نہیں۔

۱۵ / نومبر ۱۹۳۵ء

عنایت اللہ خان

مطابق ۱۷ / شعبان المعظم ۱۳۵۴ھ

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (۱۰:۱۴)

پھر اے مسلمانو! ہم نے ان کے بعد تمھیں بادشاہ بنایا کہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

حرکت اور اتحاد کے بغیر کوئی کامیابی محال ہے

پچھلے پانچ ماہ کی نشر و تبلیغ نے جو "الاصلاح" کے کالموں میں ہوئی مسلمانوں کے ایک بڑے اور کارکن طبقے پر مفصلاً واضح کر دیا ہے کہ "خاکسار تحریک" کیا ہے اور کیوں ہے۔ آج موقع ہے کہ اس تفصیل کا جائزہ لیا جائے اور چند لفظوں میں بتا دیا جائے کہ اس طائفہ کا مقصود بالذات کیا ہے اور اس نے منزل تک پہنچنے کے کیا سامان تجویز کئے ہیں؟

قوموں کا زوال اور اس کا علاج

قومیں جب موت اور زوال کے چکر میں آجاتی ہیں تو کسی کو سوجھتا نہیں کہ بگاڑ کہاں پر ہے، کونسا پرزہ ڈھیلا ہے، کیا معاملہ ہے، کہاں جھگڑا ہے، کیونکر گرے، کس طرف چلکر عروج تھا، کیا کریں، کہاں جائیں، کہاں سر پھوڑیں! اُدھر بیمار جسم کے صحیح علاج میں دیر، اور فیس طلب اور مطلب پرست، نہیں، بلکہ نیک نیت اور بے غرض نیم حکیموں کے غلط نسخے طاقت

کے زوال کو دوبالا کر دیتے ہیں اور مسئلہ اور لاینحل ہوتا جاتا ہے۔ لیکن اگر کائنات فطرت کے ہر جسم کا زوال اس لئے ہے کہ اُس جسم کے حصوں نے اپنا اپنا عمل چھوڑ دیا ہے، جگر اپنے فعل سے منکر ہے، دل اسی اپنی پہلی خوبی سے حرکت نہیں کرتا، دماغ کا ایکشن (Action) درست نہیں رہا، ہاتھوں میں اگلی سکت نہیں رہی، بدن میں خون کا وہ دوران نہیں، پیروں میں وہ چستی نہیں وغیرہ وغیرہ، تو قوم کے جسم کا زوال بھی یقیناً اور لازماً اسی وجہ سے ہے کہ اُس قوم کے اندر وہ پہلا عمل، وہ فعل، وہ حرکت، وہ ایکشن، وہ سکت، وہ دوران، وہ چستی نہیں رہی! اگر گوشت پوست والے کسی جسم کے اندر زوال کی یہ علامت ہے کہ اُس جسم میں عمل نہیں رہا تو یقیناً یہی اس کی وجہ بھی ہے۔ اور گوشت پوست والے جسم کو پھر تندرست کرنے کا علاج خواہ کچھ بھی ہو، وہ علاج کسی کو سوجھے یا نہ سوجھے، کسی بڑے سے بڑے حکیم یا ڈاکٹر کے پاس اُس مرض کی دوا ہو یا نہ ہو، لیکن ایک قوم کو پھر زندہ، پھر تندرست، پھر چالو، پھر طاقتور، پھر غالب کرنے کا علاج صرف ایک ہی ہے کہ اُس میں پھر عمل اور پھر ایکشن پیدا کر دیا جائے۔ قوموں کے زوال کا سچا باعث عدم عمل ہے، یہی اُن کے زوال کی علامت ہے، لیکن اس کا واحد اور تیر بہدف علاج بھی بعینہٖ یہ ہے کہ اس قوم میں عمل، فعل، حرکت، ایکشن، سکت، دوران، چستی کے لوازمات پھر جمع کر دیئے جائیں۔ پس اگر حقیقت کی نظر دیکھا جائے تو قوم کو بلند کرنے کے لئے کسی نسخے یا علاج بلکہ کسی حکیم یا ڈاکٹر کی ضرورت نہیں۔ قوم کا مرض خود ہی اس کے علاج کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اور جو قوم مریض ہو کر علاج اور حکیم کی تلاش میں ٹامک ٹوئیے مارتی پھرتی ہے اس کو کہہ دو کہ تمہارا علاج تمہاری مرض کے ماتھے پر لکھا ہے۔ تم قوم کے ہر فرد میں ہمت، طاقت، چستی، ولولہ، حوصلہ

پیروں کی حرکت، ہاتھوں اور جسموں کی حرکت، جانوں کی حرکت، ارادوں کی حرکت، الغرض عمل پیدا کر دو پھر دیکھو قوم کیونکر نہیں بنتی؟

قوم میں حرکت کا پیدا کرنا کیوں ضروری ہے

خاکساری کی تحریک چند لفظوں میں یہ ہے کہ ہم اس وقت ہر جگہ جسموں اور پیروں کی حرکت پیدا کر رہے، گھٹنوں سے درد نکال رہے ہیں، جوڑوں میں خون دوڑا رہے ہیں، سستیوں کے ارادے دور کر رہے ہیں، حرکت اور عروج، طاقت اور غلبہ، حکومت اور بادشاہت، ہاں مقابلہ اور جنگ کا وہ پہلا اور ابتدائی سبق دے رہے ہیں جس کے بغیر کسی قوم میں ادنےٰ سی ترقی بھی محال ہے۔ تم سوچو کہ اگر کم از کم یہ نہ ہو تو کیونکر ہو، اگر تمہارے آدمی پاؤں پر چلنے کے قابل ہی نہیں اٹھنے کی ہمّت ہی نہیں رکھتے، چار قدم چل کر ہانپنے لگتے ہیں، حقّوں اور شطرنجوں، چوسروں اور گنجفوں کے گرد اگرد، چنڈو خانوں اور بھنگ نوشی کے حلقوں میں، آرام کرسیوں اور بنگلوں میں، انجمنوں اور مجلسوں میں، تقریروں اور ریزلیوشنوں کی عیاشیوں میں، داڑھیوں اور ڈھیلوں کی تسلیوں میں مبتلا بیٹھے ہیں تو تم آٹھ کروڑ ہندی مسلمان یا ساٹھ کروڑ دنیا کے مسلمان ایک ادنیٰ سے ادنےٰ قلعہ تو کیا، ایک جھونپڑی پر بھی کیونکر قبضہ کر سکتے ہو، کسی دشمن کے ایک گھر پر بھی کامیاب ڈاکہ کس طرح مار سکتے ہو، تمہاری "فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ" (اے اللہ ہمیں کافر قوم پر فتح دے) کی پنج وقتہ دعا کس قدر مسخرہ پن ہے، کیا خدا سے مخول ہے، کیا نفس سے دھوکہ ہے، کیا شیطنت اور مکّاری ہے، کیا قانون فطرت کی تضحیک ہے! خاکسار اگر آج ہندوستان کے

ہر گوشے میں کھڑا ہو رہا یا کھڑا ہونے کا ارادہ کر رہا ہے تو جان لو کہ زندگی کا پہلا سبق سیکھ رہا

ہے اس کے بغیر ترقی کے کسی مرحلے پر پہنچنا محال ہے!

اتحاد کی بنیاد مساوات پر ہے

جسموں اور پیروں کی حرکت کے ساتھ ساتھ تمھیں آج یہ سبق مل رہا ہے کہ خدا کے سچے

اور آخری نبیؐ کی کسی زمانے میں کامیاب مگر آج شکست خوردہ اور شکستہ اُمت کا ہر شاہ و گدا،

ہر خورد و بزرگ، ہر چھوٹا اور بڑا، ہر محمود و ایاز پھر ایک صف میں ہے۔ سب کی باہمی تفریق،

بڑے اور چھوٹے کی نامحسوس دشمنی، آسودہ حال کی مفلس سے لاگ، امیر کی غریب سے نفرت

شاہ کا گدا سے دامن بچانا، سُنی کا شیعہ سے اجتناب، پتلون پوش کی تہمد پوش سے عداوت

کلاہ پوش کی دستار پوش سے علیحدگی، الغرض سب طرح کی شکست و ریخت کا علاج ایک

قطار کے فلسفے میں مضمر ہے۔ شہر کا ایک بڑا وکیل اور بیرسٹر حکومت کا ایک بڑا عہدہ دار

اور معزز محلہ کا ایک بڑا تیس مار خاں اور چودھری، دو دن سے فاقہ کرنے والے غریب خاکسار

کے سامنے کھڑا ہے! پاؤں کو زور سے زمین پر مار کر قاعدے کے مطابق سلام کر رہا ہے۔

بیلچہ دونوں کے کندھے پر ہے۔ امیر کی ظاہری اور نمایشی عزت اگر بیلچے کے اعجاز نما ہتھیار

نے کچھ کم کر دی ہے تو کہیں غریب کے حوصلے بھی اس اوزار نے ہزار گُنا بلند کر دیئے ہیں۔

ہاں غریب اکڑ کر کھڑا ہے! جس کی نظریں کبھی بلند نہ ہوتی تھیں اونچا دیکھ رہا ہے! جس کی

آنکھ کسی سے ملتی نہ تھی سب سے ملا رہا ہے! دوسری قومیں خوفزدہ ہیں کہ امیر اور غریب مل رہے

ہیں، نہیں، آسمان اور زمین مل رہے ہیں! دشمن کی دنیا تہ و بالا ہو رہی ہے! اپنا گھر سنور رہا ہے! نہیں تہ و بالا ہوا ہوا اور اجڑا ہوا گھر سدھر رہا ہے! جس قوم کا آسمان جھک کر زمین سے آملے اور عمل کے ستارے اس کے گنبد پر چمک رہے ہوں اس قوم کی دنیا چشم زدن میں درست نہ ہو جاتے تو اور کیا ہو!

حرکت دنیا میں کسی ترقی اور کسی بہتری کی طرف پہلا قدم ہے، حرکت ہر شے کو حاصل کرنے کا پہلا اور ابتدائی ذریعہ ہے، حرکت کے بغیر کسی شے کو حاصل کرنا محال ہے، حرکت کے بعد اتحاد اُس شے کو حاصل کرنے کے لئے دوسرا قدم ہے کسی عمل کی تاریخ اُٹھا کر دیکھ لو پہلے قدم حرکت اور اتحاد نظر آئیں گے۔ اِس کائنات سعی و عمل میں ان دو کے بغیر کوئی کامیابی کسی طرح ممکن نہیں!

دوسرا باب

تحریک کا منتہا

خاکسار تحریک اور بادشاہت زمین

اگر یہ بات اصلاً اور اصولاً درست ہے کہ حرکت اور اتحاد کے بغیر کسی قوم کا غالب آنا محال ہے تو جو شئے قوم میں ہاتھ پاؤں کی حرکت اور اتحاد پیدا کر رہی ہے کم از کم اصولاً درست ہے۔ یہ دونوں باتیں ہر قومی رہنما کے سامنے ہر وقت ہوتی ہیں اور وہ انہی کی بنیاد پر اپنی عمارت کی پہلی اینٹ رکھتا ہے یا بہر نوع ان کے خواب دیکھتا ہے، حرکت اور اتحاد سے جنگی قوت پیدا کرنیکی سعی کرتا ہے، وہ تجویزیں ڈھونڈتا ہے جس سے مقابلے کی طاقت پیدا ہو جائے۔ لیکن کسی تجویز کا اصولاً اور بطور نظریے کے درست ہونا ایک شے ہے اور اس کا عملاً اور از روئے نتیجہ درست ہونا بالکل دوسری شئے۔ "خاکسار تحریک" عملاً اور نتیجتہً درست اس لئے ہے کہ اس کی پیدا کی ہوئی حرکت اور اس کا پیدا کیا ہوا اتحاد دونوں طاقت، قوت، غلبہ، حکومت اور بادشاہت کی طرف سیدھے سے سیدھا اور چھوٹے سے چھوٹا راستہ ہے۔ اس رستے میں کجی اور ٹیڑھا پن نام کو نہیں، جس شئے کو حاصل کرنے کی آرزو میں مسلمانوں بلکہ ہندوؤں کی ہزاروں انجمنیں اور مجلسیں تمام عمر کوشش کرتے کرتے مٹ گئیں، جس مجاہدانہ طاقت کی خواہش میں کئی گول مول اور بزدلانہ طریقے ایجاد ہوئے اور چل نہ سکے، جس

جنگی قوت کے ارمان میں دردمند دلوں سے آہیں اور شاعروں سے نوحے پر نوحے نکلتے رہے، وہ شئے وہ مجاہدانہ طاقت، وہ مقابلے کی جنگی قوت یہ تحریک براہ راست ہر خاکسار میں پہلے دن سے اور بے خوف وخطر پیدا کر رہی ہے! اس کا ایک ایک قاعدہ اور ایک ایک عمل جنگی اور فوجی اصول پر ہے۔ جنگ کے قواعد سکھلا رہا ہے، مقابلے کی طاقت پیدا کر رہا ہے، نظم ونسق کا سچا اور آخری سبق دے رہا ہے، مطیع ہو کر رہنے کے ڈھنگ بتا رہا ہے، سردار بننے، نہیں، حکومت کرنے کے طریقے بتا رہا ہے۔ خاکسار سپاہی صرف نمائشی اور دکھلاوے کا سپاہی نہیں، سچا اور فوجی سپاہی ہے! خاکسار سالار برائے نام کا سردار نہیں، فوجی اور جنگی سردار ہے! خاکساروں کی صف صرف کھلونوں کی قطار نہیں جو خوبصورت لباس پہن کر بھلے لگتے ہیں، وہ سپاہیوں اور مجاہدوں، سرفروشوں اور جانبازوں کی صف ہے! یہ سب اس لئے کہ ہم نے تیرہ سو برس کی بھول اور کئی سو برس کی خطائے کبیر کے بعد پھر اپنے سچے اور اصلی، پھر قطعی اور خدائی، ہاں آخری محمدؐ کے آخری اسلام کو پھر پا لیا ہے، فاروقؓ اعظم اور خالدؓ بن ولید کے اُس دین کو پھر سمجھ لیا ہے جو بارہ برس میں چھتیس ہزار شہر اور قلعے فتح کیا کرتا تھا، جس میں پنج وقتہ نمازیں اور تیس روزے بھی تھے، تراشیدہ لب مونچھیں اور خوبصورت لمبی ڈاڑھیاں بھی تھیں، قیصر وکسرے کے مُناروں پر اذانیں اور میدانوں میں اللہ اکبر بھی تھے! لیکن اُس دین کا ماحصل دنیا میں غالب اور بادشاہ بن کر رہنا تھا، خدا کے بن کر خدا کی بنائی ہوئی زمین کو سنبھالنا تھا، مومن بن کر اَعلوْن بننا تھا! غلامی اور عاجزی نہ تھی، ذلت اور شکست نہ تھی، آپس میں ایک دوسرے کو کاٹ کھانا نہ تھا، لفظوں اور عقیدوں پر فرقہ بندیاں نہ تھیں، علیحدہ علیحدہ ٹُتوں کی

پرستش نہ تھی، فرقہ بندی کا شرک نہ تھا، صرف ایک خدا کی غلامی تھی! خاکسار تحریک اُس اصلی دین کی طرف ایک راہِ راست اور واحد صراطِ مستقیم ہے۔

خاکسار تحریک اور مذہب اسلام کا احیا

اِس رستے میں ہم نے کوئی کجی، کوئی ٹیڑھا پن، کوئی لاگ لپیٹ، کوئی بزدلانہ گول مول، کوئی مصلحتِ وقت، کسی حکومت کا خوف اس لئے نہیں رکھا کہ یہ مذہب کا معاملہ ہے، خدا اور رسولؐ سے واسطہ ہے، دنیاوی فلاح تو خیر نہ بھی ہی، اُخروی نجات اور یوم قیامت کا جھگڑا ہے ہم اُس دنیا سے مخول کیونکر کرسکتے ہیں جس میں کروڑوں برس کی زندگی ہے! ہمیشہ تک دوزخ یا ہمیشہ تک جنّت میں رہنا ہے! احکم الحاکمین کے سامنے حاضر ہو کر جواب دِہ ہونا ہے! ہمارے قرآن کے ایک ایک ورق پر اِعْمَلُوْا اور جَاهِدُوْا لکھا ہے یعنی عمل کرو اور جہاد کرو ہم اِس قرآن سے مکر کیونکر کرسکتے ہیں! ہمارا خدا کہتا ہے کہ میرے سوا کسی کے آگے نہ جھکو کسی بُت کا حکم نہ مانو کسی ارضی خدا کو میرے برابر نہ کرو کسی کو میرا شریک نہ سمجھو پھر ہم ہر لحظہ تین سو ساٹھ بُت پوج کر کیونکر مسلمان رہ سکتے ہیں؟ ہم اِس جنگی اور فوجی، اس عملی اور کرداری، اس فاروقیؓ اور خالدیؓ وضع میں نکل کر قطاروں میں اس لئے کھڑے ہوگئے ہیں، کھُلے بندوں مارچ کرتے ہیں، کسی سے نہ ڈر کر اپنے سالار کی فرمانبرداری کرتے ہیں، خود بے دھڑک سردار بنتے ہیں خود حکومت کرنے کے ڈھنگ سیکھتے ہیں، علانیہ احکام جاری کرتے ہیں، عمدہ کام کرنے والوں کو انعام دیتے ہیں، بُرے کام کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں، ایک قطار میں کھڑے ہو کر بے خوف و خطر سپاہی بنتے ہیں اس لئے کہ یہ مذہب کا معاملہ ہے، اُس مذہب کا معاملہ ہے جو خدا کا

آخری رسولؐ تیرہ سو پچاس برس ہوئے لایا تھا جس کے بعد کوئی دوسرا رسولؐ دوسرا نبیؐ دوسرا رہنما دوسرا مرشد نہ ہوگا نہ ہوگا! جو خدا کے آخری اور قطعی کلام میں درج ہے جس کے متعلق اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ لکھا ہے! لکھا ہے کہ تیرا مذہب مکمل ہوگیا! پس جب معاملہ مذہب اور صرف مذہب کا ہے آخرت کی فلاح و نجات کا ہے دائمی بہشت یا ابدی دوزخ کا ہے روحانی موت اور للّٰہی حیات کا ہے تو ہم کیوں ڈریں، کیوں گول مول انجمنیں بنائیں کیوں "شف شف" کہتے رہیں، کیوں نہ سیدھا شفتالو ہی کہ دیں۔

خاکسار تحریک اور حکومت وقت

ہم نے صاف اور علی الاعلان حکومت وقت سے کہہ دیا ہے کہ ہم قانون کے اندر رہیں گے تمہاری سیاست میں دخل نہ دیں گے تم نہ چھیڑو گے تو ہم نہ چھیڑیں گے لیکن ہمارا مذہب، ہمارا دین، ہمارا اسلام، ہمارا ایمان سپاہی بننا ہے۔ دنیا کو زیر نگین کرنا ہے "بُنیانٌ مرصوص" یعنی سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط اور جڑے ہوئے رہنا ہے، خالدؓ طارقؒ عمرؓ، مسلمؒ نہیں سرور کائنات اور ختم رسل محمدؐ کے ہاتھوں اور پیروں کے عمل کی پیروی کرنا ہے اگر یہ نہ کریں تو ہم مسلمان نہیں رہ سکتے، تم انگریز قرآن اور حدیث دیکھو اسلامی تاریخ پڑھو اسلام کے کارناموں کا مطالعہ کرو، تم تو ابھی کل بادشاہ بنے ہو، ہم ماں کے پیٹ سے بادشاہ بن کر نکلے تھے! بادشاہت ہمارا مذہب ہے، اور تم نے مذہب میں مداخلت نہ کرنے کا عہد کیا ہوا ہے! اس لئے ہم اپنے مذہب پر چل رہے ہیں اور تمہیں نہیں چھیڑتے۔ آخرت

کی بپتا کی خاطر ہم نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے! روز قیامت کا ڈر ہے! تم اگر اس مذہب کو پسند نہیں کرتے تو پہلے قرآن، حدیث، تیرہ سو برس کی تاریخ، اور مسلمان کے خون کو دنیا سے مٹا دو؛ ہم خود بخود اپنا مذہب چھوڑ دیں گے' مسجد کے ملّانوں اور قل آعوذیوں، مکّار پیشواؤں اور خود غرض رہنماؤں کا پیش کیا ہوا اسلام ہم اس لئے نہیں مانتے کہ اس کی سند قرآن، حدیث، روایت اور تاریخ میں کہیں نہیں، وہ مصلحت بینی اور بُزدلی کا اسلام ہے، خدا کو دھوکہ اور نفس سے مکر کا اسلام ہے! نفس سے مکر ہو سکتا ہے لیکن خدا کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ ہمارا مذہب وُہ مذہب ہے جو دن میں تو شہر اور قلعے فتح کیا کرتا تھا! جس پر خدا کا آخری رسولؐ تیئس برس تک خود چل کر دکھا گیا، جس پر کائناتِ فطرت گواہ ہے! ہاں وہ مذہب ہے جس کے ایک چھوٹے سے حصّے پر چل کر تم انگریز دنیا جہاں کے بادشاہ بنے بیٹھے ہو! مسجدوں میں بیٹھے ہوئے غریب مولویوں اور باسی ٹکڑے کھانے والے بیچارے ملّانوں کو کیا خبر کہ اسلام کیا ہے!

تیسرا باب

تحریک اور علمائے سُوء

خاکسار تحریک کا مقصد اور مذہب

پس دو لفظوں میں خاکسار تحریک کا پہلا اور آخری مقصد تیرہ سو برس کے بعد پھر خدا اور اسلام کے سپاہی بننا ہے۔ ہاتھوں اور پیروں کو حرکت دے کر سپاہی بننا ہے! ایک قطار میں کھڑے ہو کر اور ایک قطار میں مارچ کر کے سپاہی بننا ہے۔ "بڑے" اور "چھوٹے" مسلمان کو پھر ایک قطار میں لا کر سپاہی بنانا ہے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں خدمت، عاجزی، مساوات، مزدوری اور محنت کا ہتھیار دے کر سپاہی بنانا ہے۔ بیلچے سے انسان کی اونچ نیچ کو پھر برابر کر کے خدا اور اسلام کے یک رنگ اور مساوی سپاہی بننا ہے۔ بیلچے سے خدا کی تہ و بالا ہوئی ہوئی زمین کو پھر برابر کرنا ہے۔ نہیں، خدا کی غلط طور پر درست ہوئی ہوئی زمین کو پھر تہ و بالا کرنا ہے! اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (یعنی اگر ایمان والے ہو تو سب پر غالب ہو) کے خدائی فیصلے کو سامنے رکھ کر پھر روئے زمین پر غالب، پھر بادشاہ، پھر حکمران، پھر جہانگیر اور جہانبان بننا ہے! یہ ہمارا مذہب ہے، یہ ہمارا اسلام ہے، یہ ہمارا عقیدہ اور یہ ہمارا

ایمان ہے۔ ہم اگر اس مذہب اور عقیدے پر نہ رہیں تو مسلمان نہیں رہ سکتے، مومن اور ایمان والے نہیں رہ سکتے، قیامت کے دن دوزخ کے عذاب سے چھوٹ نہیں سکتے، ہم جو کچھ کر رہے ہیں اپنے ایمان اور اپنی آخرت کی خاطر کر رہے ہیں۔ کسی بڑے سے بڑے مولوی اور ملّا کو کسی بڑے سے بڑے "دیندار" اور مدعیٔ اسلام کو ہمارے اس مذہب کو غلط کہنے کی مجال نہیں۔ یہ وہی پرانا اور پہلا دینی نبوی اور آخری اسلام ہے۔ جس کا نقشہ خدا کا آخری رسول صلعم اپنے ہاتھ سے خود کھینچ گیا اور جس کا اثر مسلمان کے ہر بچے اور بوڑھے پر صدیوں تک رہا۔

مُلّاؤں اور مولویوں کی مذہب اسلام سے ناواقفیت

اگر آج مسلمان نے اپنی غفلت سے یا ملّا نے اپنی روٹی کی غرض سے اس اسلام پر پردے ڈال دئے ہیں، اگر بد بخت اور بد معاش رہنماؤں نے حرکت، اتحاد، مساوات اور بادشاہت والے اسلام کو جمود، فرقہ بندی اور غلامی کے اسلام سے بدل دیا ہے تو ہم غافل اور غرض مند لوگوں کے پیچھے کیوں لگیں، کیوں نہ اُس قرآن سے اپنا مذہب لیں جس کا ایک حرف نہیں بدلا، کیوں نہ اُس حدیث، اُس روایت، اُس تاریخ کو سامنے رکھیں جو صدیوں پرانے اسلام کو صاف بتا رہی ہے۔ اسلام ہمارے نزدیک تیرہ سو پچاس برس پہلے کا بنایا ہوا دین ہے، خدا کا براہ راست آسمان سے اتارا ہوا دین ہے، کسی مولوی، ملّا، مسیتی، کسی مجتہد یا مجدد کا لایا ہوا مذہب نہیں، بڑے بڑے جُبّے پہن کر لوگوں کی کمائی ہوئی روٹیاں ہضم کرنے والوں کا مذہب نہیں، پاکیزہ اور پُر نور ڈاڑھیاں منہ پر رکھ کرامت کی بیخ اکھاڑنے والوں کا مذہب نہیں، مذہب اسلام تاریخ کے ایک ایک ورق پر

صاف لکھا ہے۔ جس کی مرضی ہو تاریخ پڑھ کر دیکھ لے! ہم خاکسار پھر اسی تاریخی اسلام کو زندہ کر رہے ہیں، اسی تاریخی اسلام پر عملاً چلنے کے ارادے سے اٹھے ہیں! جو ملّا اور مولوی گھر گھر کے باسی ٹکڑے اور پس خوردہ سالن میلے اور بدبودار کٹوروں میں کھا کھا کر اپنی مسجد کے میلے اور بدبودار حجرے میں چھپا بیٹھا ہے، مہینوں کی میلی اور جراثیم سے بھری ہوئی مسواک سے دانت صاف کرنے کا دعوے کرتا ہے، میلے اور بدبودار پسینے میں لتھڑے ہوئے اور نجس کپڑوں کو پہن کر اور مہینوں تک سردیوں میں غسل نہ کر کے "پاکیزہ" اور "مقدس" بنا بیٹھا ہے، ناف کے بال خدا کے گھر میں پھینک کر بڑے حاکم کی گستاخیاں اور بڑے گھر کو ناپاک کر رہا ہے لیکن شرم حیا نہیں کرتا، ہندوستان میں دنیا کے سب سے لمبے دریا ہو ہوا کر اپنے جسم کی گندگی کو پانی سے صاف نہیں کرتا، اور مذہب کے بہانے بے حیاؤں کی طرح اپنی شرمگاہ کو پکڑ کر لوگوں کو دکھاتا پھرتا ہے، نہیں، جس ملّا اور مولوی نے تاریخ کا ایک صفحہ نہیں پڑھا، جو اُس علم تاریخ کے مطالعے سے نفرت کرتا ہے جس کی ایجاد کا فخر اسلام کو ہے، جس کو قرآن حکیم کی ایک آیت کا صحیح مطلب معلوم نہیں جو اس کو طوطے کی طرح رٹ رٹ کر اور گدھے کی طرح لاد لاد کر "حافظ" اور "عالم" بنا بیٹھا ہے، جس کو یہ معلوم نہیں کہ تلوار کس طرح ہاتھ میں پکڑتے ہیں، بندوق کی شکل کیا ہوتی ہے، تیر کمان میں زہ کس طرح کی جاتی ہے، دہلی سے غزنی کدھر کو ہے، استنبول کیا بلا ہے، دمشق کس بیل کا نام ہے اور کہاں ہے، طرابلس کیا ہے اور اس میں کس کی حکومت ہے وغیرہ وغیرہ، وہ مولوی اور ملّا کیا اس بات کا اہل رہ گیا ہے کہ آج ہم اُس سے اپنا مذہب سیکھیں، اپنے اُس طرزِ عمل کو سیکھیں جو تیرہ کروڑ ستاروں کے بنانے والے خدا نے ہم کو بتایا تھا، اپنی "چال"

اور اپنا "چلن" کیا اس سے سیکھیں؟ اپنا خدا سے معاملہ کیا اس نابکار کے سپرد کر دیں؟ اپنے روز آخرت اور اپنی کروڑوں برس کی زندگی کا پروگرام اس جاہل سے لیں؟ اس جاہل کے ماتھے کی سیاہی، اس کی محتاجی اور کم علمی اس کی ذلت اور مسکنت، اس کی درماندگی اور سکون، اس کی گندگی اور چیتھڑے صاف بتلا رہے ہیں کہ یہ اور کچھ بھی ہو قوم کا سردار نہیں رہا! جو مسکین اپنا پیٹ بھی عزت سے بھر نہیں سکتا اس کو کیا پتہ کہ ساٹھ کروڑ اُمت کس قوت اور عزت کی طالب ہے جس کے اپنے گرد اگر دس آدمیوں کا جمگھٹا نہیں رہا وہ ایک پوری قوم کی بہتری کی کیا تجویز کرے گا، وہ بیچارہ اگر کچھ کہے گا تو یہ کہ باسی ٹکڑے کھا لیا کرو، میلے اور چیتھڑوں میں رہنا سنت ہے، ڈھیلے جمع کر رکھو، دکھا دکھا کر استنجا کرو! غریب ہو جاؤ! دنیا پر لات مارو، پیٹ پھٹنے پر آئے مگر حلوائے تر نہ چھوڑو! وغیرہ وغیرہ۔ نہیں! ہمارا مذہب ہمارے تیرہ سو برس کے عمل سے ظاہر ہے اور کوئی مُلا، کوئی مولوی، کوئی طاقت، کوئی حکومت اس ہمارے اصلی اور آخری مذہب کو بدل نہیں سکتی۔

خاکسار کا طریق عمل

اس منزل سے دو قدم اور بڑھ کر ہم خاکسار اس لئے کھڑے ہوئے ہیں کہ ہر "مسلمان" کو اس مذہب میں داخل کر دیں! سب خدا اور محمدؐ کے نام لیواؤں کو اُس دین، اُس طریق عمل، اُس "چال" پر چلا دیں جس پر چل کر ہم کئی سو برس تک بادشاہ رہے، ہماری دُنیا درست رہی، ہماری آخرت بالخیر یقینی رہی ہے، ہم زمین کے وارث بن کر صالح رہے، ہم جنت

کے حقدار بیشک بنے۔ اِس عملی دین میں داخل کرنے کا طریقہ ہمارے پاس ایک ہی ہے، وہ یہ کہ ہم ہر شخص سے عاجزی برتیں، اس کی منتیں کر کے اس کو اپنی تکلیف اور اپنے عمل کی طرف متوجہ کریں، اس کو اپنے عقیدے پر مضبوطی سے جمے رکھ کر مسلمانوں کی اس ایک اور عام قطار میں شامل ہونے کی درخواستیں کریں، کسی کے ساتھ مذہبی اور سیاسی بحث نہ کریں، جدائی اور افتراق کے طریقے اختیار نہ کریں، ہر شخص سے قلبی محبت کریں، اُس کے آرام کی خاطر اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالیں، اُس کی ہر ممکن خدمت کریں، اپنی خدمت کی اجرت نہ لیں، اُس سے کچھ چندہ نہ لیں، اپنا عمل ظاہر کر کے اس کو عمل پر اکسائیں، سب مسلمانوں کو برابر سمجھیں، سب کی عزت کریں، خاموش رہیں، جو مسلمان جان بوجھ کر اور بد دیانتی سے مخالفت کرے اس کو جواب نہ دیں، جو ہمیں بُرا کہے اس کو کچھ نہ کہیں، لیکن ساتھ ہی اگر کوئی بدنیت طاقت ہمارے خلوص کو سمجھ کر دنیا سے نیکی کو مٹانے کے درپے ہے تو ہم بھی اپنی بے پناہ طاقت سے اس کے وجود کو پاش پاش کر دیں! خاکساری کا یہ مذہب اگر ملّا اور مولوی کو پسندِ خاطر نہیں اور وہ دل میں اس کو صحیح سمجھ کر اپنی خاص مصلحتوں کے ماتحت اس کا مخالف ہے تو پھر جان لو کہ ملّا اور مولوی کی اب ہندوستان میں خیر نہیں۔ ہمیں اپنے مذہب کا قرآن اور حدیث سے براہِ راست یقین ہو چکا ہے اس لئے ہم کسی اَور مذہب کو اس ہندوستان میں چلنے نہ دیں گے۔ جس مولوی کو نیک نیتی سے اس مذہب میں شک ہے وہ ہم سے نیک نیتی سے سمجھ لے اور جب تک سمجھ نہ آئے نہ داخل ہو لیکن قرآن پڑھ پڑھا کر اس مذہب کو نہ سمجھنا اور تجاہلِ عارفانہ کر کے ہمیں غلط کہنا اب کسی کو گوارا نہیں رہا! ہم ذلت کی اس حالت سے جو آج مسلمانوں کی ہے آگے نہیں جائیں گے، یہیں ٹھہر کر اپنے پچھلے کرتوتوں

کا جائزہ لیں گے، مولوی اور مُلّا سے مواخذہ کریں گے کہ تم نے ہمیں کیا غلط بتایا اور کیا غلط چلایا'
لیکن اب جو قدم آگے بڑھائیں گے وہی ہوگا جس پر ہمارے محترم نبیؐ اور ہمارے نبیؐ کے صحابہ کرامؓ
ہمارے مجاہد آباؤ اجداد، ہمارے بادشاہ باپ دادا، ہمارے فاتح بزرگ بڑھے تھے! جو کئی سو برس
تک اُن کا چوبیس گھنٹے کا چلن اور دن رات کا مذہب رہا۔ ذاتی طور پر میرے نزدیک مذہب
صرف اسلام پر عمل ہے' یہی "عقیدہ" کے معنی ہیں' یہی پختگی ایمان ہے۔ میرے نزدیک اگر قرآن حکیم
میں لکھا ہے کہ سچ بولو تو سچ بولنے والے ہی کا سچا ایمان اور سچا عقیدہ قرآن پر ہے'
جھوٹا شخص کبھی اس کا دعویدار نہیں ہوسکتا لیکن اگر "عقیدہ کی درستی" اس کے علاوہ کوئی اور
شے ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ہر مسلمان اس تحریک میں داخل ہوکر اپنے اپنے عقیدے پر
مضبوطی سے جما رہے' ہم نہ آج' نہ کل' نہ دس برس کے بعد' نہ کبھی اس کے عقیدوں کو
چھیڑیں گے' نہ ان کو کہیں گے کہ فلاں عقیدے کو یوں مانو اور یوں چھوڑ دو' نہ عقیدے کے
متعلق بحث کریں گے' نہ سُنّی کو شیعہ ہونے کے لئے کہیں گے' نہ شیعہ کو کہیں گے کہ تم "اہلِ
حدیث" بن جاؤ۔ یہ تمہارا معاملہ براہ راست خدا سے ہوگا' خاکسار تحریک کو تمہارے ذاتی عقیدوں
یا عقیدوں کی بنا پر فرقہ بندیوں سے کوئی سروکار نہیں!

تحریک میں شمولیت کی شرطیں

تحریک میں شامل ہونے کے لئے صرف خدا پر کامل یقین' ایک اور آخری نبیؐ (محمد صلعم)
کا دلی اقرار اور روز قیامت پر سچے ایمان کی ضرورت ہے۔ اس سے زیادہ مسلمانی ہمیں

درکار نہیں۔ ہمارے نزدیک قرون اولے کے مسلمان انہی تین چیزوں کو مضبوط پکڑ کر دنیا میں سربلند ہو گئے تھے اور انہی تین پر عمل آج ہم پھر چاہتے ہیں۔ باقی چیزوں میں اُمت کے درمیان اختلاف اگر کچھ ہے تو پھولوں کے مختلف رنگوں کا اختلاف ہونا چاہئے۔ اس کو بنائے فساد بنا لینا ہمارے نزدیک قطعاً روا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خاکسار تحریک میں سیاسی اختلاف کے متعلق بحث و جدال بھی منع ہے۔ ایک "کانگرسی" جو اپنے سیاسی اصول کے مطابق حکومت وقت سے برسرپیکار ہے ایک حکومت کے ملازم افسر کے دوش بدوش کھڑا ہو سکتا ہے اپنے "عقیدے" پر مضبوطی سے جما رہ سکتا ہے لیکن اس سیاست کو بزور کسی خاکسار سے منوا نہیں سکتا۔ ہم سیاست اور مذہب کے متعلق تمام بحث و جدال سے اسلئے بے نیاز ہو چکے ہیں کہ اس قسم کی خانہ جنگی قومی کمزوری کا باعث ہے۔

چوتھا باب

تحریک اور غلط قومی تخیّل سے مقابلہ

خاکسار تحریک اور مخالف طاقتوں سے جنگ

لیکن اس تشریح کے بعد کہ ہماری نظروں میں دین اسلام کیا ہے اور خاکسار کس مذہب کو پھر ہندوستان میں رائج کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں اس امر کو کھول کر رکھ دینا لازمی ہے کہ ہماری جنگ کس سے ہے، ہم کس شئے کو فنا کرنا اور کس کی بقا چاہتے ہیں؟ وہ کیا طاقتیں ہیں جو ہماری تعمیر کی راہ میں حائل ہیں؟ ہم کس کی تخریب کر کے اپنی آبادی چاہتے ہیں، کس رکاوٹ کو پاش پاش کر کے آگے بڑھنے کے درپے ہیں؟ کس شئے کو آج سے اسلام میں چلنے دیں گے، کس کو لازماً ملیامیٹ کر دیں گے؟ سچے محمدؐ کے سچّے اسلام تک کس طرح پھر پہنچ سکتے ہیں؟ بادشاہت اور حکومت، غلبہ اور عروج دینے والے دین کو کس طرح پھر پا سکتے ہیں؟ یاد رکھو خاکسار کسی انسان، کسی زمینی طاقت، کسی کمتر قوت، کسی ماسوا اللہی زور کے آگے جھکنے کے لئے نہیں آیا۔ اس کا پہلا اور اوّلین مقصد بے شک خدمتِ خلق ہے وہ بیشک ہر انسانی درد کے لئے دوا اور ہر جسمی زخم کے لئے مرہم ہے نہیں، وہ بلا لحاظِ ملت و

مذہب اور بے پاسِ رنگ و نسل ہر شخص، ہر نفس، ہر جان حتّٰی کہ ہر حیوان اور نبات کا بے مزد نوکر ہے لیکن یہ بے مزد نوکری اور بے اجر خدمت ہی اس امر کی دلیل ہے کہ وہ کسی بڑے سے بڑے مخدوم کے آگے اپنی نظریں نیچی نہیں کر سکتا، بڑی سے بڑی مخلوق کے آگے سر جھکا نہیں سکتا۔ اس کی اجرت اور تنخواہ سب سے بڑے حاکم کائنات کے پاس ہے! وہ اسی کا نوکر اور اُسی کا خاکسار ہے! انسان اور مخلوق کا خاکسار ہرگز نہیں!

خاکساری کا غلط مفہوم

نادُوربین ہیں وہ لوگ جو خاکسار کو سطحی نظر سے دیکھ کر ہمیں کہتے ہیں ہَیں ہَیں اگر تم خاکسار ہو تو یہ توبہ یہ لڑائی نہ کرو، ٹھہرو ٹھہرو اس سے نہ اُلجھو خدانخواستہ یہ جنگ نہ کرو، خاکسار ہو تو صحیح خاکساری کرو، ہر ایک کے آگے جھکو، ریشم کی طرح نرم رہو، مزے مزے کام کرو، نرم نرم ہاتھ پھیر کر قوم کو جگاؤ، اس طبقے سے نہ بھڑو، اُس فریق کو نہ چھیڑو، خود غرض کارکنوں سے نہ اُلجھو، بھڑوں کے چھتوں کو نہ چھیڑو، یہ بُرے ہیں تمہیں چمٹ جائیں گے! ان کو لگا رہنے دو، ان کیچڑوں پر پتھر نہ پھینکو، چھینٹے پڑیں گے، اپنے کپڑے ہی خراب ہوں گے، ان سے بچ کر نکل جاؤ اور اپنی راہ لو! ہاں عنایت اللہ خاکساروں کا قائد ہے، اُس کو چاہیئے کہ سب سے بڑا خاکسار ہو کر رہے، سب سے زیادہ جھکے، سب مخلوق کو خدا بنائے، سب سے زیادہ بنا کر رکھے، پوری بناوٹ اور سچی منافقت کرے، ہر ایک سے مسکرائے، چھتے لگے ہیں تو لگے رہنے دے، کیچڑ پڑا ہے پڑا رہنے دے! دیکھو فلاں لیڈر کیا نرم ہے باتوں باتوں میں دل موہ لیتا

فلاں کیا مسخرہ ہے بات بات پر ہنسا دیتا ہے فلاں کیا بھانڈ ہے تقریر سن کر پیٹ میں بل پڑے جاتے ہیں، فلاں کس حکمت عملی سے چل رہا ہے، بات کہہ دیتا ہے اور گراں نہیں گذرتا! ان کو کہہ دو کہ تم نے خاکسار اور خاکسار تحریک کو غلط سمجھا ہے! یہ کوئی نفس کو موٹا کرنے شہرت اور عزت کو بڑھانے، اپنے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالنے، چندہ جوڑ کر پلاؤ اور کباب کھانے، پکی گدی بنانے یا مستقل دکان چلانے کی مشین نہیں! ہم خاکسار اس لئے باہر نہیں نکلے لوہار کے مشہور کتے کی طرح ریتی سے اپنا ہی خون مزے لے لے کر چاٹیں، قوم کے بدنما ناسوروں پر سفیدی کا لیپ کر کر کے عبث چھپائیں اور بہانہ کریں کہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے، نرم نرم سر پر مالشیں کریں کہ اور نیند آئے، لوریاں دیں کہ موت کی نیند بڑھے، قوم کو تھپکیاں دیں کہ جیب کاٹنے کا موقع ملتا رہے، بیلدار چوکھٹوں میں غزلیں لکھیں کہ جیب بھری رہے۔

صدر اسلام کی مخالف طاقتیں

اِن کو کہہ دو کہ تیرہ سو پچاس برس کے بعد ہم جس بادشاہت اور عروج جس غلبہ اور تمکن فی الارض، جس اُبہت اور جلال کے مشکل مذہب کی طرف مسلمان کو پھر لیجانے کا عہد کر چکے ہیں، وہ وُہ تکلیف دِہ مذہب اور قوم کے نابکار حصّوں پر وُہ جراحی عمل ہے جو خدا کا سچا اور آخری رسولؐ تیئس برس تک کر کر کے آپ دُکھ اٹھاتا رہا جس کی وجہ سے اُس کے رستے میں راتوں کو کانٹے بچھائے گئے، ان کے جسم اطہر پر اوجھ اور گندگی پھینکی گئی، ان کے مقدس جسمؐ کے دانت توڑ دئے گئے، ان کے پاکیزہ چہرے پر خون کا دریا بہایا گیا، اس کے

ساتھیوں کو تپتی ریت پر لٹا کر پیٹا گیا۔ اُس کے دوستوں پر پتھر کی سلیں رکھ رکھ کر تڑپایا گیا! اُس کے شہیدوں اور اُس کی گواہی دینے والوں کے جگر چبائے گئے! اُس کے جگر پاروں اور عزیزوں کے حمل گرائے گئے! اُس کے نواسوں کو قتل کیا گیا!

خدا اور رسول خدا کی مخالفین سے جنگ

ہاں اُس مذہب کو انسان کی صدہا برس کی بھول اور خطاکاری کے بعد پھر زندہ کرنے کے لئے آسمان سے جہنم کی آگ اور بجلی کی کڑک، موت کی چیخوں اور عذاب کی بجلیوں کے وعدے دشمنوں کے لئے نازل ہوئے، اُس مذہب کے مخالفوں کے ماتھے کافر اور فاسق، ظالم اور فاجر مشرک اور منکر کے القابوں سے خود قرآن نے جی بھر بھر کر داغے، خدائے پاک نے بدعملوں اور نابکاروں کو اپنی کتاب کے ہر ورق پر دل کھول کھول کر کوسا، اُن سے کھلی جنگ کا اعلان کیا، کہا کہ ان کی بیخ و بنیاد اکھاڑ دو، اُن میں سے ایک فرد روئے زمین پر باقی نہ رہے، ہاں اُس دین کو پھر حاصل کرنے کے لئے قبیلوں کے قبیلے کٹ مرے، ہزاروں دل اچھل اچھل کر حلق کو آئے، سرورِ عالمؐ کا سر اتار کر لانے کے لئے سو سو اونٹوں کی شرطیں لگیں، ان کو غاریں پناہ لینی پڑی! کیا کئی سو برس کا محمدؐ کا کھویا ہوا دین دلوں کو موہ موہ کر، مخالفوں کو ہنسا ہنسا کر، مسخروں کے تمسخر سے اور غزلوں اور گیتوں کو گا گا کر پھر حاصل ہو سکتا ہے؟ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاموش اور کھلی دونوں قسم کی جنگ سب سے پہلے اپنی قوم سے تھی، اُس کے حرکت اور عمل پیدا کرنے والے مذہب کے منکروں سے تھی اور آج

خاکساروں کی پہلی جنگ بھی اپنے ہی نفس، اپنی ہی ملت اور اپنی ہی قوم سے ہے!

بے نیازانہ تقدّم فتح کی دلیل ہے

ہم جب تک بھڑوں کے چھتّوں کو نیل سے بھرے ہوئے چیتھڑوں سے آگ لگا کر بھون نہ دیں گے، اور چھتّوں کو اُڑا کر جگہ صاف نہ کریں گے گھر کے مالک نہ کہلا سکیں گے۔ ہم دہلی کے بانکے نہیں کہ کیچڑ کے خوف سے دامن سنبھالتے پھریں۔ ہم سپاہی ہیں، سپاہی کا مذہب دنیا میں پھیلانے کے لئے آئے ہیں، ہم آہن پوش موٹروں اور فیل پیکر برق رفتار انجنوں کی طرح کیچڑ پر سے بے نیازانہ گذر کر کیچڑ کو اُڑا دیں گے! کیچڑ کیا چھینٹے اُڑائے گا وہ تو خود کیچڑ ہے اور ناقابل توجہ ہے! سپاہی کی سپاہگری اس میں ہے کہ اُس کے چہرے پر دنیا جہان کی گرد ہو، سر پہ خاک بس رہی ہو، باد و باران سے جنگ کی نشانیاں اُس کے ماتھے پر ہوں، کیچڑ کے چھینٹے بے پرواہی سے پڑے ہوں لیکن عمل کی مقدس اور بے پناہ اسٹیم (بھاپ) اور رکاوٹوں سے بے نیازی کی برق اس میں بھری ہو ورنہ وہ دہلی کا بانکا اور لکھنؤ کا تلنگا ہو تو ہو سپاہی اور فاتح ہرگز نہیں! خدا کے سب سے بڑے پیغامبرؐ پر کیا کیا چھینٹے نہ پڑے اُس کو کاہن کہا گیا، جھوٹا اور بے معجزہ نبی، شاعر اور پاگل کا خطاب دیا گیا، ساحر، کذّاب، مفتری علی اللہ اور نہ جانے کیا کیا غصے کے بول بولے گئے، اس کی پیاری اور چہیتی بیویؓ پر شرمناک الزام لگایا گیا، خود اس کا بڑا مدّاح شاعر اس الزام کے لگانے میں غیرت اور حیا چھوڑ کر پیش پیش رہا، بیگانوں سے زیادہ اپنے اور قریبی رشتہ دار سانپ بن بن کر ڈستے رہے

ابولہب اور اس کی بیوی نے وہ دردناک تکلیفیں دیں کہ بالآخر آسمان کا عرش ہل گیا۔ جبرئیل کے ہاتھ روز قیامت تک لعنتیں اور قیامت کے دن گندھے ہوئے سن کا رسا اس کی گردن کے لئے بھیجنا پڑا۔ رسول خدا صلعم کی بیویاں امہات المومنین اور ازواج مطہرات ہو کر پاک اور معصوم خاوند کو تکلیفیں دیتی رہیں۔ آپس میں اور خاوند سے ناخوشگوار تعلقات رہے۔ بیویوں سے علیحدگی اور ایلا کرنے پڑے۔ آسمان سے آئتیں اتریں کہ اے دنیا اور دولت کی خواہش مند بیبیو! اگر دولت اور آرام چاہتی ہو تو آؤ ہمارا رسول تمھیں رخصت کر کے ایک دفعہ تمھارا قصہ ہی پاک کر دے! الغرض اس مقدس نبیؐ کی مقدس زندگی پر کیا کیا چھینٹے نہ پڑے لیکن محمد صلعم سپاہی اور جرنیل تھا۔ عمامہ پوش مولوی اور ٹھنڈی سڑک کا جنٹلمین نہ تھا! سب سے بازی لے گیا! منکروں کی کمر توڑ گیا! رشتہ داروں نے بالآخر مان لیا! عمرؓ جیسا تند خو اور بڑی بہن کے منہ پر تھپڑ مارنے والا دشمن سب سے بڑا دوست ہو گیا۔ ہاں تلوار کی نوک سے بازی لے گیا! منکرین سے جنگ کر کے جیت گیا! محمد کے دین تک قوم کو پہنچانا کیا خالہ کا گھر ہے؟ کیا مسخروں کا شیوہ ہے؟ اگر رسول خدا کو یہ تکلیفیں ہوئیں تو کیا عنایت اللہ المشرقی جو رسول خدا کے جوتے کی میل کے برابر پاکیزگی کا دعوے انہیں کر سکتا، جو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنی برائیوں کو چھپاتا اور اپنی روسیاہیوں سے شرمندہ ہو ہو جاتا ہے اگر اس پر قوم کو اس ازلی اور ابدی دین تک پہنچانے کے سلسلے میں کسی کیچڑ سے کچھ چھینٹے پڑیں یا وہ دربدر اور خاک بسر ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے!

جب تک بیبیوں قیمتی جانیں، صدہا بیش قیمت عزتیں، ہزار ہا عزیز جسم اس

منزل تک قوم کو پھر پہنچانے کے لئے تیار نہ ہوں گے قوم کیونکر اس مقام محمود تک خود بخود پہنچ سکتی ہے ؟

خاکسار تحریک کا کئی سو برس کے غلط قومی تخیل سے مقابلہ ہے۔ ہم نے قرنوں کی غلط عادتوں، صدیوں کی غفلتوں اور سستیوں، عمروں کے جمود، برسوں کی آسانیوں کو بہ یک جنبش قدم دُور کرنا ہے۔ انسان کے خدا سے مکر، اور نفس کی خوشنما تاویلوں کے آشیانے کو توڑ پھوڑ کر رکھ دینا ہے۔ مدّت کا قیدی قید خانے کو حسرت سے چھوڑتا ہے، قید خانے کو چھوڑنے سے پہلے اُس کے درو دیوار کو ارمان سے تکتا ہے، پھر آسانیوں میں پلی، ہوئی لاڈلی اُمّت حرکت کے تازیانے سے کیوں نہ چیخے ؟ تحریک کا قوم پر جرّاحی عمل قوم کے ہر عضو میں پکار پیدا کر کے رہے گا۔ مولوی اور غیر مولوی، نکوکار اور بدکار، پیر اور مرید، مرد بلکہ عورتیں سب عنایت اللہ کو کوسیں گے، سب اس کا منہ کالا کرنے کی سعی کرینگے، سب کسی نہ کسی عنوان سے کہیں گے کہ فلاں بات نادرست تھی، فلاں حرکت غلط اور نامناسب تھی۔ جب تک صحت اور طاقت کی پہلی کرن نمودار نہ ہوگی کوئی نہ کوئی مجھے غلط کہتا رہے گا۔ میں اگر درستی کے لئے آمادہ ہوا ہوں تو میرا فرض ہے کہ بے نیاز ہو کر کاٹوں اور کسی چیخ کی پروا نہ کروں۔

پانچواں باب

مخالفت کے اسباب

خاکسار تحریک ذاتی اغراض سے پاک ہے

الغرض خاکسار تحریک ہر مسلمان کو تکلیف دے دے کر جگانے کے لئے ظاہر ہوئی ہے لوریاں اور تھپکیاں دے دے کر اور سلانے کے لئے نہیں آئی۔ اس تحریک میں کسی شخص کے گھر کی روٹیوں، کسی کی بیوی کے زیوروں، کسی کے مکان کی اینٹوں اور چونہ گارے کا حساب شامل نہیں۔ اس میں کسی مرد کے زنانہ نان و نفقہ، کسی شخص کے روزانہ ٹکڑوں، کسی جنٹلمین کے کوٹ نکٹائیوں، کسی رضاکار کی ماہانہ ذاتی اجرتوں یا کسی قلم فروش کی روزانہ آمدنیوں کا سوال قطعاً نہیں! اس میں جو آتا ہے خدا اور مذہب کی خاطر اپنی جان کو تکلیف میں ڈالنے اور اپنی جان کا خرچ آپ برداشت کرنے کے لئے آتا ہے۔ اس کا منشا قرون اولٰے کے عملی اور سپاہیانہ اسلام کو پھر زندہ کرنا ہے اپنی جان اور اپنے مال سے خود جہاد کر کے قوم کو پھر غالب کرنا ہے۔ اس میں ہر عامل کو مسلسل جسمانی تکلیف اور بوقت ضرورت کچھ گرہ سے خرچ کرنا بھی ہے لیکن کسی سے کچھ لینا اور کسی کو کچھ دینا نہیں! یہ وہ سچا اور بے غرض مذہب ہے جو

قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا تھا اس کے سوا کوئی اسلام اسلام نہیں' اس میں بے غرض اور مخلص کے سوا کوئی آسکتا نہیں' اس میں سب کو بے غرض اور مخلص بنا کر شامل کرنے کی سعی ہے اور اس مذہب کے خلاف کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں!

غرضمندوں کی طرف سے مخالفت اٹل ہے

لیکن غرض مند لوگوں کی طرف سے ضرور ہے کہ اس کی مخالفت اسی طرح پر ہو جس طرح کہ قرونِ اولیٰ میں ہوئی تھی' ضرور ہے کہ نفس پرست لوگ اس سے بگڑ بیٹھیں اور رکاوٹیں پیدا کریں۔ جب رسولِ خدا صلعم کا خُلقِ عظیم اور رحمۃ للعٰلمین کا لطف و کرم اس مخالفت کو روک نہ سکا اور بالآخر تلوار تک نوبت پہنچ کر رہی تو ہم محض انسانوں کا ایک جمگھٹا اس جنگ کو کیونکر روک سکتا ہے؟ ہم جوں جوں زور آور اور طاقت کے مالک بنتے جائیں گے غرضمند اور حریص مسلمان اس منظر کو دیکھ نہ سکیں گے۔ جوں جوں بے غرض اور بے حرص لوگ متحد ہوں گے' غرض مند اور حریص لوگوں کی آمدنیاں کم ہوتی جائیں گی' غرض اور حرص کے بُت ٹوٹتے جائیں گے اور غرض اور حرص کے پجاری اپنے لات و منات کو ٹوٹتے دیکھنا کیونکر گوارا کریں گے؟ وہ اب بھی پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ایلو! عنایت اللہ تمھیں کفر و الحاد کی تعلیم دے رہا ہے! ایلو تمھیں اکٹھا کر کے کسی دن نبوت کا دعوے کر دے گا' ایلو! تمھارے آرام دہ اور باپ دادا کی طرف سے وراثت میں آئے ہوئے پیارے اور آسان مذہب کا ستیا ناس کر دے گا! صحیح اسلام وہی ہے جس پر ہم آج چل رہے ہیں' صاف دیکھ لو کہ

ہم "سیاست" میں خاکساروں سے کیا بڑھے ہوئے ہیں، قوم سے لاکھوں روپیہ چندہ جمع کرتے ہیں، ہزاروں کو جیل خانے بھیج دیتے ہیں، کیا بے تکلف نعرے مارتے ہیں، انگریزوں پر کیا آوازے کستے ہیں، نعتیں کیا خوش الحانی سے پڑھتے ہیں، تقریریں کیا تیز تیز کرتے ہیں، کیا مضائقہ ہے اگر ہر بار شکست کھاتے ہیں لیکن اپنی غرض اور مسلمانوں کے دل کی بھڑاس تو نکال دیتے ہیں!

تحریک کے مخالفین کا دروغ

عنایت اللہ کی تحریک مسلمانوں کو "سیاست" سے الگ کر رہی ہے وہ "غرض و مقصد" سے بالکل خالی ہے، اس کے سامنے کوئی "نصب العین" نہیں، اس میں "شبہات" ہیں، اس کے "اسباب" معلوم نہیں! یہ شخص دیکھو اپنی الگ ہنڈیا پکار رہا ہے۔ "ہم خادمانِ ملت" کو شریک نہیں کرتا، نوکری تو خیر چھوڑ دی لیکن صاف انگریز پرست ہے کہ انگریزوں کو نہیں چھیڑتا وغیرہ وغیرہ! اگر گہری نظر سے دیکھو تو ہر سچائی کے لئے مخالفت کا ہونا طبعی ہے۔ ہر سچائی کا بالآخر باطل سے ٹکرانا اٹل ہے، باطل خود ٹکرتا ہے خواہ سچائی کتنا ہی خاموش، بے ضرر اور مرنجان و مرنج ہو کر چلے! ہم خاکسار روزِ اول سے خاموش ہیں، کسی مسلمان کے خلاف بولنا ہمارے اصول میں داخل نہیں، پچھلے چار سال میں باطل قوتیں ہماری خاموش طاقت کو دیکھ کر بھڑکیں، ہمارے خلاف باطل کے علمبرداروں نے بیسیوں جگہ کھلے الفاظ میں اور نام لے کر تقریریں کیں کہ ہم بھڑک اٹھیں اور بازاری لڑائیاں لڑیں۔ ہمیں اپنے

زعم میں انتہائی طور پر برافروختہ کرنے والے القاب دیئے گئے، اخبارات میں مضحکہ اڑایا گیا لیکن ہم نے ایک بار بھی جواب نہ دیا ایک بار بھی کسی پر ذاتی حملہ نہ کیا۔ اُلٹے مخالفوں کو سلامیاں دیتے اور اُن کی خدمت کرتے رہے۔ باطل اس لئے ٹکرتا رہا کہ ہر سچائی کے رواج سے باطل کو نقصان ہے! باطل اپنی ہستی کو بچانے کے لئے حق کے خلاف جھوٹ نشر و اشاعت اور پوری ضمیر فروشی کر دیتا ہے لیکن جب بھی پہل ہوئی ہے ہمیشہ باطل کی طرف سے ہوئی ہے۔ یہ اس لئے کہ باطل کو اپنے مٹ جانے کا ہر لحظہ خوف ہے۔ حق خاموش رہتا ہے! حق بے نیاز ہو کر بڑھا جاتا ہے اور باطل کی پرواہ نہیں کرتا۔ لیکن یاد رکھو کہ باطل بالآخر مٹنے کے لئے ہے اس لئے حق کی خاموش طاقت، اس کی مرنجان و مرنج قوت، اور اس کا دل سے اتر کر جگر تک پہنچنے والا اثر ہی باطل کو بالآخر پاش پاش کر کے رہے گا خواہ یہ "جنگ" برسوں تک لگی رہے۔ خاکسار تحریک اور عنایت اللہ المشرقی نے تہیہ کر لیا ہے کہ یا باطل باطل نہ رہے گا یا اس کو ہم مٹا کر رہیں گے!!

معترضین کو جوابات

خاکسار تحریک بیشک مخالف کی نظروں میں "اغراض و مقاصد سے خالی" ہے کیونکہ اس میں غرض مند کے "اغراض" اور ہوس پرست کے "مقاصد" پورے نہیں ہوتے! خاکسار تحریک دشمن کی نگاہ میں "بے غرض و مقصد" بے شک اس لئے ہے کہ بے غرض آدمی ہی اس کو چلا سکتے ہیں! ہاں اس تحریک کو بے شک ہر کوئی "تن تنہا" ہی چلائے گا کیونکہ

اس میں کسی دوسرے کو "شریک" کرنے کے لئے کوئی "حصّہ" موجود نہیں، اس میں ضرور "شبہات" اس لئے رہیں گے کہ اہل غرض اور کرایہ کا ٹٹو ایک قدم اپنی اُجرت لئے بغیر چل نہیں سکتا اور یہ تحریک بے غرض اور بے دھڑک لوگوں کی سعی سے اُجرت کے بغیر چل رہی ہے۔ مخالف لوگ اس کے "اسباب" کبھی معلوم نہ کر سکیں گے کیونکہ اربابِ ہوس سے آج تک کوئی بات "بے سبب" نہ ہو سکی اور یہاں سب کچھ حسبتہً للّٰہ اور بے سبب ہو رہا ہے۔ اس تحریک کے بانی پر "آئندہ نبوت" کے الزام اور انگریز پرستی کی تہمتیں ضرور لگیں گی کیونکہ مخالفت پیدا کرنے کا آسان طریقہ ہے اور کسی دوسری طرح سے مخالفت کرنے کی لیاقت اور طاقت نہیں۔ ہاں بوالہوس جب تک انتہائی جھوٹ نہ بولے آئندہ نبوّت سے خبردار کرنے کے لئے پہلے آپ نبی نہ بنے، خدا پر افترا نہ باندھے ضمیر کو قتل نہ کرے بے حیا اور بے شرم ہو کر نہ لڑے تو وہ بوالہوس کیا ہے؟

موجودہ مسلمان اور ختم نبوّت کی توہین

میرے نزدیک ختم نبوت پر سچے اور مکمل یقین کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں رہ سکتا، میں بارہا اعلان کر چکا ہوں کہ قرآن حکیم کے بعد کسی کتاب، کسی قانون، کسی رسول، کسی نبی کی دنیا میں ضرورت نہیں رہی۔ جو نبوّت کا دعوے کرے بے غل وغش جھوٹا ہے، جو اسلام میں فرقہ بنائے دجّال اور کاذب ہے! رسول خدا صلعم کے بعد کسی کی نبوّت کے متعلق بحث کرنا نبوّت کی توہین ہے! جو کم فہم لوگ مذاقاً یا دل لگی سے اخباروں میں لکھتے ہیں

کہ فلاں قصبہ میں فلاں "نبی" پیدا ہوا فلاں شخص سودیشی نبی" ہے، فلاں "سرکاری نبی" ہے، فلاں "خلیفۃ المسیح" ہے، فلاں نے "قصرِ خلافت" تیار کیا ہے فلاں "مسیح موعود" ہے، اتنے نبی پنجاب میں پیدا ہوگئے، ہر شخص نبی بن رہا ہے فلاں "نبی" کا یہ قصہ ہے وغیرہ وغیرہ، وُہ دراصل نبوّت کی توہین کے مجرم ہیں۔ ان کو معلوم نہیں کہ "نبوت" کیا شے تھی اور مسلمان کے لئے اس لفظ کی کیا قدر و منزلت ہے، یہ بے علم اور بے مایہ لوگ اب "خلافت" کے لفظ کی طرح "نبوت" کے لفظ کو بھی بدنام اور قابل نفرت بنا کر اسلام کی شاندار روایات کو ذبح کر رہے ہیں، نادوربین اور ناانجام اشناس ہوکر پوری قوم کو قتل کر رہے ہیں اگر ہندوستان میں اسلامی حکومت ہوتی تو سلطان سنجر کی تلوار ان اخبار فروش محرّروں کو کبھی کا قتل کر گئی ہوتی! "نبوت" کے لفظ کو کوئی معمولی شخص چھیڑ نہ سکتا، دین اسلام سے یوں مخول کوئی نہ کرتا! آج اسلامی ادب کا یہ رنگ اس لئے ہے کہ سب مادر پدر آزاد ہیں، سب بے ادب ہیں! خدا، رسول، قرآن، نبوت، مسیح، مہدی، خلیفہ، خلافت، کسی کی عزت دلوں میں نہیں رہی! مسلمان مدت ہوئی دولت، حکومت اور طاقت سے کھیل چکے اب خدا اور نبوت سے کھیل رہے ہیں! خدا کی غیرت آج اُن کی سوقیانہ تحریروں اور تقریروں سے ثقاہت کا آخری نشان نہ مٹا دے تو کیونکر ہوا اپنا بیر لینے کے لئے ہر ایک پر "نبی" بننے کا الزام نہ دھریں تو کیونکر بنے!

موجودہ رہنما اور ذاتی اغراض

ہاں خاکسار تحریک میں چندہ نہیں اور کوئی کسی سے کچھ کھا پی نہیں سکتا! یہ دونوں

باتیں ہمارے دشمنوں کی شاہ رگ پر تلوار ہیں! وہ ان کو سُن کر ہوش میں نہیں رہتے اور آنکھیں سُرخ کر لیتے ہیں۔ ایک پُر غرور مسخرے نے جو اپنے آپ کو مسلمانوں کا رہنما تصور کرتا ہے اور حاشیہ نشینیوں کو سامنے بٹھا کر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھتا ہے کچھ مدت ہوئی مجھے بلا کر نہایت متانت سے کہا "فرمائیے! آدم علیہ السلام کے ہبوط کے سوا دنیا کا کونسا کام بغیر چندے کے ہوا؟ کیا رسول خدا نے (معاذ اللہ) چندہ جمع نہ کیا؟ کیا صحابہ کرام اسی چندے سے کھاتے پیتے نہ رہے؟ آپ اس تحریک میں کیوں چندہ نہیں رکھتے؟ آپ چندہ رکھیں تو ہم سب جنھوں نے آپ کو بلایا ہے 'خدمت' کے لئے حاضر ہیں!" میرے پاس حضرت عمرؓ کا دُرّہ نہ تھا ورنہ اس نابکار کو دُرّے لگا کر جہنم واصل کر دیتا اور کم از کم رسولؐ خدا اور صحابہ کرامؓ کے الفاظ بولنے نہ دیتا۔ لیکن ان لوگوں کی مخالفت کی یہ ذہنیت ہے! ان کو پھر کہدو کہ ہم لوہار کے مشہور کتّے کی طرح ریتی سے اپنا ہی خون چاٹنے میں کچھ مزہ نہیں دیکھتے' قوم سے چندہ جمع کر کے قوم کو اور کمزور کرنا اور اپنوں پر ڈاکہ مارنا قوم کی رہنمائی نہیں' سفاکی اور جلادی ہے! ہم اگر ڈاکہ بھی ماریں گے تو غیر قوم کی دولت پر' غیر کے ملک و سلطنت پر' غیر کے حُسن و بکر پر' غیر کی طاقت اور اُبہت پر' دشمن کے بجٹ اور خزانے پر! قوم سے چندہ لے کر ہوا میں اڑانے اور گھر پھونک تماشہ دیکھنے میں ہم خاک رے کوئی لطف نہیں دیکھتے! ہم قوم کو نیا خون اور نئی رجولیت دینے کے لئے آئے ہیں' اس کی مُردہ قوتوں کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کرنے کے لئے آئے ہیں' اس میں ہاتھ پاؤں کی حرکت' فکر و عمل کا اتحاد' اطاعت کی نفس کُش طاقت' نظم و نسق کا تکلیف دہ منظر پھر پیدا کرنے کے درپے ہیں' آرام جان کے خوبصورت بتوں اور زمینی خداؤں کو توڑ کر

خدائے ذوالجلال کی مشکل حکومت دلوں پر پھر قائم کرنے کے لئے ظاہر ہوئے ہیں چندہ جمع کرنے اور اپنی روٹیوں کی فکر کرنے کے لئے نہیں ظاہر ہوئے۔ ہم میں سے ہر ایک فارغ البال ہے، اپنا کھاتا ہے کسی کا کھاتا نہیں، کسی کے سامنے نیچی نظریں نہیں کرتا کیونکہ نفس کُش اور خدا پرست ہے تمہاری طرح اسلام کُش اور نفس پرست نہیں! تم اگر اس وجہ سے جنگ پر تُلے ہو تو جنگ ہے! ہاں پہلی جنگ تم سے کریں گے، تمہاری بیخ و بنیاد اُکھاڑ کر رہیں گے۔ تم نے قوم کے ساتھ کیا مخول بنا رکھا ہے، روٹیاں چاہتے ہو تو محنت کرو، مزدوری کرو، ٹوکریاں اٹھاؤ اور رہنمائی بھی کرو، رہنمائی کو "سبیلِ معاش" بنا لینا پرلے درجے کی شیطنت اور بدکاری ہے!

رہنمائی کی سند کیا ھے

ہاں خاکسار تحریک کی اِن نابکاروں سے جنگ ہے! لیکن یاد رکھو کہ عنایت اللہ اور ہر خاکسار کا پہلا اور آخری اصول ہر مسلمان سے، خواہ وہ مخالف ہو یا موافق، دلی اور عملی محبت ہے۔ مخالفت کے باوجود عفو و درگذر ہے۔ کسی کے ساتھ مخالفت میں پہل کرنا نہیں۔ کسی فرد سے ذاتی مخالفت نہیں۔ جو مخالفت ہو گی خدا کے لئے ہو گی، کسی کی پگڑی اچھالنے کی غرض سے نہ ہو گی۔ اس لئے ہو گی کہ اپنی روزی مانگتا ہے۔ اس لئے ہو گی کہ مسلمانوں کو جمع ہونے سے روکتا ہے، اُن کی طاقت بننے نہیں دیتا، اپنے چھوٹے سے فائدے کی خاطر کروڑوں گنا زیادہ فائدے کو نہیں دیکھتا، مکر و فریب سے سادہ لوح مسلمانوں کی جیبیں کترتا ہے، رسول خدا

کی بے چین کر دینے والی محبّت سے فائدہ اٹھا کر غریب مسلمانوں کو اور غریب کرتا ہے۔ "رہنماؤں"
کی وَبا آج کل کسی خالی عہدے کے لئے بنگال کے بابوؤں کی درخواستوں سے بڑھ کر نمودار
ہو چکی ہے! جس شخص کو کچھ نہیں سوجھتا اس کے لئے رہنمائی کا عہدہ ہر وقت خالی ہے! جس کا
کہیں گذارہ نہیں ہوتا اس کا گذر یہاں پر شاہانہ ہے۔ مزا یہ ہے کہ سیدھے سادھے مسلمان
صاف طور پر ان "رہنماؤں" کی گمراہیاں دیکھتے ہیں، اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ تقریر کرتے
وقت پبلک کراہتی ہے اور یہ ہنس رہے ہیں، شراب پی پی کر اور بے حیا بچّوں کو بغل میں دبا کر
دین اسلام کی حمایت میں آرٹیکل لکھتے ہیں، وُہ باتیں اپنے مریدوں کے سامنے علناً اور فخراً
کرتے ہیں کہ قلم کو گوارا نہیں مگر مسلمان اپنا اور اولاد کا پیٹ کاٹ کاٹ کر ان کو اس نیّت
سے دیتے ہیں کہ کوئی قربانی ٹھکانے لگے اور یہ خدا کی ذلیل کی ہوئی اُمّت کسی عنوان سے بہتر
ہو۔ نہیں، ہم اس وبا کو مسلمانوں میں نہیں رہنے دیں گے۔ جو رہنما بننا چاہتا ہے پہلے اپنا گھر بار
سب کچھ خدا کی راہ میں دے کر رہنمائی کی سند حاصل کرے یا اگر گھر بار کچھ نہیں رکھتا
تو گھر بیٹھا رہے،

ہمارا طریقِ عمل

ہاں ہمارے پاس اس جنگ کے سامان میں سب سے بڑا ہتھیار محبّت کا زہر ہے،
خُلق کی مشین گن ہے! ہم مسلمانوں کے کسی نقصان دِہ فریق سے لڑائی کریں گے تو اس
انداز سے کہ کسی شخص کی ذات پر حملہ نہ ہو، اُس کا نام نہ لیا جائے، نام لے کر اپنے شیطانی

جذبات کو بھڑکایا اور اپنے نفس کو موٹا نہ کیا جائے۔ یہ اس لئے کہ ہمارا مقصد اُس برائی کو درست کرنا ہے، نہیں اُس بُرے شخص کو خبردار کر کے بالآخر اپنے میں شامل کرنا ہے، جو چور ہے خود اپنی ڈاڑھی کو خلال کرے گا، جو نکوکار ہے اس کو کیا ضرورت کہ ہمارے عام ملاحظات کو جن میں کسی کا نام نہیں اپنی ذات کی طرف منسوب کرے! مسلمانوں کے ہاں آج بھی اعلیٰ پایہ کے قرآن حکیم کے عالم، بڑے مرتبے کے ایڈیٹر، قوم کے سچے اور غمخوار رہنما، باعمل مولوی، ہوش مند مُلّا اور صحیح معنوں میں حافظِ قرآن موجود ہیں۔ یہ سب مخلص دینِ اسلام کی عمارت کو تھام رہے ہیں۔ ان میں سے بعض خاکسار تحریک میں شامل ہیں۔ کئی ایسے ہیں کہ جنھوں نے قوم کی خاطر اپنا سب کچھ دے دیا، دردناک تکلیفیں سہیں اور سہہ رہے ہیں۔ ہم ان تمام مخلصینِ اسلام کے سچے خدمت گذار اور ان کے صحیح معنوں میں شکر گزار ہیں۔ ہماری اس مخالفت اور جنگ میں جو قوم کے نابکار افراد سے ہے ہمارا روئے سخن ان اخیارِ قوم کی طرف حاشا نہیں! ہماری بے پناہ قلم اور تلوار صرف اُنھیں زخمی کرے گی جو قوم سے بُرا سلوک کر رہے ہیں، قوم کو دھوکا دے کر اپنا اُلّو سیدھا کر رہے ہیں، قوم کو اپنی آرامگاہ بنائے بیٹھے ہیں۔ نیک عمل اور سچے مسلمان سے خواہ وہ خاکسار تحریک میں شامل ہو یا نہ ہو ہماری لڑائی عملاً اور معناً یا اشارتاً ہرگز نہیں! ابھی ابھی پنجاب کے ایک اخبار نے تحریک کے متعلق شرمناک غلط بیانیاں کیں، اپنے زعم میں تحریک کو کچلنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور بال بیکا تک نہ کر سکا، تحریر میں پورا لفنگ پن ظاہر کیا، مخالف مقرروں نے بھرے مجمعوں میں عنایت اللہ کا نام لے کر کہا کہ اس سے خبردار ہو جاؤ، یہ مہدیؑ بننے والا ہے، دجال اور کافر ہے وغیرہ وغیرہ

لیکن ہم خاکساران کے منہ کبھی نہ آئے، اور نہ آئیں گے، نہ ان سے دو بدو ہونا گوارا کریں گے،
نہ ان کا مدِمقابل بننا اپنی عزت سمجھیں گے لیکن اگر آج بھی عنایت اللہ المشرقی ان سے ملے
تو مشرقی اور ہر خاکساران کو مخلصانہ سلام کہے گا، ان سے قلبی اور عملی محبت کرے گا! جس کو
شک ہو آزما کر دیکھ لے! ہماری دشمنی اور دوستی اللہ کے لئے ہے، ہماری جنگ صرف برے
عمل سے ہے عامل کی ذات سے ہرگز نہیں! عامل کی ذات کو بدیر یا بزود ہم اپنی قطار
میں شامل کرنے کے خواہاں ہیں، اُس سے دشمنی کیسے کریں!

موجودہ مولوی اور دین اسلام

ہاں خاکسار تحریک نابکار مُلّا کے عمل کے خلاف ہے، مُلّا کی ذات کے خلاف ہرگز نہیں!
ہمیں آج اس امر کا کھُلا اعتراف ہے کہ اگر یہ مُلا، یہ مولوی، یہ حافظ، یہ عالم نہ ہوں تو آج
مسجدوں پر قفل لگ جائیں! نماز نیست و نابود ہو جائے، صبح کی سُریلی اور خون کو جوش میں
لانے والی اذان نہ رہے، جُمعے نہ رہیں، مسلمان کا وقار نہ رہے، دشمنوں کا ہم سے خوف نہ رہے،
روزے نہ رہیں، مُردوں پر نماز جنازہ پڑھانے والا نہ رہے، الغرض اسلام کی کوئی ظاہری
صورت بلکہ بالآخر کوئی باطنی صورت بھی نہ رہے! یہ مولوی اور مُلا بہ ایں صورت اگر آج ہم میں
نہ ہوں تو کسی مونچھ کٹے، ڈاڑھی چپٹ، بے دین میں کیا حوصلہ اور بیداری، کیا خدا کا خوف
اور حیتی، کیا اللہ کے لئے قربانی اور رسولؐ کی محبت باقی رہ گئی ہے کہ صبح سویرے نور کے
تڑکے اپنے نرم گرم لحاف سے اُٹھ کر اونچی آواز سے وُہ دلوں کو ہلا دینے والی اذان کہے کہ

اُس سے پہاڑوں کی چوٹیاں ہل جائیں، انگریز مسلمان کی اس حالت میں بیداری کو دیکھکر خوف کھا جائے، ہندو کے اوسان خطا ہوں، سکھ حیرت زدہ ہو جائے! میرا یقین ہے کہ مُلّا اور مولوی کا یہ بڑا کارنامہ ہے کہ وہ آج اس سیلابِ کفر والحاد اور طوفانِ "تمیز و تہذیب" میں اسلام کی ظاہری شکل و صورت کو حتّٰی الوسع برقرار رکھ رہا ہے! یہ بیچارہ سوکھے ٹکڑے کھا کھا کر اور تنگ حجروں میں رہ رہ کر اپنے کمزور اور ناتواں ہاتھوں سے محمدؐ کے جھنڈے کو جوں توں کھڑا رکھ رہا ہے۔ اگر نوبت آج کے پڑھے ہوئے بانکوں اور انگریزی خوان کرسٹانوں تک پہنچتی تو دینِ اسلام کبھی کا مٹ گیا ہوتا۔ کسی کو ہجری مہینے کی تاریخ بلکہ مہینوں کے نام یاد نہ ہوتے رمضان کا مہینہ کوئی مشکل سے دریافت کر سکتا، عید کو کوئی نہ پوچھتا، یوم میلاد النبی کہاں ہوتے فقیر، سائل، یتیم کہاں رہتے، حج کا نام بھی باقی نہ رہتا، عربی زبان کی کیا گت بنتی، قرآن کو کون پڑھتا، زکوٰۃ، خیرات صدقے الغرض مسلمان کے تمام لائحہ عمل سے نیکی کا آخری نشان مٹ جاتا۔ یہ فی الحقیقت اسی گروہ کی برکت ہے کہ ہم آج کچھ اسلام کی صورت سے آشنا ہیں! ہماری جنگ ان کے اِس عمل سے ہرگز نہیں، جس شے سے جنگ ہے اوپر واضح کر دیا ہے!

اُسوۂ رسول صرف سپاہیانہ زندگی ہے

ہاں خاکسار تحریک تیرہ سو پچاس برس کے بعد جس سچے اور اصلی مذہب کی طرف ہر مسلمان کو پھرلے جانے کے لئے تیار ہوئی ہے وہ مذہب، خدا اور اسلام کے عملی اور باہتھیار سپاہی بننا ہے۔ یہی سچا اور اصلی اُسوۂ رسول ہے! اسی کے متعلق لَقَدْ کَانَ

لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ قرآن میں لکھا ہے! اس سپاہیانہ زندگی کو ہم خاکسار اُسوۂ رسول سمجھتے ہیں اور اسی کے سوا ہم تمھارے بنائے ہوئے کسی "اُسوۂ رسول" کو چلنے نہیں دینگے! یہ عجب مکاری ہے کہ تم کہتے ہو رسول خدا صلعم نے مسواک کی' اس لئے مسلمانو! مسواک کیا کرو' سرور کائنات تہمد پہنا کرتے تھے اس لئے مسلمان کا لباس تہمد ہونا چاہئے' ختم رسل ڈھیلے سے استنجا کیا کرتے تھے' اسی لئے پانی ہو ہوا کرے بھی ڈھیلے سے استنجا کرو کیونکہ مقصود انکے چھوٹے سے چھوٹے عمل اور ادنے سے ادنے حرکت کی تقلید ؎ ہے۔ اگر رسول خدا نے بال یوں کٹوائے تو ہم بھی ویسے ہی کٹوا کر "پابند شریعت" رہ سکتے ہیں' اگر پاجامہ ٹخنوں سے اونچا پہنتے تھے تو بعینہٖ اُسی طرح اتنا ہی اونچا رہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ عجب مسخرا پن ہے کہ تم رسول خدا صلعم کے چند لمحوں کے ہر چھوٹے سے چھوٹے عمل کو ان کے ساتھ انتہائی محبت کا مکر کر کے' اپنے دین و ایمان کا جزو خیال کرتے ہو لیکن ان کی دن رات کی جانکاہ تکلیف برداری' اُن کی چوبیس گھنٹے کی سپاہیانہ زندگی اُن کے ہر وقت تلوار اور تیر کمان سے مسلح رہنے' اُن کے شب و روز جہاد کی تیاری' ان کے پے در پے غزوات' ان کے

؎۔ مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ اکثر سرحد اور سرحد کے پار کے لوگ (حتیٰ کہ عورتیں) بیہودہ ملّاؤں کے اثر سے آج کل چھینیوں تک ڈھیلوں کے سوا اپنے بدن کی نجاست صاف نہیں کرتے۔ بیت الخلا میں پانی لوٹے میں لے جانا بڑا گناہ سمجھتے ہیں' نمازی کے سوا کوئی شخص پانی سے طہارت نہیں کرتا۔ ۱۹۲۸ء میں میں سرحد کے پار ایک علاقہ میں تھا۔ صبح کی نماز سے پہلے میدان میں دُور جا کر استنجا پانی سے کر رہا تھا کہ ایک گولی یکایک سرسر کرتی میرے پاس سے گذر گئی۔ میرے رفیق دوڑے اور شکر کیا کہ بچ گئے۔ انھوں نے کہا کہ آپ کا طہارت کے لئے پانی لے جانا اور ڈھیلا نہ کرنا یہاں پر گناہ عظیم سمجھا جاتا ہے!

خندقوں کو کھودنے ان کے میدان جنگ میں دشمن سے مقابلے ان کی ہر وقت کی مستعدی اور کیفِ عمل کو شیر مادر کی طرح بے ڈکار ہضم کر جاتے ہو ان کا تمھارے تجاہل کی شیطانی لغت میں نشان تک نہیں! کیا یہ چوبیس گھنٹے کا عمل "اُسوۂ حسنہ" نہ تھا؟ کیا یہ اس امر کا روشن ثبوت نہیں کہ تم نے کئی سو برس تک رسولِ خدا سے کامل مکّاری اور فریب کی محبت کی؟ کئی سو برس تک "اُسوۂ رسول" کہہ کہہ کر خدا کو عظیم الشان دھوکہ دیا؟ رسول خدا کے آسان اور روز مرّہ معمول کو بد دیانتی اور مکر و فریب سے "اسوۂ رسول" بنا کر اُن سے جھوٹے عشق کا دعوے کیا!

مسلمانوں کی خطرناک تحریف قرآنی

ہوش میں آؤ اور آنکھیں کھول کر دیکھو کہ "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (یعنی اے مسلمانو! رسول خدا کا عمل تمھارے لئے ایک عمدہ نمونہ ہے) کی آیت قرآن کی کس سورت میں ہے؟ کیا اسی سورۂ احزاب میں دشمن سے تلوار کی لڑائی، مردِ میدان سپاہیوں اور غیبی لشکروں، میدان جنگ میں دلوں کے اچھل اچھل کر حلق کو آنے، صفِ قتال میں پیٹھ نہ پھیرنے، بزدلوں کے موت اور قتل سے بھاگنے، اللہ کی فوجوں کا مردِ میدان بن کر لڑنے، اور "كَفَى اللهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ" (یعنی مومن کے لئے صرف ایک عمل کفایت کرتا ہے اور وہ سپاہی بن کر لڑنا ہے) کا ذکر نہیں! کیا یہ اُسوۂ حسنہ والی آیت ان سب باتوں کے ذکر کے عین بعد نہیں، کیا اس کے عین بعد کی آیتوں میں پھر وہی سپاہیانہ زندگی کا ذکر نہیں! کیا ان پہلی اکیس اور بعد کی سات آیتوں میں عرب مسلمانوں کو تلوار کی لڑائی اور مردِ میدان ہو کر لڑنے

پر اُکسانے کے سوا کوئی ذکر بھی ہے؟ کیا لفظ "احزاب" کے معنی جو اس سورت کا نام ہے؛ فوجوں اور لشکروں کے سوا کچھ اور بھی ہے؟ کیا تمام سورۂ احزاب میں، نہیں کیا تمام قرآن عظیم میں کسی مسواک، کسی ڈھیلے، کسی تہمد، کسی بال کٹوانے یا کسی پاجامہ ٹخنوں سے اونچا رکھنے کا ادنیٰ سا ذکر، چھوٹا سا اشارہ، معمولی سا ایما بھی ہے؟ کیا یہ صریح دھوکہ نہیں کہ تمہارے قرآن جاننے والے اور تمہارے دین کے علمبردار تمھیں کہاں سے کہاں لے جا رہے ہیں! خاکسار تحریک نے تیرہ سو پچاس برس کے بعد پہلی دفعہ مسلمان کو بتایا ہے کہ اُسوۂ حسنہ، اسوۂ رسول، دین اسلام، الغرض خدا کا سچا مذہب صرف اور صرف سپاہیانہ زندگی ہے!

چھٹا باب

دینِ رسولؐ سے مسلمانوں کی دلی مخالفت

"اُسوۂ رسول" کو صرف اور صرف سپاہیانہ زندگی ثابت کر دینے کے بعد اس سے بڑھ کر اور کیا مسخرہ پن اور رسولؐ خدا سے تمہاری جھوٹی محبت کا اور کیا ثبوت ہے کہ جب کوئی شخص تمہیں پھر اُسی سپاہیانہ زندگی، پھر اُسی محبت اور مواخات، پھر اُسی حرکت اور اتحاد، پھر اُسی فاتحانہ اور غالبانہ انداز پر لے جانا چاہتا ہے جس پر رسول خدا تمہارے باپ دادوں کو لے گئے تھے تو تمہارے آرام پرست جسم اور غفلت زدہ نفس فوراً پکار اٹھتے ہیں کہ لے لو! یہ شخص نبی بننا چاہتا ہے، لے لو! یہ کسی دن مہدی ہونے کا دعوے کرے گا، لے لو! اس کے "عقائد" درست نہیں، لے لو! دجال اور کافر ہے! کیا مکاری اور شرارت کی اس آسان سازش کے اندر جو تم زبان ہلا کر دیتے ہو یہ بدنیتی صاف نظر نہیں آتی کہ تم عمل سے بھاگنا چاہتے ہو! اُس غریب کو بدنام کر کے اپنا آرام مانگتے ہو، اپنی چندہ خوری کی دکان کی حفاظت کرنا چاہتے ہو، رسول خدا کے مشکل کاموں سے منہ موڑنے کے لئے "ختمِ نبوت"

کی آڑ لیتے ہو؟ نہیں کیا مولوی اور ملاّ سے تمھاری صلح آج صرف اس لئے نہیں کہ وہ بیچارہ تمھارے گھر کا جھوٹا نمک کھا کھا کر تمھیں آسان طور پر مسلمان بنائے رکھتا ہے۔ ایک مسواک اور ایک تہمد ایک ڈھیلے اور ڈاڑھی کے بدلے تم کو جنت کا حقدار بنا دیتا ہے' تم سے ڈر کر اور اپنے پیٹ کے دوزخ کا فکر کر کے قرآن کی آئتیں چھپاتا ہے اور اس طرح قرآن کی نص صریح کے مطابق اپنا پیٹ آگ* سے بھر رہا ہے! تم مولوی اور ملاّ کو آج کیوں اپنا دوست سمجھ رہے ہو؟ کیوں اُس کا وعظ سن کر اس کو نبی اور کافر نہیں کہتے' کیوں اس کے قرآن اور اس کے اسلام پر جزاک اللہ اور سبحان اللہ کہہ دیتے ہو؟ کیا صرف اس لئے نہیں کہ وہ تمھارے تابع فرمان ہو کر وعظ کہتا ہے' تمھارے دل لگتی بات کہتا ہے' خدا لگتی' اسلام لگتی' قرآن لگتی' کچھ نہیں کہتا! تمہارے گھروں کی روٹیاں کھا کھا کر نوکروں اور ذلیلوں کی طرح تمھارے حکم کا بندہ ہے۔ وقت بیوقت جیسی نماز چاہو پڑھا دیتا ہے۔ "مالکِ مسجد" کو کام پڑ جائے تو ظہر کو عصر کر دیتا ہے' جو معنے قرآن کے چاہو بے دھڑک کر دیتا ہے' طلاق چاہو طلاق کا فتوے دے دیتا ہے' رجوع چاہو رجوع کرا دیتا ہے' حرام عورت سے چاہو نکاح کر دیتا ہے' پہلے فتوے کے خلاف فتوے مانگو دے دیتا ہے! قرآن کے مشکل حکموں کو نظر انداز کر دیتا ہے' جہاد اور قتال پر عمل کو منسوخ بتاتا ہے! کیا وہ تمھیں اس لئے پسند نہیں کہ تمھارے مطلب کا آدمی ہے' تمھیں اسلام کا کوئی تکلیف دہ

---

* قرآن حکیم میں لکھا ہے کہ جو لوگ اللہ کی آیتوں کو چھپاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔

حکم نہیں سناتا، تمہاری غفلتوں کی تاویلیں اور گناہوں کے حیلے ڈھونڈتا ہے! ہاں جو شخص اُسوۂ رسول کو صرف تہمد اور مسواک، صرف ڈھیلے اور ڈاڑھی پر ختم کر کے تمہیں جنّت کے سبز باغ دکھلاتا ہے وہ تمہارا مولانا اور مولوی، وہ تمہارا لیڈر اور مُرشد، وہ دین کی سند اور عالم! لیکن جو شخص سرورِ کائنات کے چوبیس گھنٹے کے عمل اور ہر وقت کی دُھن کو سامنے رکھ کر تمھیں اس پر عمل کے لئے بلائے وہ دجّال اور کافر! وہ ختم انبیاء کے بعد نبوت کا مدّعی اور مہدی! کیا یہ اس بات کا کھلا ثبوت نہیں کہ تم نبوت کے ختم ہو جانے کے بعد کسی انسان کا حق نہیں سمجھتے کہ وہ نبی کی صحیح تعلیم تم ہی پھر رائج کرے؟ کیا یہ اس امر کی روشن دلیل نہیں کہ تم نبوّت کے ختم ہونے کے بعد نبی کی تعلیم کو پھر رائج کرنے کے دشمن ہو، نبوت کے ختم کر دینے کے بعد نبیؐ کی تعلیم بھی "ختم" سمجھتے ہو، ختم نبوت پر خوش ہو کر اب قرآن کو "ختم" کرنا چاہتے ہو، جو قرآن کھول کر تمھیں پھر پڑھائے اس کو نبی ہونے کے طعنے دے کر خاموش کرنا چاہتے ہو، نہیں یہ تمام پاکھنڈ جو تم نے ہر مخلص شخص کی آواز پر مچا رکھا ہے کیا اس امر کا ثبوت نہیں کہ تم کو نبیؐ، نبی کی صحیح تعلیم، نبی کے قرآن اور اسلام، خدا اور خدا کے آخری پیغامبرؐ سے صاف دشمنی ہے، تم ہر اس آواز کو مکروہ سمجھتے ہو جو تمھیں غفلت کی نیند سے جگائے، اس کے گلے میں روئی ٹھونسنا چاہتے ہو جو تمہیں بیدار کرنے کا ارادہ کرے:
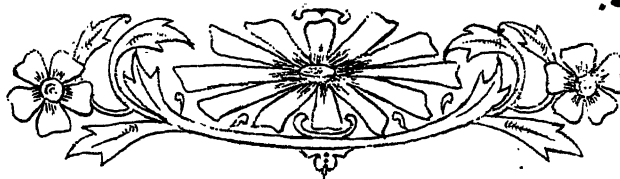
"ختم نبوّت" کی آڑ میں مسلمانوں کی مجبوری

کیا تمہاری رسولؐ خدا سے مکّارانہ محبت کی لُغت میں "ختم نبوّت" کے معنے آج یہ نہیں کہ چونکہ عمل پر تکلیف دینے والا اور خدا کی راہ میں جان اور مال مانگنے والا محمدؐ مدت ہوئی چل بسا اور شکر ہے کہ چل بسا بلکہ الحمد للہ کہ اب قیامت تک کوئی دوسرا تکلیف دِہ نبی آنے کا نہیں، اس لئے اب جو شخص بھی ہم سے قرآن پر عمل چاہے گا ہم اس کو نبی ہونے کا طعنہ دے کر اسلام سے خارج اور خاموش کر دیں گے! ہم بولنے سے پہلے اس کی عزت اور شہرت کا گھلا گھونٹ کر رہیں گے۔ کئی سو برس تک ہمارے باپ دادوں کو ایک نبیؐ نے بے حد تکلیف دی۔ اب اس نبیؐ کے "خاتمے" کے بعد کوئی دوسرا شخص اسکے صحیح اُسوہ پر چلانے والا آیا تو ہم قرون اولے کے کافروں کی طرح اس کی بیحد مخالفت کریں گے، اس کو جھوٹا نبی اور دجّال کہہ کر اس کی عزت کو ختم کر دیں گے۔ خدا خدا کر کے تیئیس برس کے بعد نبوّت ختم ہوئی تھی، اس لئے اب قرآن پر عمل بھی "ختم" ہے! قرون اولے کے مسلمان بھی ہمیشہ کے لئے "ختم" ہو گئے! اب ہماری دوستی صرف ہمارے نمک خوار مولوی اور مُلّا سے ہے جو جنّت کے لئے غازی[1] بننے کی کڑی قرآنی شرط کی بجائے تہمد مسواک، اور ڈاڑھی کی آسان "اسلامی" شرطیں پیش کرتا ہے۔ نبوّت کے ختم ہونے کے بعد قرآن پر پھر عمل کرانے کی مجال اب کس انسان میں ہو گی؟ جب آسان اسلام کئی

[1] قرآن حکیم میں لکھا ہے کہ کیا تم جنت میں داخل ہونے کے گمان میں ہو حالانکہ ہم نے ابھی آزمایا ہی نہیں کہ تم میں کون تلوار سے لڑنے والا ہے۔

سو برس سے موجود ہے تو کسی کو کیا ضرورت کہ پُرانے اور کھوسٹ قرون اولے کے اسلام کے متعلق کسی شخص کے ڈھکوسلے سُنے۔ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ہمارا مقولہ رسول خدا کے عہد میں تھا اور تکلیف دینے والے اسلام سے ہمارا رویّہ آج بھی وہی ہے!

ہمارے پیش نظر کیا ہے

یاد رکھو خاکسار تحریک کا ہر فرد مسلمان کے اس جھوٹے اسلام کی بنیادیں اکھیڑنے کے درپئے ہے! ہماری ہر مسلمان سے جو عملاً مسلمان نہیں بنتا تلوار کی جنگ ہے! ہمارے نزدیک ہر مسلمان جو حسبِ طاقت اپنے عمل سے چند برس کے اندر اندر وہی قرون اولے کا سماں پیدا کرنے کے لئے تیار نہیں دائرہِ اسلام سے باہر ہے! ہم خود جب تک اپنے عمل سے وہی بات پھر پیدا نہ کرلیں جو قرآن نے کئی سو برس تک پیدا کی اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھتے! ہم دین اسلام کو از سرِ نو زندہ کرنے کے لئے اٹھے ہیں اور کسی مُردہ اور لفظی اسلام کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے جو بھی ہماری راہ میں روڑا اٹکائے گا ہمارا دشمن ہے اور اس سے ہماری کُھلی جنگ ہے۔ ہم کسی دشمن کے کفر کے فتووں یا مہدیؑ بننے کے الزاموں سے ڈر کر خاموش نہیں ہوسکتے۔ لیڈروں اور پلاؤ خوروں کی دکانیں ہم اجاڑ کر رہیں گے، اُن کے تمام بدمعاشی کے اڈّے اور عیاشی کے حیلے تباہ کردینگے سادہ لوح مسلمانوں کو لوٹ کران کے عیش وعشرت کے طریقے چلنے نہ دیں گے۔ ہمارا سیدھا سادہ اسلام یہ ہے کہ مسلمانو! وہی بے غرض سپاہیانہ زندگی اللہ کے لئے پھر

اختیار کرو جو قرون اولے کے مسلمانوں کی تھی یہی اُسوۂ رسول ہے!

آسان اسلام کی حقیقت اور علمائے مصر کا اسلام

ہاں تمہارے "آسان اسلام" کے پیشوا بے دھڑک اور بے سند کہتے چلے آئے ہیں کہ ڈاڑھی کے بغیر مسلمان مسلمان نہیں، ہم سے ہزار گُنا زیادہ قوت اور قرآنی سند کے ساتھ کہتے ہیں کہ توپ اور تلوار کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں! نہیں بلکہ آج بیلچے کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں! تمہارے پیشواؤں کے سامنے ڈاڑھی رکھنے کی غلط قرآنی سند اگر لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي (میری ڈاڑھی نہ پکڑ) ہے تو ہمارے سامنے تلوار رکھنے کی صحیح سند خُذُوا حِذْرَكُمْ (ایمان رکھتے ہو تو ہتھیار پکڑو) موجود ہے۔ تم اپنی سند کو ہماری سند سے مقابلہ کرکے دیکھو اور اندازہ کرو کہ تمہاری سند کس قدر بودی اور بے ہودہ ہے! تم ڈاڑھیاں رکھا رکھا کر کیا حجروں میں بیٹھنے والے مسلمان، اور ہم بیلچے اٹھوا اٹھوا کر کیا اُٹھ کر کام کرنے والے مسلمان پیدا کر رہے ہیں! تمہاری ڈاڑھی کے بالمقابل ہمارا بیلچہ کس قدر مفید ہتھیار ہے۔

یہ درست ہے کہ ڈاڑھی کا رکھنا رسول خدا صلعم کے ایک نہایت چھوٹے سے رسمی فعل کی پیروی ہے لیکن ایمان اور اسلام کا انحصار اس پر حاشا نہیں۔ ۱۹۲۶ء میں مؤتمر خلافت کے موقع پر قاہرہ کے سٹیشن پر کم ازکم ایک ہزار جامعہ ازہر کے طلبا اور پروفیسر میرے استقبال کے لئے موجود تھے۔ وہ سب کے سب پلیٹ فارم پر ایک قطار میں کھڑے تھے اور غالباً کسی کا لباس میرے نزدیک شرعاً قابل اعتراض نہ تھا لیکن میں نے ان کی ڈاڑھیوں کی طرف بہ غور تکنے کے

باوجود ایک کو بھی ہندوستان کے مولویوں کی شرعی ڈاڑھی کے ساتھ نہیں دیکھا سب خوبصورت
چاق چوبند کتری ہوئی ڈاڑھیوں یا صاف چٹ رخساروں والے جوان نظر آتے تھے شیخ الاسلام
کو چھوڑ کر جن کی ڈاڑھی مٹھی بھر بھی نہ تھی شیخ حسین والی سیکرٹری المعاہدالدینیہ کی ڈاڑھی کل
دو انچ لمبی تھی، شیخ مصطفےٰ المراغی کی ڈاڑھی البتہ شیخ الاسلام کی ڈاڑھی سے قدرے دراز تھی،
شیخ فراج المنیاوی سیکرٹری مؤتمر صفاچٹ تھے، علمائے ازہر میں سے کسی کے بدن پر میں
نے تمہارا ٹخنوں سے اونچا پاجامہ نہیں دیکھا، بیسیوں مسجدوں میں نمازیں پڑھی ہوں گی کسی
ایک مسجد میں تمہاری گندگی سے بھری مسواکوں کو طاقچوں میں ٹکا نہ دیکھا، کسی ایک امام نے
بھی تہمد پہنا نہ تھا، کوئی ایک ڈھیلے سے استنجا نہ کرتا تھا، کسی ایک خدا کے گھر کے اندر
تمہارے پیشاب خانے اور پاخانے نہ دیکھے، کوئی ایک کُلیوں اور تھوکوں سے نجس کیا ہوا حوض
نہ دیکھا، کسی ایک مسجد میں تمہارے بے حیائی سے بھرے ہوئے غسل خانے نہ دیکھے، کسی ایک
خانۂ خدا میں تمہارے جسم کی گندگیاں نہ دیکھیں! دیکھے تو دس دس ہزار روپے کے مصفّا اور
صاف قالین مسجدوں میں دیکھے، ہزاروں روپے کے برقی جھاڑ اور فانوس دیکھے، امام
مسجد کی عظمت، اس کی بلندئ خیال اور سلیقے کو دیکھا، مسجدیں نمازیوں سے اٹا اٹ بھری
دیکھیں، مسجدوں اور خطیبوں کو ایک نظام اور ایک صف میں دیکھا، سب کی ایک نماز اور
ایک چلن دیکھا، ہر نماز کی اذان عین وقت پر دیکھی، نماز کے لئے شوق اور ہر کوٹ پتلون
والے نمازی کا اضطراب دیکھا، مسجد سے باہر کرسیوں والے صاف وضو خانے دیکھے، مسجدوں
اندر مکلّف اور مصفّا نرم نرم صوفوں اور آرام کرسیوں سے مزیّن ملاقات کے دالان

دیکھے ان کے اندر پچاس پچاس ہزار کتابوں والے کتب خانے دیکھے، مسجدوں کے گول کمروں میں گھنٹوں تک نمازیوں کی صحبتیں دیکھیں، چائے اور قہوہ کے دَور چلتے دیکھے، آپس میں مہمان نوازیاں دیکھیں، شیخ الاسلام بلکہ ہر عالم کی صحیح دینداری اور اسلام کی عظمت کے لئے اُس کی سچی تڑپ دیکھی! دین کے معاملے میں جامعہ ازہر کا ادنےٰ عالم بلکہ قاہرہ کی ہر مسجد کا ادنےٰ خطیب تمہارے ہندوستان کے بڑے سے بڑے ریش بردار مولوی کا باوا ہے۔ تم میں سے کوئی بڑا سے بڑا مولوی دو سطریں صحیح عربی کی نہیں لکھ سکتا، کسی کو قرآن، حدیث، فقہ، ادب، فلسفہ، ریاضیات پر وہ عبور نہیں جو مصر کے ایک چھوٹے تنخواہ دار ملازم محکمہ کو ہے۔ جن دینی علوم اور علمی کتابوں کا کسی ہندی مولوی نے نام تک نہیں سنا اُن علوم پر تصانیف اور اُن کتب کی شرحیں مصری محکمہ دینیات کے مفتّشوں (انسپکٹروں) نے مجھے تحفۃً دیں اور اب تک موجود ہیں۔ ایک مصری خاتون (ذبیبہ خانم) نے ۱۹۲۶ء میں مشہور ملا عبدالقادر الجزائری کی تصنیف کو اپنے والد محترم (رفیق پاشا) کی وصیت کے مطابق دس ہزار جلدوں میں مفت شائع کیا تھا۔ ہندوستان کے "عُلما" کے حصے کی کئی سو جلدیں تقسیم کرنے کے لئے مجھے کہا گیا۔ سوائے پنجاب کے ایک پیر کے کسی کی رسید تک نہ پہنچی اور اس کی تین عربی سطروں میں بھی پانچ غلطیاں تھیں! بیچارے مولوی کیا جانتے تھے کہ یہ تصنیف کیا بلا ہے! الغرض دین اسلام کی اس تصویر کے بعد تمہاری اُسوۂ رسول کی تشریح کدھر رہ جاتی ہے؟ تمہاری ڈاڑھیوں اور ڈھیلوں کی کیا قیمت ہے تمہاری بے روح نمازوں کی خدا کے نزدیک کیا وقعت ہے۔ میرے پاس قاہرہ کے سٹیشن

پر فوٹو کا کیمرہ نہ تھا ورنہ جامعہ ازہر کے اِن علماء کی تصویر کھینچ کر بتلا دیتا کہ جہالت، سیاہ بینی اور کوتاہ اندیشی کی کس اندھیری کوٹھڑی میں بیٹھ کر تم دین اسلام کو دیکھ رہے ہو؟ تمھارے اُسوۂ رسول کی تصویر دنیا کے کسی گوشے میں نہیں!

تمہاری اسوۂ رسول کی ڈاڑھیوں اور ڈھیلوں والی تشریح تب سجتی ہے جب تم مرد مجاہد بھی بنو، رسول خدا اور صحابہؓ کرام کی طرح تلوار سے ہر دم لیس بھی رہو، ایک دن میں اُس تلوار سے نُو نُو قلعے اور شہر فتح بھی کرو، راتوں کو خدا کی جناب میں کراہیں اور دنوں کو خدا کی زمین پر قبضہ بھی کرو، اور ساتھ ساتھ ڈاڑھیاں بھی رکھو، میدان جنگ میں جہاں پانی کم ملتا ہے ڈھیلوں سے استنجا بھی کرو۔ انصاف کرو کہ نرے ڈھیلے اور نری ڈاڑھیوں سے تم مسلمانی کا دعوے کیا کر سکتے ہو؟

ساتواں باب

ملازمین حکومت کا دین اسلام سے مکر

قرآن سے بچنے کیلئے تعلیم یافتہ مسلمان کے "شرعی" حیلے

مولویوں اور "علمائے" اسلام کو اس ناملائم تنبیہ کے بعد بلکہ اس تنبیہ کے ساتھ ساتھ میرا روئے سخن اُن قوم کے مجرم اور غافل لوگوں کی طرف بھی ہے جو قرآن کو بطور خود پڑھ کر اور خود صاحب علم ہو کر اُس سے بھاگ رہے ہیں۔ قرآن میں پڑھ کر کہ اسلام کیا چاہتا ہے قرآن والوں کی قطار میں منافقوں کی طرح الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ مولوی غلط کہہ رہا ہے، جانتے ہیں کہ مصلحتاً کہہ رہا ہے لیکن آپ بھی مصلحتاً اس کے پیچھے لگے ہیں۔ آپ بھی اُس سے ملے ہوئے ہیں، اس کو "مولانا" اور "بالفضل اولینا" کہہ کر شہ دے رہے ہیں کہ ملا ہی فی الحقیقت "ہمارا مولا" اور "ہمارا خدا" ہے! قرآن میں لکھا ہے کہ جو شخص قرآن کا علم رکھ کر قرآن سے مخول کرتا ہے اس کو بڑی سزا اور عذاب جہنم ہے۔ اس وقت مجھے الفاظ صحیح یاد نہیں لیکن مطلب یہی کچھ ہے۔ لیکن یہ لوگ قرآن خود پڑھ کر پہلے حیران سے

ہوتے ہیں کہ ہیں! اس میں تو وہ اسلام نہیں لکھا جو مولوی بتاتا رہا ہے۔ پھر بدنیتی سے قرآن کو مولوی کے پاس لے جاتے ہیں تاکہ خود مولوی قرآن سے بچنے کا کوئی حیلہ بتائے۔ وہاں اُس کے سامنے زانوئے ادب تہ کرکے بیٹھ جاتے ہیں اور مولوی کو "مولانا" یعنی اپنا رب کہہ کر نرمی سے اعتراض کرتے ہیں کہ "مولانا! فلاں بات قرآن میں کیوں لکھی ہے؟ حضرت! یہ معاملہ اس طرح کیوں آیا ہے؟" اس وقت اُن کی آنکھوں اور کیفِ خطاب میں صریح مکاری اور مولوی سے صاف خفیہ سمجھوتہ ہے کہ "تم "عالمِ دین" ہو، لوگ تمھیں "دین کا بزرگ" سمجھتے ہیں، اس تکلیف دہ قرآن سے بچنے کا کوئی شرعی حیلہ بتاؤ! تمھاری بزرگی تو اس لئے مسلّم ہے کہ ہم دوسو روپیہ تنخواہ پانے والے ہو کر تمھارے سامنے مودّب ہو کر بیٹھے ہیں۔ انگریزی ملازمت کرکے اور انگریز کو خدا مان کر صرف گورنمنٹ سروس رُولز (یعنی انگریزی ملازمت کے قواعد) کی حرف بحرف تعمیل ہو سکتی ہے لیکن قرآن بھی آخرت کے "سروس رولز" کی کتاب ہے، باپ سے ورثے میں پہنچی ہے، ماں کے پیٹ سے نکل کر یہی کلام کان میں پھونکا گیا تھا، اس سے بھی اگر اور زیادہ نہیں تو کم از کم پنشن تک کچھ نہ کچھ لگی رہے، کم از کم پنشن تک تو خدا سے دال دلیا کرنے کی کچھ سُجھا دیجئے! بلکہ ہم تو "عالمِ دین" نہیں تمھاری سند ہی کچھ کہہ سکتی ہے اپنے منہ سے کچھ کہہ کر عمر بھر اطمینان دلا دیجئے، آخرت کے دن آپ سے زیادہ کس کی عزت ہو گی، آپ کی وجہ سے ہی اللہ میاں سے اُس دن کسی نہ کسی طرح جان چھڑا لیں گے! اِس وقت معاملہ بڑا نازک ہے، خدا اور انگریز دونوں کو راضی رکھنا ہے، دونوں سے بات جب تک بنی رہے پیٹ اور دل دونوں مطمئن نہیں ہو سکتے!"

انگریزی خدائی اور مسلمان کی عبادت

"مولانا! انگریز بڑا سخت خدا ہے کبھی ملتا نہیں، روز چھپا بیٹھا رہتا ہے، لیکن اُس کا خوف اتنا ہے کہ چوبیس گھنٹے بدن کی رگ رگ میں رچ گیا ہے اُس کی خاموشی بدن پر رونگٹے کھڑے کر دیتی ہے، اس کے حکموں کو دیکھ کر نیند نہیں آتی، تمام دن اس کی خوشنودی کی فکر جسم کو گھلاتی رہتی ہے اور اب اس کے ڈر سے سوکھ کر کانٹا ہو گئے ہیں! کھانا بھی ہضم نہیں ہوتا مگر ٹھیک دس بجے دفتر جاتے ہیں، تمام دن دم بخود کام کرتے ہیں، حکموں پر حرف بحرف عمل خوش دلی سے ہے۔ ایسی حالت میں قرآن کے حکم جو انگریز کے حکم کے صریح مخالف نظر آتے ہیں کیونکر مانیں کہاں جائیں، "دنیا کو درست رکھنے" کا بھی تو خدا ہی کا حکم ہے، اگر قرآن کی مانیں تو انگریز خفا ہو جائے گا اور یہ بال بچے جو ہم نے بیوی پر سوار ہو کر اپنے زور سے پیدا کئے ہیں کیونکر پل سکیں گے نہیں، توبہ توبہ "یہ خدا ہی کا مال" ہیں، اور ان کا پالنا بھی تو خدا ہی کا کام ہے!" الغرض مولوی اپنی خوشامد سُن کر رگیں پُھلا لیتا ہے اور اس دو سو روپیہ نقد تنخواہ پانے والے مسلمان نما انگریز پرست سے آنکھ ملا کر کہتا ہے کہ "میاں قرآن خوان! یہ معاملہ "شریعت" کا ہے۔ یہ آیتیں جن کے متعلق تم پوچھنے کے لئے آئے ہو غزوۂ احد کے وقت "نازل" ہوئی تھیں۔ فلاں کا "شانِ نزول" اِس طرح پر تھا، فلاں کی حقیقت کا تمھیں علم نہیں ہو سکتا جب تک "تفسیریں" نہ پڑھو۔ تم قرآن کے متعلق ان جھمیلوں میں کیوں پڑے ہو "کنز الحقائق" اور "مالا بُدّ منہ" پڑھو تاکہ تمہیں اسلام کے "مسئلہ مسائل" سے واقفیت ہو۔ ڈاڑھی تو خیر تم نے رکھ لی ہے، ذرا

لمبی ہونی چاہئے تھی لیکن خیر لبوں کو درست رکھا کرو، میں تمھیں تعویذ لکھ دوں گا جس سے ہر آفت سے جان بچے گی، نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ پر عمل رکھو بلکہ زکوٰۃ اگر ہمارے مدرسے میں ہی بھیجا کرو تو ٹھیک رہے گی۔ اس کا ثواب زیادہ ہوگا۔ اللہ سے خاتمہ بالخیر اور آخرت میں نجات کی یہ آٹھ آنہ قیمت والی دعا اچھی ہے اس کو لے جاؤ۔ خدا خیر کرے گا۔ تم کوٹ پتلون پہنتے ہو لیکن خیر ترکی ٹوپی بھی ساتھ ہے کچھ فکر نہیں!"

انگریز کی عبادت کا صحیح کیف

ان مکار ترک نما اور نیم مسلمان قرآن خوانوں سے جو مولوی کے ساتھ خفیہ سمجھوتہ کرکے خدا کو دھوکہ دینے کے زعم میں ہیں کہہ دو کہ اور کسی کو ہو نہ ہو تمھیں ضرور بڑی سزا ہے! اور مسلمان تو خیر جانیں نہ جانیں، تم ٹھیک سمجھتے ہو کہ عبادت کیا ہے کیونکہ انگریز کی عبادت یعنی غلامی میں دن رات عملاً لگے ہو، سوچو کیا وقت کے پابند رہتے ہو، کیا "دفتر کے وقت" کا تہلکہ گھر میں مچا ہے کیا بیوی سے نو بجے ہی الجھنے لگتے ہو، نوکر سے اس وقت کیا بھاگ دوڑ کراتے ہو، کیا دل کو دھڑکن ہر وقت لگی ہے، کیا انگریز کا کھٹکا ہر آن، ہر عضو میں رہتا ہے کس طرح ہر ادنے افسر کے آنے پر دست بستہ کھڑے ہو جاتے ہو، کس طرح دم بخود تمام دن دفتروں میں کام کرتے ہو، ججوں کی کرسیوں پر پھانسیوں کی سزائیں دیتے ہو لیکن ڈر انگریز کا ہے، ہر "اوپر سے آئے ہوئے حکم" کو کیونکر غور سے پڑھتے ہو، کیوں اس کی "تاویل" کرکے اس کو ٹالنے کا خیال تک نہیں گذرتا، کیوں ان حکموں کے بارے میں کسی وکیل سے مشورہ نہیں لیتے

کہ ٹل جائے، کسی قانون دان سے سمجھوتہ نہیں کرتے کہ ملتوی ہو جائے؟ کیوں اِن حکموں پر حرف بحرف اور سرتاسر فوراً عمل کرتے ہو، کیوں اِن حکموں کو چوم کر طاق پر نہیں دھر دیتے؟ کیوں اِن کے ریشمی غلاف اور جزدان نہیں بناتے، کیوں لفافہ پھاڑتے وقت ہونٹوں پر پپڑیاں جم جاتی ہیں، کیوں ہوش خود بخود ٹھکانے نہیں رہتے، کیوں دس روپیہ انکریمنٹ (اضافۂ تنخواہ) کی دُھن میں دن رات ایک کر دیتے ہو، صاحب کے بنگلوں پر در بدر پھرتے ہو، خانساموں اور بیروں کی خوشامد کرتے ہو کہ ایک ملاقات ہو جائے، کیوں انگریز سے ہاتھ ملانے کی باتیں سرور سے کرتے ہو، کیوں اُس کی ملاقات کا سرور گھنٹوں اور مہینوں تک چڑھا رہتا ہے، کیوں جب اُس کے بنگلے پر جاتے ہو، تانگے کو ایک میل دور چھوڑ دیتے ہو، کیوں جوتے کو تین سو گز کے فاصلے پر اتار دیتے ہو، کیوں انتہائی ستھرے اور بے داغ کپڑے پہن کر جاتے ہو، کیوں منہ ہاتھ دھو کر، کیوں بالوں کو درست کر کے، کیوں طُرّہ نکال کر جاتے ہو، کیوں چست نظر آنے کی سعی کرتے ہو، کیوں اس کے بنگلے کے (اندر تو خیر) صحن یا باغ میں بھی پیشاب نہیں کرتے، کیوں وہاں ہی منہ ہاتھ نہیں دھو لیتے، کیوں وہاں کُلّیاں بھر بھر کر نہیں پھینکتے، کیوں بنگلہ کی نالیوں میں نہیں تھوکتے، کیوں جب حضوری میں جاتے ہو منہ سے بات نہیں نکلتی، رستے میں یاد کر کر کے جاتے ہو کہ کیا کہوں گا، کیا پوچھیں گے، کیا جواب دوں گا، یہ داغ جو کپڑے پر بے وقوف بیوی نے لگا دیا ہے اور دھویا نہیں کہیں صاحب نہ دیکھ لے، خیر اس کو چھپاؤں گا۔ مجھے بتلاؤ تمھاری عبادت کا یہ کیف انگریز کے ساتھ کیوں ہے اور اس کیف کو جان کر پھر اللہ کی عبادت کے معنی مولوی سے پوچھنے جاتے ہو، قرآن پڑھ پڑھ کر پھر اس کے "درس" میں شامل ہوتے ہو کہ کہیں کا بچوری کی

کوئی سبیل پیدا ہو۔ تمھیں تقوے کا صحیح کیف معلوم ہے تمہیں معلوم ہے کہ انگریز کا تقویٰ دفتر کے ہر کلرک کو ہر دوسرے کلرک سے متحد العمل کر دیتا ہے سب اپنے اپنے کام پر دل سے لگے ہیں، کسی کی کسی سے کچھ لاگ نہیں ہو سکتی، ایک دفتر والے کی دوسرے سے دشمنی ہو یا دشمنی کی وجہ سے کام میں رکاوٹ ہو تو جھٹ شکایت پٹ سزا ہو جاتی ہے تمھیں حضوریِ حاکم کا ٹھیک مطلب معلوم ہے تمہیں آپس میں دفتری مساوات کا صحیح حس ہے تمھیں دفتری کام میں دیانتداری، راست بازی، رواداری، پورے ماپ، پورے تول، امانت، روپیہ کا صحیح خرچ، وقت کی پابندی، اطاعتِ امیر، الغرض کوئی قرآنی آیت اور حکم نہیں جس کا سچا احساس اسی بیس روپیہ کی ملازمت میں حاصل نہ ہو گیا ہو۔ پھر تم اس قرآن کے معنی پوچھنے کے لئے مُلّا اور مولوی کے پاس کیوں جاتے ہو؟

انگریز کے ملازم کا علم قرآن

انصاف کرو کیا اس انگریزی ملازمت نے ہی تمھیں قرآن کا صحیح علم نہیں دیا، کیا "اللہ کی عبادت" کا وہ عملی علم نہیں دیا جس کی بیچارے کم علم مولوی کے باوا کو خبر نہیں جب تم قرآن خود پڑھ سکتے ہو، نہیں، جب قرآن خود پڑھا ہے اور ایک دنیاوی حاکم کی ملازمت اختیار کرکے عملاً اُس کی عبادت میں لگے ہو اور دن رات اُس کی عبادت کو محسوس کرکے اللہ کی عبادت کو خوب سمجھ سکتے ہو کہ یہ مُراد ہے، سمجھ سکتے ہو کہ جب ساٹھ کروڑ مسلمان "اللہ کی عبادت" میں لگ جائیں گے تو وہ کتنے "بڑے دفتر" کے مالک ہوں گے اور وُہ سلطنت کس قدر ہیبت ناک ہوگی!

تو صاف بتلاؤ کہ تمھیں قرآن کا علم نہیں؟ قرآن کریم میں "علم" سے مُراد وہ شے ہے جو تمھاری آنکھوں نے دیکھ لی اور کانوں نے سُن لی۔ (وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا) کیا تم نے اپنے دفتروں میں اور اپنے عہدوں کی کرسیوں پر قرآن کی آیتوں اور حکموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اور کانوں سے سُن کر علم حاصل نہیں کیا۔ جب علم حاصل کر لیا ہے تو سنو! قرآن کہتا ہے کہ حیف ہے اس سب سے بڑے جھوٹے اور خدا سے باغی شخص پر کہ ہمارے حکموں کو پڑھے جانے کے وقت صاف سنتا ہے پھر ان سے رُوگردان ہو جاتا ہے کہ گویا سنے ہی نہیں، تو اے محمدؐ ایسے شخص کو دردناک عذاب کی بشارت دو۔ لیکن جس شخص نے ہمارے احکام کا علم حاصل کر کے اس کے عینی مشاہدے کے بعد ان کو نہ ماننے کے بہانے کئے، ان کو رسوا کرنے والا عذاب اور آخرت میں جہنم ہے! اُن کو ان کے دنیا کے عمل کچھ فائدہ نہ دیں گے نہ وہ خدا جو انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر دنیا میں پکڑ رکھے ہیں اور ان کیلئے بڑا عذاب تیار ہے۔" وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۙ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۚ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ (سورہ جاثیہ پارہ ۲۵ آیت ۷۔۱۰)

کیا اب اس صاف شہادت کے بعد قرآن کا علم رکھکر اس سے مکر کرنے والوں کی سزا جہنم نہیں؟

ؔ ترجمہ:۔ اور اے مخاطب! اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تمھیں "علم" نہیں کیونکہ تمھارے کان اور قلب سلیم سے پوچھ ہو گی کہ بے دیکھے سُنے کیوں یقین کیا؟ گویا ازروئے قرآن علم کان اور آنکھ اور قلب سلیم کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔

خاکسار تحریک میں ملازمین حکومت شامل ہو سکتے ہیں

لیکن کیا آج اس حالت میں کہ مسلمان غیر کا محکوم ہے قرآن پر معمولی عمل بھی نہیں ہو سکتا؟
خاکسار تحریک میں اس وقت بیسیوں ملازمین اور مجبور لوگ عملاً شامل ہیں بیلچہ پکڑ کر قطاروں میں آتے
ہیں سپاہیانہ قواعد کرتے ہیں، خدمت خلق کرتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، مسلمانوں کی ایک قطار
پھر بنانے کی فکر میں ہیں، پانچ پانچ سو اور ہزار ہزار روپیہ کی آمدنیوں والے بھی ہیں، چودہ چودہ روپے
کے چپڑاسی بھی ہیں، پولیس والے بھی ہیں، فوج والے بھی ہیں کیا ان کو کسی انگریز نے روکا؟ کیا
انگریز جس کا اخلاق مسلّم طور پر بلند ہے اس قدر چھچھورا اور اوچھا ہے کہ ایک خالص مذہبی
تحریک کو جس میں بنی نوع انسان کی ہمدردی ہے، جس میں خدا کے آگے سر جھکانا ہے، جس میں
چُستی اور نظام پیدا کرنا ہے، جس میں حکومت کے اعمال پر نکتہ چینی نہیں، جس میں کسی قوم سے
اُلجھنا نہیں، جس میں ہر خاکسار کو تعلیم دی جاتی ہے کہ بلا لحاظ مذہب و ملت اور بے پاسِ
رنگ و نسل ہر مخلوق حتّٰی کہ حیوان اور نبات کی بے مزد خدمت کرے کیا انگریز کے پاس
کوئی دلیل ہے کہ اس کو بُرا سمجھے یا اپنے ملازمین اور کارندوں کو اس میں شامل ہونے سے روکے؟
کیا ہندوستان میں اور قوموں کی کئی تحریکیں مثلاً سیوا سمتی، مکتی فوج، مہابیر دل،
قادیانیت وغیرہ وغیرہ موجود نہیں جن میں کثرت سے ملازمین حکومت شامل ہیں۔ کیا حکومت
نے کبھی ان ملازمین کو روکا، کبھی کسی ملازم کی پنشنیں ضبط ہوئی کسی کو نوٹس ملا کہ تحریک سے
علیحدہ ہو جاؤ، کسی سے تعرّض کیا؟ میں نے اگرچہ ابھی تک اپنی پنشن نہیں لی لیکن میری پنشن

ضبط نہیں ہوئی۔ بلکہ سرکار کے ہاں سے مسلسل اطلاعیں اب تک آتی ہیں کہ پنشن کب لو گے؟

الغرض سرکارِ والا تبار کو ہمارے مذہب سے کوئی سروکار نہیں، نہ ہو سکتا ہے۔ خاکسار تحریک کا مقصود بالذات اس مذہب کو سربلند کرنا ہے حکومت کی سیاست میں الجھنا ہرگز نہیں۔ حکومت سے الجھن ہمیں تب ہو سکتی ہے کہ وہ ہمیں قرآن پر عمل کرنے سے روکے۔ حکومت نے ۱۸۵۷ء کے بعد ہی صاف اور واضح طور پر اعلان کر دیا تھا کہ "سرکار ہر مذہب کے متعلق غیر جانبدار رہے گی"۔

آٹھواں باب

تحریک کی حیا انگیز خصوصیات

خاکسار تحریک کا پروگرام

خاکسار تحریک کے مقاصد کی اس مسلسل تشریح کے بعد جو شے لائق شرح و بیان رہ جاتی ہے یہ ہے کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہمارا طریق عمل کیا ہے اور کیوں ہے؟ ہم نے مسلمان کو پھر حقیقی معنوں میں سر بلند کرنے کے لئے کیا پروگرام سوچا ہے اور اس پروگرام کی منطق کیا ہے؟ خاکساری کا پروگرام ہے کہ اے مسلمانو! محلہ وار جماعتیں بناؤ، دیہات میں نماز مغرب سے پہلے (یا شہروں میں نماز عشا سے پہلے) ایک قطار میں اُسی محلے میں کھڑے ہو جاؤ، پھر مقرر کردہ سالار کے حکم کے ماتحت بیلچہ سے سپاہیانہ قواعد کرو۔ عام خاموشی اختیار کرو، قواعد کے بعد خدمت خلق کرو، خدمت خلق کے بعد ایک قطار میں نماز پڑھ کر گھروں کو رخصت ہو جاؤ۔ ہاں اس پروگرام میں قوم کی سربلندی اور فتح و ظفر کا راز کیونکر ہے؟ قوم کو بہ یک جست آسمان تک بلند کر دینا کس طرح پر ہے؟

مذہبی فرقہ بندی کا علاج

۱۔ مسلمانوں کی شکست کا باعث پچھلے تیرہ سو برس کے کئی حادثے ہیں جن میں سے ایک بڑا حادثہ مذہبی فرقہ بندی ہے۔ اس روگ کا آخری اور حکمی علاج خاموشی ہے۔ بحثیں اور مناظرے فرقہ بند قوم کو اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہیں اور بالآخر کوئی صورت اتحادِ عمل کی باقی نہیں رہتی۔ خاکسار کو کسی دوسرے خاکسار کے "عقیدے" میں کوئی دخل نہیں۔ سب مسلمان جو ایک "خدا" آخری نبیؐ اور ایک روز قیامت کے قائل ہیں، خاکساری میں داخل ہو سکتے ہیں۔ داخل ہونے کے بعد ہر ایک کو حکم ہے کہ اپنے اپنے عقیدے پر مضبوطی سے جما رہے اور کسی دوسرے مسلمان سے اپنے عقیدے کے متعلق بحث نہ کرے۔ بادشاہ قوم کا اخلاق یہ ہے کہ وہ کسی دوسرے فرد کی ذاتیات میں دخل نہ دے۔

مساوات کیونکر پیدا ہو سکتی ہے

۲۔ مسلمانوں میں مساوات نہیں رہی۔ ہندوؤں کی دیکھا دیکھی ذات پات کے تفرقے اور اپنے نفس کی آواز پر چھوٹے بڑے کا فرق پیدا ہو گیا ہے۔ دولت، علم، عزت، عمر، طاقت، لباس وغیرہ کے پیدا کئے ہوئے تفرقے اسی "وجاہتی فرقہ بندی" میں شامل ہیں اور اِن کا باعث قوم میں اصلاحِ نفس کا نہ ہونا ہے۔ نفس کو مارنے کا آخری اور حکمی علاج بیلچہ کے شرمندہ کن ہتھیار کو کندھے پر رکھ کر سرِ بازار لوگوں کے سامنے ایک قطار میں قواعد کرنا ہے۔ بڑے آدمی کی "نقلی بڑائی"

اس عمل سے کافور ہو کر اصلی بڑائی بن جاتی ہے۔ وہ غرور کی بلند سطح سے نیچے اُتر آتا ہے اور بعینہٖ یہی کسی "بڑے" شخص کے ساتھ کندھے سے کندھا جوڑ کر ایک قطار میں چلنے کا عمل "چھوٹے" شخص کو سربلند کر دیتا ہے۔ مساوات پیدا کرنے کا سب سے آسان طریقہ سب کو ایک قطار میں کھڑا کر دینے کے سوا کچھ نہیں۔ مدرسے کے ہم جماعت اسی وجہ سے سب برابر ہیں۔ مسلمانوں کی غلطی تھی کہ پچھلی کئی صدیوں سے وعظ کہہ کہہ کر مساوات پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ یہی فلسفہ نماز کی قطار کا تھا لیکن اسلامی نماز اب قومی نماز نہیں رہی، صرف غریبوں کی نماز رہ گئی ہے۔ بیلچہ کا مزدوری کا ہتھیار جہاں زمین کو ہموار کرتا ہے وہاں انسان کی اونچ نیچ کو برابر کر کے مزدور کی شان بڑھاتا ہے۔ ایک قطار میں کھڑا ہونا جہاں بڑے اور چھوٹے کو برابر کر دیتا ہے، وہاں ڈسپلن یعنی نظم ونسق بھی پیدا کرتا ہے محمد عربی (صلعم) پہلا شخص تھا جس نے انسان کو ایک قطار میں کھڑا کیا۔ فاروق اعظمؓ پہلا شخص تھا جس نے انسان کو قطار میں چلایا۔ اس لئے قطاروں میں کھڑے ہو کر چلنا دین اسلام کا جُز ہے نہیں دین فطرت کا حکم ہے۔ آسمان پر پرندوں کی قطاریں اور زمین پر چیونٹیوں کی قطاریں اس کی شاہد ہیں۔ یہ حکم کوئی انگریزوں یا کسی اور قوم کی ایجاد نہیں، دین فطرت کا وہ پہلا سبق ہے جو عرب کے آخری پیغمبر نے دنیا کو دیا۔

سربازار لوگوں کے سامنے ایک قطار میں چلنا اُس زنانہ حجاب اور شرم کو دور کرنے کیلئے ہے جو گری ہوئی قوموں کے افراد میں اکثر پیدا ہو جاتی ہے۔ گری ہوئی قوموں کے افراد کام کرنا باعث "عار" سمجھتے ہیں، اُن کی "عزتِ نفس" بہت جلد مجروح ہو جاتی ہے۔ لوگوں سے حجاب کرنا

زنانہ اخلاق ہے اور کام کے لئے شرم نہ کرنا مردانہ اخلاق۔ فتح مند قوم کے لئے لازم ہے کہ اُس کے اخلاق یکسر مردانہ ہوں، انگریز وقت پر جو کام آ پڑے بے دھڑک کر دیتا ہے۔ اس کی فتحمندی کا راز اس کے بلند مردانہ اخلاق میں ہے۔

ایک قطار میں سپاہیانہ قواعد نہ صرف مساوات پیدا کرتی ہے بلکہ باہمی محبّت اور اخوّت پیدا کرنے کا بے خطا طریقہ ہے۔ قدموں یا جسم کی حرکتوں کا ملنا دلوں کے ملنے کا پیش خیمہ ہے۔ نماز کی وجہ سے جو اخوّت مسلمانوں میں قرونِ اُولےٰ میں پیدا ہو گئی تھی اس کا ثبوت ہے۔ بلا اجرت سپاہیانہ قواعد روحانیت پیدا کرنے کا بڑا ذریعہ ہے۔ ایک لباس میں سپاہیانہ قواعد عصبیّت اور قومی حمیّت کو زندہ کر دیتی ہے۔

سمع وطاعت کیونکر پیدا ہوتی ہے

۳۔ مسلمانوں میں سمع اور اطاعت کا مادہ باقی نہیں رہا۔ فرمانبرداری تمام تنظیم کی بنیاد ہے اور سننا اور قبول کرنا وہ شئے ہے جس پر تمام اطاعت کا حصر ہے۔ قرآن میں شَرَّ الدَّوَابّ (یعنی بدترین حیوان) اُس قوم کو لکھا ہے جو نہیں سنتی۔ ڈھیٹھ اور مچلے لوگ، یا ہاں ہاں کرنے والے اور فوراً حکم نہ ماننے والے، یا اپنی مرضی سے حکم ماننے والے لوگ قوم کو بالآخر جہنم میں ڈال دیتے ہیں۔ بلا اُجرت سمع اور طاعت پیدا کرنے کا واحد ذریعہ سپاہیانہ قواعد ہے، ایک قطار میں کسی حاکم کے ماتحت کام کرنا ہے۔ جماعت کا سردار جب سامنے کھڑا ہو کر حکم دیتا ہے تمام جماعت کان کھڑے کر لیتی ہے، بُرے اور اچھے مجبوراً ایک روش اختیار کر لیتے ہیں۔ سردار کے

چھوٹے چھوٹے حکم "پیچھے مڑو" "دائیں مڑو" "بائیں مڑو" وغیرہ وغیرہ بالآخر جماعت میں سُننے کی قابلیت پیدا کر دیتے ہیں۔ پھر بڑے بڑے حکموں پر عمل حتّٰے کہ جان دینے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ پچھلے جنگ عظیم میں اگر ہندوستانی مسلمانوں نے انگریز کے حکم سے بغداد جا کر ترکوں کے سینے گولیوں سے چھلنی کر دئے تو اس کی وجہ اُن کی سپاہیانہ تربیت تھی۔ جماعت میں داخل ہو کر ہر شخص حکم ماننے پر مجبور ہے اور جب طاعت کی ہوا بندھ جائے تو سب نافرمانی مفقود ہو جاتی ہے۔ اطاعت کی ہوا باندھنا اصلی اطاعت پیدا کرنا ہے۔ اطاعت جو مرضی یا سمجھوتے سے ہو کوئی اطاعت نہیں صحیح اطاعت وہ ہے جو ناراضگی میں سپاہی کو خاموش کر دے۔ خاکسار تحریک کے پیش نظر یہ ہے کہ تمام قوم میں اطاعت امیر کی ہوا باندھ دے۔

نماز کا منتہا کیا تھا

سپاہیانہ قواعد کا منتہا صرف انہی حکموں کو ماننا نہیں جو قواعد کے وقت دیے جاتے ہیں، بلکہ سپاہی میں ہر افسر کے ہر حکم کے ماننے کی قابلیت ہر وقت اور ہر حالت میں پیدا کرنا ہے۔ قواعد جاننے والا سپاہی ایک مدّت کی تربیّت کے بعد اطاعت امیر کا طبعاً خُوگر ہو جاتا ہے۔ نماز نے مسلمانوں میں یہ اخلاق ابتدائے اسلام میں پیدا کر دیا تھا۔ اُس وقت امام جماعت صحیح معنوں میں سردار تھا۔ امام کی حرکتوں پر تمام جماعت کی اُسی طرح کی حرکت امام کا خوف پیدا کرتی تھی۔ حکم تھا کہ جماعت امام کی حرکت سے ایک لمحہ پہلے یا پیچھے حرکت نہ کرے۔ جو کرے گا قیامت کے دن اس کا سر گدھے کا ہوگا (حدیث) نماز کے متعلق قرآن میں ہے کہ

پوری چستی سے صف میں کھڑے رہو، جو لوگ نماز کی صف میں سستی سے اُلکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں، منافق ہیں اور جہنم کے سب سے نچلے درجے کے مستحق۔ ان کی منافقت اس لئے ہے کہ نماز کی چست قطار میں سست کھڑے ہو کر نفاق اور پریشانی پیدا کرتے ہیں۔ نماز کا حکم تھا کہ اگر امام غلط (یعنی معمول کے خلاف) حرکت کرے تو غلط حرکت کرو، صفیں بالکل سیدھی رکھو، چست اور خاموش کھڑے رہو، صرف امام بولے تم مت بولو۔ قیام جماعت سے پہلے حضرت عمرؓ دُرہ ہاتھ میں لے کر صفیں سیدھی کیا کرتے تھے اور کسی کو قطار سے ایک انچ باہر کھڑے ہونے کی مجال نہ تھی۔ بیت المقدس کی طرف مدت تک رخ کرنے کے بعد قبلہ کی تبدیلی کا حکم عین نماز میں پہنچا۔ اُس وقت رسول خدا صلعم خود امام تھے جماعت نے اُسی طرح بلا عذر منہ موڑ لیا۔ قرآن نے اس حیرت انگیز اطاعت کو ایمان کہا اور کہا کہ تمھارے اس ایمان کا بڑا انعام ملے گا۔ (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ)۔ گویا امیر جماعت کے حکموں کی کامل اطاعت ایمان تھی آج امیر جماعت تو ہے نہیں مگر رسول خدا کے حکموں کی اطاعت صرف ڈھیلوں اور ڈاڑھیوں تک رہ گئی ہے باقی کے متعلق نیتیں بد ہیں اور محلے کے امام کو تو باسی ٹکڑے دے کر اپنا مطیع بنا لیا ہے کہ بول نہ سکے۔ آج مُلّا اور امام بننا گالی ہے۔ قرونِ اولے کی نماز میں امام کی سرداری کا اقرار، آپس میں کامل اخوت اور بے مثال اطاعت امیر ضرور موجود تھی۔ مشہور منافق عبداللہ ابن اُبی کے متعلق ایک صاحب نے ابھی ابھی "الاصلاح" کے کالموں میں کہا ہے کہ وہ نماز پڑھ کر اپنی قوم میں پیغمبر خدا کی مذمت کرتا اور کہتا کہ یہ شخص (یعنی محمد صلعم) بظاہر اپنی قوم کو عبادتِ خدا کے لئے جماعت کے ساتھ شامل ہونے کی تاکید کرتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ جماعت کی صفوں کو

میدانِ جنگ کی تعلیم دیتا ہے کہ مونڈھے سے مونڈھا لگا رہے"۔ دشمن کا یہ قول نماز کے متعلق اُس وقت کے عوام الناس کا خیال معلوم کرنے میں بے حد مفید ہے۔ بالآخر انہی "نمازیوں" نے سو برس کے اندر اندر تمام دنیا کو سَر کر لیا۔ آج کل کے نمازی تنکا دھرا کرنا خلافِ دین سمجھتے ہیں۔

محلّہ وار تنظیم کا مقصد

۴۔ خاکسار تحریک میں محلّہ وار جماعتیں بنانے سے پیشِ نظر یہ ہے کہ مسلمانوں کے بہت سے افراد میں سالار بننے یعنی حکومت کرنے کی لیاقت پیدا ہو۔ محلہ کا سالار اپنے محلے کا ڈکٹیٹر (مختارِ ناطق) اس لئے ہے کہ اس میں تن تنہا تمام محلے کو اپنے ہاتھ میں لینے کی طاقت پیدا ہو۔ اگر نا اہل ہے جماعت کو چلا نہیں سکے گا اگر قابل ہے تو تمام سپاہیوں کو تحریک کے رنگ میں رنگ کر ثابت کر دے گا کہ قوم میں حکومت کرنے کا اہل شخص موجود ہے۔ محلہ وار جماعتیں اس نقطۂ نظر سے قوم کے ہزاروں ٹریننگ سکول (تربیتی درسگاہیں) ہیں جن میں سالار بنتے ہیں اور اس تربیت پر ایک پائی صرف نہیں ہوتی۔ قوم کو جلد سے جلد بلند کرنے اور اس میں کثرت سے قابل افراد پیدا کرنے کا اس سے زیادہ آسان اور سستا طریقہ ممکن نہیں۔ محلّہ وار جماعتوں کا اس سے بھی بڑا فائدہ یہ ہے کہ ان کو دیکھ کر عوام الناس میں روزانہ تنظیم اور اطاعتِ امیر کا وہ حسّ پیدا ہوتا ہے جو اَور کسی طریقہ پر کروڑوں روپیہ خرچ کرنے سے قرنوں بعد بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ کسی قوم میں محلہ وار تنظیم کا ہونا اُس قوم کی سب سے بڑی خوش قسمتی ہے۔ اگلے وقتوں میں امام یا چوہدری اس کام کو سرانجام دیتا تھا لیکن وہ سلسلہ اب بگڑ چکا ہے۔

۵۔ہر قومی اصلاح کی تمام بنیاد سُننے اور ماننے والی جماعت پر ہے۔حکومت اصلاح جلد از جلد اس لئے پیدا کر سکتی ہے کہ رعیت کو بزور سُنا اور منا سکتی ہے لیکن اگر حکومت میسر نہ ہو تو اصلاح پیدا کرنے کے لئے جماعت پیدا کرنا لازمی ہے۔جس محلہ میں خاکسار جماعت قائم ہے وہاں ہر قسم کی اصلاح کے لئے زمین تیار ہے۔سالار محلہ صرف زبان ہلا کر نہ صرف اپنے خاکسار سپاہیوں بلکہ اکثر اوقات تمام محلے میں مقدمہ بازی، فضول خرچی، قرض داری، شراب خوری، رسوم بد وغیرہ کی اصلاح کر سکتا ہے۔سالار محلہ فی الحقیقت امیر محلہ ہے اگر وہ اپنے آپ کو ایسا بنانا چاہے اُس کا فرض ہے کہ سپاہیانہ قواعد، اخوت اور مساوات کے ذریعے سے اپنے محلہ میں وہ طاقت سمع و طاعت پیدا کرے کہ تمام اصلاح اس کے صرف لب ہلانے سے پیدا ہو سکے۔

جسمانی صحت کی قومی ضرورت

۶۔ہر قوم کی فتح مندی اور غلبے کا راز اس کے نوجوانوں کی جسمانی صحت میں ہے۔جس قدر ایک قوم صحت مند ہے اسی قدر وہ فتح کے قریب تر ہے اور اسی قدر صحت اس کے خیالات اور اعمال میں ہے۔مسلمان جسمانی صحت میں غالب قوموں سے بہت پیچھے ہیں۔مسلمان کی جسمانی کمزوری زیادہ تر مفلسی، افکارِ معاش اور معاشرتی بدکاریوں کی وجہ سے ہے۔خاکسار تحریک کی روزانہ سپاہیانہ قواعد قوم کی جسمانی صحت کے معیار کو جلد از جلد بلند کرنے کا ایک ارزاں اور بے مثال ذریعہ ہے ایک غریب اور پسماندہ قوم کے لئے سپاہیانہ قواعد بہترین ورزش ہے۔اس پر کچھ خرچ نہیں ہوتا اور قوم کی آئندہ جنگ میں سینہ سپر ہو کر لڑنے والے سپاہی لاکھوں کی تعداد

ہیں جلد پیدا ہو سکتے ہیں۔ چونکہ سپاہیانہ قواعد کا وقت رات ہے خاکسار تحریک میں شامل ہونا کسی شخص کی روزانہ کمائی میں رکاوٹ نہیں۔ بدکاریوں کا وقت بھی رات کا ہے اس لئے یہ تحریک شہری نوجوانوں کو سینما تھیئٹر، زنا اور فضول خرچی سے عملاً روک دیتی ہے۔ سپاہیانہ قواعد کے علاوہ خاکسار مختلف قسم کی ورزشوں مثلاً کبڈی، تیراکی، دوڑ، رسہ کشی، نیزہ بازی، گتکہ بازی میں شامل ہو سکتے ہیں۔

روزانہ عمل کی منطق

۷۔ اگر غور سے دیکھو تو فطرت کا ہر عمل جو انسان سے متعلق ہے بلکہ فطرت کے اکثر عمل روزانہ ہیں۔ کھانا، پینا، سونا، جاگنا، بول و براز، چلنا وغیرہ سب عمل انسان سے روزانہ ہوتے ہیں۔ اسی دیمومت (یعنی ہمیشہ کرنے میں) انسان کی حیات کا راز ہے۔ قوموں کی زندگی کا راز بھی روزانہ بلکہ لگاتار عمل پر ہے۔ خاکسار تحریک کی بِنا روزانہ عمل پر اس وجہ سے ہے کہ قوم کے ہر فرد میں استقلال کا عظیم الشان اخلاق پھر پیدا ہو۔ مسلمانوں کی پچھلی کئی قرنوں کی ناکامیوں کی بڑی وجہ استقلال کا نہ ہونا ہے اور اب جبکہ کئی نابکار اور بے علم رہنما پچھلے کئی برسوں سے قوم کے ہنگامی جذبات کے ساتھ کھیل کھیل کر ان کی رہی سہی قوتوں کو فنا کر رہے ہیں اور اپنے ذاتی نفع کے سوا کوئی شے پیش نظر نہیں رکھتے، استقلال کے اخلاق کو پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے ہنگامی یا وقتی تحریکیں کمزور قوم کی عملی قوتوں کو اُسی طرح جلد فنا کر دیتی ہیں جس طرح کہ بوڑھے یا کمزور شخص کی قوت رجولیت کو محرکِ شہوت دوائیں۔ ان دواؤں کے استعمال سے رہی سہی طاقت

بدن سے جلد از جلد نکل جاتی ہے کیونکہ ان کا کام صرف باقیماندہ طاقت کو جوش میں لا کر خارج کرنا ہے نئی طاقت پیدا کرنا ہرگز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت، ہجرت، سرخپوشی اور احرار کی اسلامی تحریکوں کے فنا ہونے کے بعد نہ قوم اب پچھتر لاکھ روپیہ پھر جمع کرسکتی ہے، نہ ایک لاکھ آدمی پھر کبھی ہجرت کے لئے تیار ہو سکتے ہیں، نہ ایک لاکھ پھر سرخپوشی کے لئے تیار ہو سکتے ہیں، نہ تیس ہزار آدمی پھر جیل خانوں میں جا سکتے ہیں۔ یہ قوتیں مسلمانوں کی قوم میں بے شک موجود تھیں اور اگر موقع پر خرچ کی جاتیں تو ان سے بے حد نتیجے پیدا ہو سکتے لیکن قوم کے بدبخت اشتہاری حکیموں نے اپنے نفع کی خاطر قوم کو جوش دلا دلا کر ان قوتوں کو قوم کے بدن سے خارج کیا اب حالت یہ ہے کہ جس طرح ایک بوڑھا شخص مباشرت اور سرعتِ انزال کے بعد نڈھال ہو کر اٹھ نہیں سکتا اور پسینوں پر پسینے آتے ہیں، قوم نڈھال ہے اور ان حکیموں کو بے نُقط کوس رہی ہے! اب ان نام نہاد لیڈروں کے لئے کسی تقریر کے بعد دس روپیہ چندہ جمع کرنا یا دس رضاکار پیدا کرنا مشکل ہے۔ ابھی ابھی سندھ میں ہمارے سالار گئے تھے انھوں نے کہا کہ پنجاب کے ایک مشہور رہنما نے اس ملک میں دس مختلف مقامات پر دھواں دھار تقریریں کیں اور چندہ کے لئے اپیل کی دس جلسوں میں پنتالیس روپیہ دس آنہ گویا فی تقریر چار روپیہ نو آنہ چندہ جمع ہوا! ایک مشہور رہنما نے کچھ مدت ہوئی مجھے خود کہا کہ ڈھائی گھنٹے کی تقریر کے بعد جو دہلی دروازہ کے باہر اس نے کی صرف الھتر اکنیاں یعنی چار روپے سات آنہ وصول ہوئے! ۱۹۳۳ء میں ایک انجمن نے جو مسخرہ پن سے اپنے آپ کو "آزادوں" کی انجمن کہتی ہے، جو فی الحقیقت نہ انجمن ہے نہ آزاد، مفت خور بدمعاشوں کی ایک بھیڑ ہے جو مُردار کی تلاش میں رہتی ہے اور چندہ جمع کرنے کے لئے انگریز کی

صلیب کو بھی اپنے بازو پر لگا لیتی ہے گلے پھاڑ پھاڑ کر خاکسار تحریک کے خلاف کئی دن تک تقریریں کیں اُن کی جماعت کے دو بڑے مچھندر پھنکارے مارتے ہوئے لاہور پہنچے۔ لاہور سے خاکی وردی میں ایک لاکھ والنیٹر مانگنے کی بڑ ماری اور کہا کہ ہم بھی روزانہ قواعد کیا کریں گے۔ بڑی مشکل کے بعد دو آنہ روزانہ اور رات کی روٹی کی اُجرت پر کوئی درجن والنیٹر دہلی دروازے کے باہر کے باغ میں جمع کئے یہ تماشا دو تین ہفتے لگا رہا۔ پھر ان کرایہ کے رضا کاروں نے سوچا ہوگا کہ دو آنہ میں دو گھنٹے تک قواعد کرتے کا سودا مہنگا ہے یہ بدمعاش مُلّا نے آپ تو ہزاروں روپوں کے بنگلوں میں رہ کر پلاؤ کباب کھائیں اور ہمیں دو آنہ دے کر اکڑتے پھریں۔ ع

ہر ہوسناکے نہ داند جام و سنداں باختن!

ہنگامی حرکتوں کا نقصان

الغرض ہنگامی حرکت کوئی حرکت نہیں۔ دورانِ خون وُہ ہے جو روزانہ اور وقت پر ہو، دوا دے کر چند لمحوں کے لئے پیدا کیا ہوا نہ ہو، جو دورانِ خون کسی محرک دوا سے پیدا ہوگا شراب کی طرح چند لمحوں کے لئے جسم کو چُست ضرور کر دے گا مگر اِس چُستی اور کود پھاند کے بعد وہ پہلا دوران بھی نہ رہے گا۔ قوم کا روزانہ اور خاموش عمل بعینہٖ وہ لازوال طاقت، وہ طبعی اور فطری قوت، وہ ہمیشہ کی صلاحیت پیدا کر دیتا ہے جو روزانہ کھانا پینا، روزانہ سونا جاگنا، روزانہ محنت مزدوری، روزانہ چلنا پھرنا، روزانہ بول و براز کرنا وغیرہ وغیرہ ہر انسانی جسم میں پیدا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر فوج میں جو دنیا کی سلطنتیں دشمن کی طاقت کے بالمقابل اپنی حفاظت کے لئے بناتی ہیں روزانہ

عمل ہے ہر سپاہی کا عمل روزانہ ہے سپاہیانہ قواعد روزانہ ہے ہتھیار کو صاف کرنا روزانہ ہے جسمانی ورزش روزانہ ہے چاند ماریاں روزانہ ہیں بھرتی روزانہ ہے رنگروٹوں کی تربیت روزانہ ہے گھوڑوں کی مالش روزانہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح دنیا کے ہر محکمے میں جو کوئی کام کر رہا ہے اسکا روزانہ عمل ہے۔ نماز کے روزانہ ہونے میں بھی یہی حکمت تھی خدا چاہتا تھا کہ مسلمان روزانہ بلکہ پانچ وقت روزانہ ایک امیر کے ماتحت جمع ہوں روزانہ بلکہ پانچ وقت روزانہ اتحاد قوم اطاعت امیر مساوات اخوت خدا کے حضور میں حاضری قرب خدا خشوع وخضوع عاجزی اور انکساری فحشا اور منکر سے بچنے کا اخلاق پیدا کریں۔ یہ روزانہ عمل ہی اسلام کے چند برسوں کے اندر اندر روئے زمین پر غالب آجانے کا باعث تھا اور آج بے مغز ہو جانیکے باوجود صرف اسی سے اسلام کی رہی سہی زندگی باقی ہے۔

خاکسار تحریک کا اعلان ہے کہ اگر مسلمان روزانہ صرف ایک وقت اپنے دو خالی گھنٹے کے لئے ایک سردار کی قیادت میں صرف خدا کے لئے جمع ہو گئے تو قرون اولے کی وہی پہلی شان پھر واپس آجائے گی بلکہ اسلام کی گاڑی اور چودہ سو برس تک اسی رفتار سے چلتی رہیگی جب تک قوم میں استقلال کا اخلاق پیدا نہ ہو گا کسی کامیابی تک پہنچنا محال ہے! ہنگامی تحریکوں سے قوم کا اور کمزور ہو جانا اٹل ہے۔

نواں باب

روحانیّت اور عمل پیدا کرنیکے طریقے

انجمنوں کی حقیقت اور چندہ

۸۔ جس قوم میں چندہ جمع ہو کر ایمانداری اور دیانت سے اُس کا استعمال ہوتا ہو اور جس مطلب کے لئے چندہ جمع کیا گیا ہے وہ مطلب حاصل ہوتا جائے اُس قوم کے ترقی یافتہ ہونے میں کیا شک ہے اور وُہ قوم کیا کچھ نہیں کر سکتی۔ اسی طرح جو قوم "ریزولیوشن پاس" کرے اور ان ریزولیوشنوں کو صحیح معنوں میں ریزولیوشن (یعنی پختہ ارادہ) سمجھ کر عمل کرتی جائے، اس کے یہ بظاہر کاغذی گھوڑے، خطرناک آہن پوش جنگی موٹروں سے بڑھ کر ہیں اور اُس قوم کے عروج یافتہ ہونے میں کوئی شک نہیں، اُس کا ہر کاغذ پر لکھا ہوا ریزولیوشن توپ اور مشین گن کے برابر ہے۔ اسی طرح میرا یقین ہے کہ جس قوم کی انجمنوں میں عہدہ داروں کی کثرت کے باوجود ٹھوس کام ہو رہا ہے اور وہ عہدہ دار آپس میں نہیں لڑتے، وہ قوم انتہائی طور پر ترقی یافتہ ہے۔ انگریزوں کی قوم میں یہ تینوں باتیں (یعنی چندہ، ریزولیوشن اور عہدے) انگلستان اور ہندوستان کی

ہر سوسائٹی ہر کلب اور ہر نظام میں کامیابی سے موجود ہیں، اور اسی لئے وہ قوم انتہائی طور پر ترقی یافتہ ہے۔ یہ چیزیں دراصل اُن میں فتح اور غلبے کے بعد کی دماغی اختراعیں ہیں جن سے اُن کے چھوٹے چھوٹے کام عمدگی سے ہو رہے ہیں۔ لیکن انگریز بڑے معاملہ فہم اور انتہائی طور پر چالاک لوگ ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ بعینہ یہی تین باتیں جب ایک گری ہوئی قوم میں رائج کر دی جائیں گی تو وہ اس قوم کو تحت الثریٰ میں فنا کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ اسی لئے وہ ہندوستان میں انجمنوں کے بننے پر بڑے راضی ہیں، انجمنوں کے پریزیڈنٹوں سے گورے گورے ہاتھ ملاتے ہیں، ان کو خان بہادری اور سر کا خطاب دیتے ہیں، اُن سے خاموش سمجھوتہ ہے کہ اگر اخیر عمر میں سرکار کے بڑے بڑے "پبلک" عہدے لینا چاہتے ہو تو پہلے تمام عمر انجمنیں بنا بنا کر قوم کی بیخ کنی کرو، چندہ لے کر (یعنی قوم کی آخری طاقت کو لیموں کی طرح نچوڑ کر) آپس میں خوب "کھاؤ پیو" کاغذی ریزولیوشن جی بھر بھر کر پاس کرو اور قوم کے تمام ارادوں کو گھن لگا کر کھوکھلا کر دو۔ ممبروں کی اتنی کثرت نہ ہو جتنی کہ انجمن میں عہدے دار بنیں تاکہ عہدوں کی مستی میں سب لڑتے رہیں اور کچھ کام نہ بن سکے۔ مجھے ایک بڑے سرکار پرست لیڈر نے جو اب اقلیمِ آخرت میں منتقل ہو چکا ہے اور خان بہادر سر اور نہ جانے کیا کیا بن گیا تھا چائے کی دعوت دی۔ اس کے بنگلے کے ہال (ڈیوڑھی) میں بلا مبالغہ پچیس تصویریں لگی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ فلاں انجمن کا صدر رہا، فلاں کانفرنس کا استقبالیہ صدر تھا، فلاں کانگریس کا پردھان تھا، فلاں لیگ کا پریذیڈنٹ اور فلاں مجلس کا سیکریٹری بنا وغیرہ وغیرہ۔ وہ مجھے یہ تصویریں انگلیوں سے دکھاتا رہا۔ اور چونکہ اس سے پہلے میں بڑے

سرکاری عہدے پر تھا اور وہ کچھ نہ تھا اور مجھے اکثر سلام کرنے کے لئے آیا کرتا تھا میں نے بے تکلفی سے کہہ دیا "بڑے چالاک ہو جو ان تصویروں کو ڈیوڑھی میں لٹکاتے ہو" اب چونکہ وہ مجھ سے بھی بڑے عہدے پر مقرر ہو گئے تھے میرے "چالاک" کہنے پر بگڑ گئے۔ میں نے بالآخر ڈر کر زور سے کہا "بھائی انہی چالاکیوں سے اس مقام پر پہنچے ہو اور اب مجھ گھر کے بھیدی سے بگڑتے ہو" اور مسکرا کر بات ٹال دی۔ اب بھی قوم میں کئی ایسے شخص موجود ہیں جو خاص مقصد، خاص منصب، خاص ذاتی نفع کو مدِ نظر رکھ کر تمام عمر قوم کی لیڈری کر کر کے پبلک کو دھوکہ دیتے رہے اور اب "پبلک مین" ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے خطابوں، جاگیروں اور عہدوں پر فائز ہیں۔ حتٰے کہ بعض نے اب "قومی علمِ ادب" بھی اس رنگ میں ڈھالا ہے کہ نفع کی دکان بن سکے!

گری ہوئی قوم کا علاج صرف روحانیت ہے

الغرض گری ہوئی قوم میں چندہ سے فتح وظفر کی کسی منزل تک پہنچنا مشکل ہے ریزولیوشن پاس کرنا محض کاغذوں کا ضائع کرنا ہے انجمنوں کے عہدہ داروں کی کثرت سے قوم کی بگڑی نہیں بن سکتی! یہ عہدہ دار شیرِ قالین ہوں تو ہوں شیرِ نیستان ہرگز نہیں بن سکتے۔ گری ہوئی قوم میں چونکہ افلاس عام ہوتا ہے اور باہمی اعتبار نہیں ہوتا اس لئے زر صحیح معنوں میں فساد کا گھر بن جاتا ہے۔ روحانیت جس نے قوم کو فتح کی آخری منزل تک پہنچانا ہے پیدا نہیں ہوتی۔ ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ فلاں شخص کھا گیا، خدا جانے کتنا کھا گیا! اور اگر کئی چور آپس میں مل کر

کھائیں تو وہ بھی دیر تک راضی نہیں رہتے۔ یمن کی چادروں اور حضرت عمرؓ کا قصہ مشہور ہے۔ وہ بد بخت جہنمی اعرابی چونکہ خود چور ہوگا اس لئے حضرت عمرؓ کی دیانت پر حملہ کئے بغیر نہ رہ سکا۔ لیکن اُس وقت چونکہ اسلام میں روحانیت آچکی تھی اُس کا الزام غلط نکلا! چونکہ روحانیت آچکی تھی اسی لئے حضرت عمرؓ نے اُس کو کچھ نہ کہا! چونکہ روحانیت آچکی تھی اُس ایک اعرابی کے بعد کوئی دوسرا بد بخت مسلمان تمام تاریخ میں پیدا نہ ہوا جو اپنے امیر پر غلط الزام لگا سکے! آج چونکہ روحانیت مفقود ہو چکی ہے' اور اندھا کیا مانگے دو آنکھیں' یمن کی چادروں کے قصہ کی غلط سند موجود ہے ہر مسلمان دوسرے مسلمان پر بددیانتی کا الزام لگاتا ہے۔ ہر ایک کہتا ہے کہ دیکھو فلاں لیڈر اتنے لاکھ چندہ کھا گئے' فلاں نے فلاں جگہ فرسٹ کلاس بنگلہ بنا لیا' فلاں نے موٹر خرید لی' فلاں نے ہزاروں کا زیور بیوی کو پہنا دیا' فلاں نے مکانات بنا لئے وغیرہ وغیرہ۔ اُدھر چندہ ہوتے ہوئے ہر شخص اپنے کام کی اجرت مانگتا ہے اور تمام معاملہ دنیاوی اور کاروباری بن جاتا ہے۔ گری ہوئی قومیں چونکہ لازماً بڑی دولت کی مالک نہیں ہوتیں اس لئے جس وقت چندہ ختم ہوا یا پبلک لیڈر سے بدگمان ہوگئی اُسی وقت تحریک بھی ختم ہو جاتی ہے اور مسلمان اپنا سر پیٹتے ہیں کہ "قسمت بُری تھی"! ہر گری ہوئی قوم کو پھر بلند کرنے کے لئے سب سے پہلی اور آخری شئے روحانیت ہے۔ تمام تاریخ میں کوئی ایک ایسی مثال بتا دو جس میں کوئی ایک قوم بے غرض اور بے نفس نہ ہو کر منزل مقصود تک پہنچی ہو' کوئی ایک بتلا دو جس نے خدا کا دامن پکڑنے کے بغیر عروج حاصل کیا ہو' جس نے چندہ کر کے اپنے آپ کو آزاد کرا یا ہو' جس نے اللہ کو اپنا مولانہ سمجھ کر اور اس کی خاطر جان ہتھیلیوں پر نہ رکھ کر آزادی حاصل کی ہو۔

روحانیت یہ ہے کہ ہر شخص صرف خدا کا ہو، بے غرض اور بے نفس ہو، اللہ کی دی ہوئی جان کو اللہ کے سامنے پیش کر دے! سب اللہ کے بندے مست قلندروں کی طرح باہر نکل آئیں اور اشاروں پر جانیں دیتے جائیں! گری ہوئی قوم اس قدر دولت اور طاقت نہیں رکھتی کہ دشمن کے بالمقابل توپیں اور طیارے آہن پوش جہاز اور جنگی موٹریں، مشین گنیں اور بندوقیں خرید سکے ایسا خیال مجذوب کی بڑ ہے! اُس کا واحد ہتھیار روحانیت ہے! یہ روحانیت دشمن کے بڑے سے بڑے نظام کو جو اکثر کرایہ کا ہوا کرتا ہے تھوڑی مدت میں پاش پاش کر دیتی ہے۔ اس روحانیت کو دنیا کا کوئی قانون پکڑ نہیں سکتا۔ کسی تعزیرات ہند، کسی آرڈیننس، کسی دفعہ کی زد میں وہ لوگ نہیں آسکتے جو بے غرض اور بے نفس ہوں، جو صرف خدا کے ہوں، جو آپس میں محبت آپس میں رواداری، ایک دوسرے کی خدمت کا جرم عظیم کر رہے ہوں، جن کا سپہ سالار خدائے عظیم ہو، جن کا جرنیل کوئی خدا کا بندہ ہو، جو خدا کی دی ہوئی جان کو خدا کا مال سمجھ کر اُس امانت کو واپس کرنے پر تُلے ہوں۔ دشمن اِس خطرناک گروہ کو بڑھتا دیکھ کر بے دست و پا ہو جاتا ہے، سر پیٹتا ہے مگر توپیں اور طیارے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں! اس بنا پر گری ہوئی قوم کے اندر چندہ کا لانا رہنما کی بدنیتی اور جہالت کا کھلا ثبوت ہے۔ چندہ آنے سے ایک مفلس اور نادار قوم اُدھر پھٹے گی، دلوں میں بے اعتباریاں پیدا ہوں گی، رہنما اور پبلک کے درمیان چاندی سونے کی خطرناک خلیج حائل ہو گی جس پر درگاہِ خدا سے دُھتکارے ہوئے بندوں کے لئے اعتبار کا پُل باندھنا محال ہے! پس اگر خدا سے ہٹے ہوئے کمزور بندوں کو پھر زور آور کرنا ہے تو سب کام بے مزد کیا جائے، بے اجر خدمت کی رسوائے شان پھر پیدا کی جائے،

صرف خدا کو دلوں میں پھر اُتارا جائے" اور کسی دوسرے "قاضی الحاجات" کی طرف رخ نہ کیا جائے۔ اُدشمن کی کروڑوں روپیہ کی توپوں اور تلواروں کا مقابلہ چند ہزار یا چند لاکھ روپیہ کے چندے جو منزل تک پہنچتے پہنچتے رستے میں لُٹ جاتے ہیں ہرگز نہیں کرسکتے۔ صحیح مقابلہ ریشم کی طرح دلوں کو ملائم کرکے آپس میں روحانی طور پر متحد اور یک غرض ہونے سے ہے جس کو دشمن کی تیز سے تیز تلوار کاٹ نہیں سکتی! قرآن حکیم نے اس حقیقت کو صاف پیغمبر خدا پر واضح کرکے برملا کہا کہ اے محمدؐ! اگر تو دنیا جہان کے خزانے ان لوگوں پر خرچ کرکے ان کے دلوں کو جوڑنا چاہتا ہرگز نہ جوڑ سکتا اُن کے دل صرف اللہ کی وجہ سے جُڑ گئے! لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ۔ یہ اس لئے کہ طاقتور دشمن چونکہ دولت کے نشے میں ہوتا ہے جھٹ روپیہ خرچ کرکے کرایہ کا سپاہی پیدا کرلیتا ہے۔ گری ہوئی قوم کے پاس کیا ہوتا ہے جو اس زور کا مادی مقابلہ ہوسکے۔ بس وہ "اللہ ہی اللہ" اُن کا کام سنوار دیتا ہے!!

بدنیت رہنما اور ان کا علاج

پس اگر گری ہوئی قوم کا کوئی رہنما پیشتر اس کے کہ وہ اللہ والوں کی ایک خطرناک اور ناقابلِ شکست جماعت پیدا کرے تم سے چندہ مانگتا ہے تو وہ رہنما بدنیت ہے بڑا ہوشیار اور چالاک ہے، قوم کو دھوکہ دے کر اپنے اور اپنے یاروں کے لئے روپیہ وصول کرنا چاہتا ہے اُس چور اور بدمعاش کے گھر کی تلاشی لی جائے اور اگر گھر سے اس کا اپنا پیدا کیا ہوا کچھ نہ

نکلے اور سب چوری کا ہو تو ہتھکڑی لگا کر اُس کو جہنّم واصل کر دیا جائے! وہ رہنما نہیں خطرناک ڈاکو ہے خواہ اس کی تقریریں اور تحریریں تمھیں کتنی ہی بھلی لگیں، خواہ وہ بدمعاش تمہیں یہ جتلانے کے لئے کہ "سیّد زادہ ہے" محمدؐ کو نانا کہے، اپنے آپ کو کالی کملی والے کا نواسہ کہے، قادیاں کے غلام احمد کو دجّال اور کافر کہے! وہ سب سے پہلے آپ دجّال اور کافر ہے کہ رسولِ خدا کی بے چین کر دینے والی محبت سے فائدہ اُٹھا کر اور اپنے آپ کو نواسہ کہہ کر غریب مسلمانوں کو اور غریب کرتا ہے۔ وہ قادیانیت کی لعنت کو کہاں ختم کرنا چاہتا ہے، وہ اُس کو پورے آٹھ کروڑ مسلمانوں کی زبان پر لاکر، اور امت کے دل میں شیطانی وسوسہ پیدا کر کے، غلام احمد کو مشہور کرنا چاہتا ہے تاکہ کم از کم چھپن ہزار اور مسلمان تو قادیانی بنیں اور وہ شور مچاتا رہے کہ قادیانیت کا سیلاب بڑھا جارہا ہے پچھلا چندہ کافی نہ تھا!

خاکسار تحریک میں چندہ نہیں کیونکہ ہم جان دینے والے اور منزلِ مقصود پر پہنچانے والے آدمیوں کی جماعت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جب بے غرض جماعت پیدا ہوگئی اور منزلِ مقصود سامنے نظر آئی۔ ہم چندہ مانگنا کیا، ہر مسلمان سے اس کا پُورا مال بزور لے لیں گے۔ یہ مال صحیح معنوں میں فی سبیل اللہ ہو گا، بھک منگوں والا یا انجمنوں اور لیڈروں والا "فی سبیل اللہ" نہ ہوگا۔ "خدا نے جنّت کے بدلے مومن سے اس کی پوری جان اور پورا مال خرید لیا ہوا ہے" یہ قرآن عظیم کی آیت ہے، اس لئے منزل تک پہنچانے والی جماعت پیدا ہو جانے کے بعد ہمارے پاس مسلمان سے مال چھیننے کی سند موجود ہے۔ لیکن وہ مال جب چھینا جائے گا جب ایک حرام خور بھی ہم میں نہ رہے گا، وہ مال سب کا سب "اللہ کی راہ" میں صرف

ہو گا حضرتِ شکم کی راہ میں نہ ہو گا ہم ابھی سے اس مقصد کے لئے نہایت وسیع پیمانے پر بیت المال بنانے کی پیش بندی کر رہے ہیں اور اگرچہ ادارہ علیہ نے اس کا باضابطہ اعلان نہیں کیا لیکن درد مند مسلمان اب بھی بن مانگے ہم کو روپیہ بھیج رہے ہیں۔ جان کی قربانی کرنے والے اگر پیدا ہو جائیں تو مال قربان کرنے والوں کا پیدا کرنا آسان ہے۔

خاکسار تحریک میں خصوصیت یہ ہے کہ وہی شخص مال خرچ کرتا ہے جو اپنی جان سب سے پہلے خدا کی راہ میں دیتا ہے۔ وہ مال اُس کی اپنی جان پر صرف ہوتا ہے اور وہ شخص اپنے ہاتھ سے اُس مال کو اپنے پر صرف کرتا ہے۔ خدا نے قرآن حکیم میں اپنی حکمت کاملہ سے اُسی شخص سے مال مانگا ہے جس سے جان مانگی ہے نہ یہ کہ جان کسی کی ہو اور مال کسی اَور کا۔ یہ آج کل کے چندے کی صورت ہے اور مال کھانے والوں کو حرام خور بنا دیتی ہے ان کی ذہنیت کو پست کر دیتی ہے۔ خاکسار تحریک میں یہ حرام خوری ہرگز نہیں۔

دسواں باب

خاکسار تحریک کا نظام

اصلاح فردِ واحد ہی پیدا کر سکتا ہے

۹۔ گری ہوئی قوموں میں جہاں انجمنوں اور عہداروں کی کثرت سے کسی اصلاح کا پیدا ہونا محال ہے وہاں اصلاح کے خیال سے اُن میں جمہوریّت یا اکثریّت کے تخیّل کو رائج کرنا بھی انتہائی طور پر مُضر ہے۔ اصلاح قوم کا خیال ہی لا محالہ اس امر کی دلیل ہے کہ قوم میں بہ حیثیت مجموعی چند در چند خرابیاں ہیں جن سے قوم کے اکثر افراد مطمئن ہیں اور وہ از خود ان خرابیوں کو دور نہیں کر سکے۔ ایسی حالت میں جمہوری طاقت کے ذریعے سے جمہور کی اصلاح ممکن سمجھنا خیال خام ہے۔ جمہور کی کسی مجلس کا عوام الناس کے میلانِ طبع کے خلاف مقابلے کے لئے کھڑا ہو جانا ناممکن ہے، وہ عوام کے بالمقابل کوئی بڑی انقلابی تجویز چلا نہیں سکتی، اس کے ارکان چونکہ جمہور ہیں سے منتخب شدہ ہیں اس لئے وہ اصلاح کے تخیّل کو عوام الناس سے علیحدہ ہو کر وضع نہیں کر سکتے، وہ جو اصلاح پیدا کریں گے عوام الناس سے ڈر کر کریں گے بلکہ درحقیقت کوئی اصلاح پیدا ہی نہ کر سکیں گے۔ اصلاح اور انقلاب کے لئے ضروری ہے کہ

ایک فرد واحد تمام قوم کے بالمقابل ڈٹ کر کھڑا ہو جائے، قوم چیختی رہے لیکن اس کے ناکارہ اور نقصان دِہ زخموں پر جرّاحی عمل کرتا جائے، بیکار اعضا کو جو قوم کی نشو و نما کو روک رہے ہیں بے دھڑک کاٹ کر پھینک دے، سب دنیا مخالف ہو جائے لیکن وہ اپنی جگہ پر ڈٹا رہے، مخالفوں سے بے پرواہ ہو کر اپنا کام کرے، مخالف پر مُسکرائے، بے درد ہو کر قوم کا علاج کرے، بے توجہی سے عوام الناس کی چیخ و پکار سنے! یہی وجہ ہے کہ دنیا کی تمام تاریخِ اصلاح و انقلاب میں جب کبھی کسی قوم کو عروج حاصل ہوا ہے فردِ واحد کے ذریعے سے ہوا ہے۔ فرد واحد اپنی ضمیر کی آواز کا پابند ہے، دماغ، دل اور جگر اس کے رہنما ہر دم ہیں، نتائج کا انتظار اس کو مضطرب رکھتا ہے۔ اس لئے اس کا ہر عمل منزل کی طرف ایک قدم ہے، انجمنوں اور مجلسوں میں ضمیر، دماغ، دل، جگر، اضطراب کچھ نہیں ہوتے، کثرت رائے اور اکثریت کا پاس ان کو سیلاب کی طرح جدھر مقدر ہو بہالے جاتے ہیں اور طرفہ یہ کہ مجلسوں میں فرداً فرداً ذمہ دار افراد کی کثرت ہونے کے باوجود ان کی اکثریت کے کسی فعل میں ذمّہ داری کا احساس موجود نہیں اصلاح انقلاب صرف ذمہ دار فرد واحد پیدا کر سکتا ہے اور آج چونکہ دنیا کی ہر ترقی اور عروج دراصل اصلاح اور انقلاب ہی کی ایک صورت ہے، یورپ کی اکثر جمہوری اور دستوری حکومتیں آہستہ آہستہ اس طرف مائل ہو رہی ہیں کہ عام ترقی اور عروج کے لئے بھی دستوری حکومت کی بجائے ڈکٹیٹر شپ یعنی مختار ناطق کی حکومت ہی زیادہ موزوں ہے۔ یورپ آج پھر کئی صدیوں کے بعد سمجھ رہا ہے کہ چونکہ خدا زمین و آسمان میں مختار ناطق ہے اور کسی شریک کو گوارا نہیں کر سکتا اس لئے فرد واحد کی حکومت ہی تقاضائے فطرت ہے!

خاکسار تحریک اور اختیار ناطق

خاکسار تحریک کی بنا اوّل سے آخر تک ہر جگہ اختیار ناطق پر ہے۔ جمہوریّت، اکثریّت یا انتخاب پر کسی جگہ نہیں۔ محلہ کا سالار اُس محلہ کا ڈکٹیٹر اس لئے ہے کہ اس سے محلّہ میں اصلاح اور انقلاب پیدا کرنے کی توقع ہے، نری انجمن سازی کی توقع نہیں۔ اسی بنا پر اس کو محلّہ کے خاکسار سپاہی منتخب نہیں کرتے۔ وہ ادارہ علیہ کی طرف سے مقرّر ہوتا ہے اور محلّہ کے تمام خاکسار باہمی اتّفاق اور اتّحاد کر کے بھی اس کو اپنی جگہ سے ہٹا نہیں سکتے۔ بلکہ بعض دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ایک محلّہ کی جماعت اپنے سالار کی مفروضہ سختی سے بگڑ کر اس امر کے درپے ہوئی ہے کہ اپنے منتخب شدہ آدمی کو سالاری کے لئے پیش کرے۔ اس درخواست کو ہمیشہ ردّ کیا گیا ہے اور سالار کو موقوف کرنے کی بجائے اُس جماعت کو توڑ دینا بہتر سمجھا گیا ہے۔ اس فیصلے کا نتیجہ ہمیشہ یہ ہوا ہے کہ محلّہ کی جماعت بالآخر اپنی کمزوری کو تسلیم کرنے کے بعد اُسی مقرر کردہ سالار کے ماتحت پورے جوش سے کام کرتی گئی ہے اور کامل اطاعت کا نمونہ بن گئی ہے۔ انتخاب زورآور قوم کا حق ہو سکتا ہے لیکن کمزور قوم کو انتخاب کا حق دینا اس کے شیطانی جذبات کو بھڑکانا ہے۔ گری ہوئی قوم کو عروج دینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اُس قوم کے افراد کی خودرائی کو، جو زوال کا لازمی نتیجہ بلکہ لازمی باعث ہوا کرتی ہے، فنا کر دیا جائے، کسی شخص کی ذاتی رائے نہ رہے۔ یہ احساس نہ رہے کہ ہر شخص اپنی ذاتی رائے سے جماعت کو درہم برہم کر سکتا ہے۔ کمزور قوم میں کمزوری دراصل اس لئے ہے کہ اس میں ہر شخص صرف اپنا

اپنا زور پیدا کرنا چاہتا ہے ہر شخص پیر اور مُرشد ہے! ذاتی رائے کو فنا کر دینے سے امن پیدا ہوگا اور امن کے بعد لا محالہ نظام۔ طوائف الملوکی سے نظام ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔ سالاران محلہ کے تمام افسران بالا بھی علیٰ ہذا القیاس اپنی اپنی جگہوں پر مختار ناطق ہیں۔ وہ اپنے اپنے علاقہ کی ذمّہ داری کو محسوس کرتے ہیں۔ ادارہ علیہ کی طرف سے ان کو گرفت ہوتی ہے سزا دی جاتی ہے انعام دئے جاتے ہیں لیکن کسی روا یا ناروا حکم کو جو وہ ایک دفعہ دے دیں واپس اس لئے نہیں لیا جاتا کہ جمہور میں ان کی ڈکٹیٹر شپ برقرار رہے۔ اگر کوئی سالار پے در پے اپنی ذمہ داری کو محسوس نہیں کرتا تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو تبدیل کر دیا جائے یا خاکسار بنا کر پھر سپاہیوں کی قطار میں شامل کر دیا جائے۔

سالار کو حکم ہے کہ کوئی بڑی تجویز رائج کرنے سے پہلے اپنے ماتحتوں سے مشورہ لیں۔ تجویز کردہ اصلاح سے پہلے جمہور کا اُس تجویز کے متعلق میلان دریافت کریں، پھر اس کے بعد اپنی ذمّہ داری پر جو حکم مناسب سمجھیں نافذ کریں۔ وہ ادارہ کے سامنے جواب دِہ ہیں لیکن ان کو حکم نافذ کرنے اور نافذ کرنے کے بعد منوانے کا پورا اختیار ہے۔ یہی اسلامی "شورٰی" ہے اور یہی انگریزی لفظ "کونسل" کے اصلی معنے ہیں۔ یہ شورے خاکسار تحریک میں اوّل سے آخر تک رائج ہے۔

خاکسار تحریک اور مساوات

خاکسار تحریک میں اصول یہ ہے کہ کوئی شخص از روئے استحقاق افسر نہیں سب

خاکسار اور سالار سپاہی ہیں۔ اس بنا پر ادارہ علیہ بلا وجہ ہر سالار کو جس وقت چاہے خاکسار کر سکتا ہے۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ علاقہ کا بڑا افسر کسی وجہ ظاہر کر دینے کے بغیر سپاہی کر دیا گیا ہے اور اُس نے نہایت خوشی سے یہ تنزل قبول کیا ہے۔ اسی طرح ہر سالار کسی دوسرے سالار کے علاقے میں محض سپاہی ہے اور اس کے سپاہیوں کی قطار میں شامل ہوتا ہے۔ خاکسار تحریک کی انتہائی داخلی مضبوطی کی دلیل یہ اسلامی نظام ہے جس کے اندر اسلامی اخوت اور مساوات کی صحیح روح عمل کر رہی ہے۔

ادارہ علیہ کا نظام اور مقام

خاکسار تحریک میں تحریک کا بانی بھی صرف ایک سپاہی ہے۔ وہ جماعت کے نام بڑے سے بڑا اور سخت سے سخت حکم جاری کر سکتا ہے لیکن ادارہ علیہ کی طرف سے تمام جماعت کی کمان ہر وقت اور بہر حال اس کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن عام طور پر وہ جس علاقے میں رہتا ہے اس علاقے کے سالار کے ماتحت بطور سپاہی سر بازار کام کرتا ہے تاکہ اس کو اپنے مختار ناطق ہونے کا غلط احساس نہ ہو۔ تحریک کے بانی کا اصول یہ ہے کہ وہ سر دست تحریک کی قیادت بلا شرکت احدے خود کرے لیکن اگر ادارہ علیہ ترقیِ تحریک کی کسی منزل پر تحریک کے اندر کسی شخص کے عمل کو بہتر سمجھے اور اُس کی قیادت کو قوم کے لئے مفید تر تصور کرے تو بانی تحریک کا فرض ہے کہ اپنی قیادت اُس شخص کے سپرد کر کے خود بطور سپاہی شامل ہو جائے۔ ادارہ علیہ بانیٔ تحریک کے پیدا کردہ اقتدار کی رسمی

صورت ہے اور تمام احکام اور اختیارات کا سرچشمہ ہے۔ اس میں قائدِ تحریک کے سوا کوئی دوسرا شخص شامل نہیں اگرچہ تحریک کے تمام سردار بھی اپنے تمام احکام ادارہ علیہ کی طرف سے نافذ کرتے ہیں۔ بانیٔ تحریک یا قائد تحریک کی مجلس شوریٰ جو غالباً تحریک کے سب بڑے افسروں پر مشتمل ہو سکتی ہے ادارہ علیہ ہندیہ سے علیحدہ شے ہے اگرچہ اُس کے مشورے میں شامل ہے۔ ادارہ حسبِ ضرورت مجلس شوریٰ سے بے نیاز ہو کر احکام جاری کر سکتا ہے۔ تحریک کا قائد جب تک قائد ہے تحریک کا واحد ذمّہ دار ہے اور ادارہ علیہ کے سوا کوئی طاقت اس کو اپنے منصب سے گرا نہیں سکتی!

الغرض خاکسار تحریک کا تمام نظام اوّل سے آخر تک اختیار ناطق (یعنی ڈکٹیٹر شپ) پر مبنی ہے لیکن اس اختیار ناطق کی بنیاد باہمی محبت، بے پناہ عدل و انصاف، اخوت، مساوات اور انکساری پر مبنی ہے۔ محلہ کا سالار بے شک مختار ناطق ہے۔ لیکن ہر سپاہی سے مشورہ کر سکتا ہے اور مشورہ کے باوجود مختار رہے، وہ بے شک مختار ناطق ہے لیکن پے در پے غلطیوں کے بعد اپنے مقام سے وجہ ظاہر کرنے کے بغیر معزول کیا جا سکتا ہے، وہ بے شک مختار ناطق ہے لیکن اس کو اپنے محلہ کی بہبودی اور تحریک کی ترقی مدِ نظر ہے اس لئے وہ ناجائز احکام نافذ کرنے میں اپنی ضمیر، قرآن، اسلام، رسول اور خدا کی آواز کا پابند ہے۔ بانیٔ تحریک اگرچہ مختارِ ناطق ہے لیکن اس کو ہر دم احساس دیا جاتا ہے کہ وہ ہر دوسرے سپاہی کے برابر ہے، وہ بے شک مختار ناطق ہے لیکن تحریک کے اندر کسی قابل تر فرد کی موجودگی میں اس کا فرض ہے کہ اپنی جگہ اُس قابل شخص کو دے کر آپ بطور سپاہی قطار میں شامل ہو جائے۔ کمزور قوم کا

نظام اِس اخوت، اور مساوات، اِس عدل و انصاف، اِس خدا ترسی اور تقویٰ کے بغیر چل نہیں سکتا۔ خاکسار تحریک کے ہر فرد کا اوّلین فرض یہ ہے کہ وہ اطاعت امیر کے گر زرّیں اصول کو تحریک کی کسی منزل پر ہاتھ سے جانے نہ دے۔ کسی منزل پر تحریک کے عہدہ داروں کی ترتیب یا تقسیم اُسے پسند آئے یا نہ آئے درگذر کرے اور اپنا پہلا اور آخری مقصد یہ سامنے رکھے کہ تحریک کو کامیاب کر کے منزل مقصود تک پہنچانا ہے۔

خاکسار تحریک اور خاموشی

۱۰۔ خاکسار تحریک کی بنیاد خاموشی پر ہے۔ خاموش قوم ہی صحیح معنوں میں طاقتور قوم ہے، خاموشی طاقت کی پہلی اور آخری علامت ہے، فطرت کی تمام بڑی طاقتیں خاموش ہیں اور خاموشی سے عمل کر رہی ہے۔ زمین سے تیرہ لاکھ گنا بڑا سورج، چاند ستارے، ہوا، بادل، مخلوق، خالق، الغرض فاطرؔ اور فطرت سب خاموش ہیں۔ فطرت کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ تیز رفتار طاقت یعنی برق خاموش ہے، سمندر جو زمین کی سب سے بڑی طاقت ہے خاموش ہے، یہی خاموش طاقتیں جب ٹکراتی ہیں مخالف کو پاش پاش کر دیتی ہیں۔ انگریز قوم کی خاموشی میں اُس کی قوت کا راز ہے، انگریز کی خاموشی سے ہی ہندوستان میں اُس کا بے مثال وقار اور رعبِ سلطنت اب تک قائم ہے۔ خاموشی از روئے اسلام ایمان کی شق ہے اور مسلمان کو تعلیم دی گئی تھی کہ خاموش رہے۔ الغرض خاموشی تخلقوا باخلاق اللہ کی تعلیم پر عمل ہے اور وہ قوم جو خاموش ہے خدا اس کا دوست ہے۔ پچھلی جنگ عظیم میں جرمن قوم کا

خاموش نہ ہونا اس کی دردناک شکست کا باعث ہوا۔ ہر شخص ہر قسم کی جھوٹی سچی خبریں عوام میں پھیلا دیتا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ لڑائی میں تمام نظام بگڑ گیا۔ انگریز کے ماتھے پر اس کی انتہائی مصیبت میں بھی بل نہ پڑا، وہ خاموش تھا اور خاموشی سے ڈٹا رہا اس لئے آخر دم تک اس میں فتح و ظفر حاصل کرنے کا عزم قائم تھا۔ انگریز کے پاس ہر دم اٹھنے بیٹھنے والے کو بھی خبر نہ ہوئی کہ انگریز کے دِل کی کیا کیفیت ہے نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے وقار اور اعتبار کی ہوا بندھی رہی۔ خاموشی امن اور نظام کا ادنےٰ کرشمہ جنگ عظیم میں یہ تھا کہ ایک "پکا اور نماز گذار" مسلمان سپاہی اپنی رجمنٹ کے ساتھ پنجاب سے گاڑی میں سوار ہوتا تھا، خاموشی سے جہاز میں سوار ہو کر چند دنوں کے اندر بغداد کے محاذ جنگ میں حاضر کیا جاتا تھا۔ وہاں اس غریب اور بے بس حیوان کو حکم تھا کہ اپنے مسلمان بھائی کے سینے گولیوں سے چھلنی کر دو۔ اُس کو تعمیل کے سوا چارہ نہ تھا کیونکہ سپاہی کا کام خاموشی ہے! خاکسار تحریک کا پیش نہاد قوم کو خاموش کر دینا ہے۔ اسی خاموشی کے اندر قومی کمزوری، بے نتیجہ بحث، مذہبی فرقہ بندی، غیبت، نافرمانی، بدنظمی، باہمی عداوتوں اور صدہا اخلاقی بُرائیوں کا علاج موجود ہے۔ اگر کسی قوم کے پاس اپنی بہتری کے اور وسائل موجود نہیں تو اس کا صرف خاموش ہو جانا اس کو سر بلند کر سکتا ہے! مسلمانوں کے نابکار لیڈروں اور ناعاقبت شناس مُلّاؤں نے پچھلے کئی سالوں سے مسلمان کے شیطانی جذبات کو بھڑکا کر قوم کو اس قدر ناکارہ کر دیا ہے کہ اب اس کے پاس نعروں، لفظوں، بحثوں، دماغی عیاشیوں اور گپ زنی کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ کسی زمانے میں مسلمان نعرے اُس وقت لگایا کرتے تھے جب کوئی قلعہ فتح کرنا ہو آج نعرے نعروں کی خاطر لگتے ہیں اور ڈھول کے اندر صاف پول ظاہر ہوتا ہے۔

گیارہواں باب

خاکسار تحریک کے ظواہر

بیلچہ کا مذہبی پہلو

۱۱۔ خاکسار تحریک میں بیلچہ کا ہتھیار اس لئے ہے کہ اُس کو دنیا کے آخری پیغمبرؐ نے مسلمانوں کی انتہائی کمزوری اور دشمن کے انتہائی زور کے موقع پر اٹھا کر تین دفعہ پتھر پر مارا اور کہا کہ میری اُمت کو روم، ایران اور یمن کی سلطنتوں کی کنجیاں مل گئیں۔ یہ موقع غزوہ خندق کا تھا جب کہ مدینہ کے بے ہتھیار مسلمان صرف ڈھائی ہزار تھے اور کفار مکہ جو چڑھ کر آئے تھے دس ہزار کی تعداد میں تھے اور سب مسلح تھے۔ اُدھر مدینے کے یہودیوں نے عین وقت پر عہد شکنی کی اور کفار سے مل گئے۔ بلفظہٖ یہ حالت آج ہندوستان کے مسلمانوں کی ہے اور ایسی حیران کُن حالت میں پیغمبر عرب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیلچے کو تین دفعہ بڑے پتھر پر مار کر جو خندق (یعنی حفاظت) کی راہ میں حائل تھا اور تیسری ضرب پر اُس پتھر توڑ کر کہنا کہ میری اُمت کو دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنت مل گئی، ایک دلچسپ راز ہے جو ہر مسلمان

کوسوچ میں ڈال دیتا ہے۔ فلسفی کہے گا کہ حضرتؐ نے محنت کی طرف اشارہ کر کے اعلان کیا تھا کہ محنتی قوم ہی بادشاہ ہوگی۔ معتقد کہے گا بیلچہ کرامت تھی کہ روم ایران اور یمن کی فتح کے وقت اسلامی سپاہ نے اس کا استعمال کیا۔ نقاد کہے گا کہ مقصود مزدور کی شان کو بڑھانا تھا اور اسی لئے مسلمان بادشاہ بن کر بھی مزدور ہی رہے جیسا کہ آج کل انگریز اور دوسری زندہ قومیں ہیں۔ "صاف گو" کہے گا کہ مسلمان دراصل اُس وقت بد دل ہوگئے ہوئے تھے اور یہ بڑا پتھر جو رستے میں رکاوٹ تھا کسی سے ٹوٹتا نہ تھا۔ حضرتؐ نے پتھر کو توڑ کر مسلمانوں کے حوصلے بڑھائے اور مزید حوصلہ بڑھانے کے لئے فتح کی خوشخبری دی۔ الغرض یہ واقعہ ہر قطع کے مسلمان میں کچھ نہ کچھ تعجب اور لگاؤ ضرور پیدا کر دیتا ہے اور یہ وجہ ہے کہ اب جبکہ ہر مسلمان کو تلوار میسر نہیں، توپ اور مشین گن رکھنے کا بلند تخیل موجود نہیں، جنگی قوم بننے کا سلیقہ نہیں گرے ہوئے ہندوستانی مسلمان میں اس غزوہ خندق کے واقعے کی وجہ سے ہی کچھ اُنس ہتھیا سے پیدا ہو سکتا ہے، ورنہ اگر یہ مذہبی رنگ موجود نہ ہوتا تو مولوی اور مُلّا اس قدر بے دماغ لوگ ہیں کہ اس کا پکڑنا کفر قرار دیتے! اب بھی ان میں سے مکار اور بدبین اعتراض کرتے ہیں کہ یہ بیلچہ جو خاکسار پکڑتے ہیں بعینہٖ اُس شکل کا نہیں جو رسول خدا نے پکڑا تھا بلکہ دراصل وہ بیلچہ نہ تھا گینتی تھی! مولوی کی اس کج بحثی کا علاج حضرت عمرؓ کا درہ یا مصطفٰے کمال کی تلوار ہے، اور کسی طرح ان لوگوں کا دماغ درست نہیں ہو سکتا!

بہرنوع غزوۂ خندق کا واقعہ بیلچہ کو اختیار کرنے کا مذہبی پہلو ہے جس پر کسی ہوشمند مسلمان کو کسی صورت میں اعتراض نہیں ہو سکتا۔

بیلچہ اور مساوات

لیکن بیلچہ کے ہتھیار ہیں اور بڑی کرامتوں کے علاوہ سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ قطار میں کھڑے ہوکر کندھے پر اٹھا لینے سے بڑے سے بڑے وجاہت پسند اور متکبر شخص کی برسوں کی رعونت چند لمحوں میں مٹ جاتی ہے۔ قومیں جب گرتی ہیں تو ان کے گرنے کی پہلی علامت بڑے اور چھوٹے امیر اور غریب کا نمایاں فرق ہے۔ یہ فرق بالآخر قوم کی رگ رگ میں اس قدر اثر کر جاتا ہے کہ ہر شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر ہر دوسرے شخص سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور قوم سے رفتہ رفتہ قوت کا آخری نشان مٹ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں بڑے شخص کو وعظ کہتے رہنا کہ بڑائی چھوڑ دو غلط ہے۔ منت سے گزارش کرنا کہ رسولؐ خدا کا ہتھیار پکڑ کر قطار میں چند لمحوں کے لئے شامل ہو جاؤ بڑا اثر رکھتا ہے۔ جو شامل ہو جاتا ہے اپنے اندر ایک فوری انقلاب محسوس کرتا ہے۔ اس کی کبریائی کی عظیم الشان عمارت خود بخود دھڑام سے زمین پر آگرتی ہے اور پہلا اثر جو اس کی طبیعت پر ہوتا ہے یہ ہے کہ سب انسان برابر ہیں

بیلچہ اور مزدوری کی شان

الغرض بیلچہ مساوات پیدا کرنے کا بے نظیر ہتھیار ہے لیکن اس کو بطور نشان سمجھ کر اٹھانا مزدور کی شان کو بلند کرنا بھی ہے۔ غریب اور مزدور لوگوں کی قربانیاں قوموں کو سربلند ہمیشہ سے کرتی چلی آئی ہیں اور جس جماعت کا امتیازی نشان مزدور اور غریب قوم کا ہتھیار ہو

اُس کی طاقت روزِ اوّل سے ظاہر ہے۔ اُس کی طرف ہر غریب اور مزدور گروہ کی نظرِ محبّت اور اخوّت سے پڑے گی! اُس جماعت کا نصب العین کبھی یہ نہیں ہو سکتا کہ مزدور کو کچل کر مالدار کا راج قائم کرے۔ الغرض جمہوریّت بلکہ اسلامی اشتراکیّت کا خمیر بیلچے کے ہتھیار میں ہے۔ ہر جمہوری نظام کی بنا مزدور کی عزّت کے اعلان پر ہے اور بیلچہ اس امر کی روشن شہادت ہے کہ خاکسار تحریک عوام النّاس کو عروج پر پہنچانے کے لئے ہے، خواص کو سربلند کرنے کے لئے نہیں۔ دینِ اسلام کا ادنےٰ جزو آجکل کی یورپ کی مسخ کردہ اشتراکیت ہے اور ہر وہ جمہوری نظام جس کی بنیاد فردِ واحد کے اُس اختیار ناطق پر ہو جو اسلامی ہے، دراصل قرونِ اُولےٰ کے اسلامی نظام کے مترادف ہے۔

بیلچہ کے اوصاف

بیلچہ کے اَور نمایاں اوصاف اس قدر نمایاں ہیں کہ ان کو دُہرانے کی یہاں پر ضرورت نہیں لاہور کے ایک پنجابی شاعر نے جو مطلقاً پڑھا ہوا نہ تھا مجھے کہا کہ اس نے بیلچے کے ایک سو پانچ فوائد پر ایک نظم تیار کی ہے۔ میں اس کی دِقّتِ نظر پر حیران رہ گیا جب اس نے کہا کہ بیلچہ ایک فوجی کے لئے میدان جنگ میں اُس کی تلوار، دشمن سے بچنے کے لئے اس کی ڈھال، کیمپ میں سونے کے لئے اس کا تکیہ، زمین بیٹھنے کے لئے اس کی گدّی، پانی پینے کے لئے اس کا پیالہ، کھانا پکانے کے لئے اس کی ہنڈیا، روٹی پکانے کے لئے اس کا توا، کھانا کھانے کے لئے اس کی پلیٹ، چلنے کے لئے اس کا عصا، خطرے میں رہنما، مسافرت میں اس کا رفیق، غریب کی ڈھارس،

امیر کی انکساری کی شان، اندھیرے میں رہبر اُجالے میں مسلمان کا مذہبی نشان، مزدور کی کمائی کا اوزار، یورپ کے جدید فوجی سپاہی کا فوجی ہتھیار، اور میدان جنگ میں خندقیں کھود کر دشمن کی زد سے بچنے کا واحد ہتھیار ہے! اُس کا دعوے تھا کہ تلوار اور بندوق میں یہ خصوصیتیں ہرگز نہیں اور بڑا مزا یہ کہ کسی حکومت کے قانون کی گرفت میں نہیں، بلکہ بیلچہ کو ممنوع قرار دینا روئے زمین پر تمام محنت اور مزدوری کو بند کرنا ہے۔ اگر ایک اَن پڑھ شخص بیلچے میں یہ باتیں دیکھ سکتا ہے تو اور لوگ نہ جانے اس میں کیا کیا دیکھ سکیں گے! ایک سپاہی قوم کے لئے یہ سب معلومات بیش قیمت ہیں۔

خاکی وردی کی اہمیّت

خاکسار تحریک میں خاکی وردی یا خاکی لباس صرف "خاکساری" کے لفظ کے تناسب سے ہی نہیں بلکہ اس میں سپاہی ہونے کا تناسب اور اُس سے مشابہت کا اعلان بھی ہے۔ لباس کی مشابہت ہمدردی پیدا کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ اگر ایک ہندو اسلامی لباس اختیار کرے تو مسلمان اس کو عمدہ نظر سے دیکھے گا۔ ہزارہا ادنیٰ قسم کے ہندوستانی آج کل انگریزی لباس اور انگریزی ٹوپی صرف اس لئے پہنتے ہیں کہ انگریز کی ہمدردی اُن سے قائم رہے۔ خاکسار کا خاکی لباس روئے زمین کے ہر خاکی پوش سے ہمدردی کا اعلان ہے اسلئے دنیا کی ہر حکومت کی فوج، پولیس، کارخانہ کے مزدوروں اور عاملوں کی ہمدردی ان سے ہے اگر خاکسار کا لباس خاکی ہونے کی بجائے کسی اَور رنگ کا ہوتا تو وہ اسقدر وسیع ہمدردی حاصل نہ کر سکتا!

بارہواں باب

خاکسار تحریک کی روحانیت اور عمل

خاکسار تحریک اور خدمتِ خلق کا فلسفہ

۱۲۔ خاکسار تحریک کا نمایاں وصف خدمتِ خلق ہے۔ خدمت جہاں مخدوم میں شکر گذاری اور خادم سے سچی محبت کے جذبات پیدا کرتی ہے وہاں خادم کے اندر سچی روحانیت بھی پیدا کر دیتی ہے۔ ایک کمزور قوم کے لئے اپنے آپ کو متحد نیک عمل مستقل مزاج، حوصلہ مند بلکہ خطرناک، نڈر اور ناقابلِ شکست بنانے کا خدمت خلق کرنے سے بہتر ذریعہ موجود نہیں عام طور پر ہر نیک عمل نیکی کرنے والے کے دل میں ایک بلند کر دینے والا زور اور حوصلہ افزا طاقت پیدا کر دیتا ہے لیکن مزدوری نہ لے کر خدمت کرنے والا شخص نہ صرف طاقتور بلکہ خطرناک اس لئے ہے کہ اُس کی نظر کسی بڑے سے بڑے شخص کے سامنے نیچی نہیں ہوتی۔ وہ کسی کا دست نگر نہیں، اس لئے کسی سے ہیٹا ہو نہیں سکتا۔ قرآن میں خدا نے پیغمبروں کے متعلق لکھا ہے کہ تم اپنی قوم کے لوگوں کو لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ (یعنی میں تم سے اپنی خدمت کی

مزدوری نہیں مانگتا میری تنخواہ دنیا کے بڑے حاکم اللہ کے پاس رکھی ہے) کہو پس خدمت کر کے
اُجرت نہ لینا ہر مسلمان میں پیغمبری اور نبوی شان پیدا کرتا ہے دنیا میں طاقتور اور خطرناک
بنتا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام جدھر سے گزرتے کوڑھیوں کو اچھا بیماروں کو تندرست، لولوں
کو چنگا اور اپاہجوں کو صحت مند کرتے گذر جاتے تھے لیکن حکومت وقت کو اُن کی اس بے اجر
خدمت کا خوف اس قدر تھا کہ قیصر روم کی خفیہ پولیس کا ایک آدمی ہر وقت اُن کے ساتھ
لگا رہتا اور حضرت کے روزانہ اعمال کی ایک مفصل ڈائری شہر کے مجسٹریٹ کو دیتا۔ اس ڈائری میں
حضرت عیسٰے جس شخص سے بات کرتے، جو جو بات کہتے، جس گلی سے گذرتے سب کچھ درج ہوتا۔
ایک دفعہ خفیہ پولیس کے ایک سپاہی نے حاکم وقت کو اطلاع دی کہ "اس شخص کی سنجیدہ آنکھوں
میں ایک ہیبت اور خوف نظر آتا ہے اس کی آنکھیں آفتاب کی شعاعوں کی طرح روشن
ہیں، ان کا نور ایسا تیز ہے کہ اس کی وجہ سے ممکن نہیں کہ کوئی شخص اس کے چہرے کو نظر بھر کر دیکھ
سکے، تحصیل علوم میں یہ شخص سارے یوروشلم کے لئے تعجب اور حیرت کا مظہر ہے اس نے بظاہر کہیں
تعلیم نہیں پائی لیکن بے غل و غش تمام علوم جانتا ہے"۔ خود اسیری فرقہ جس کے نبوت سے پہلے
حضرت عیسٰے علیہ السلام ایک سرگرم رکن تھے خدمتِ خلق میں عام طور پر مشہور تھا، اور اس
گروہ کا اثر اس قدر عالمگیر تھا کہ مصر اور فلسطین کے بڑے بڑے شخص اس کی عظمت اور طاقت
کے قائل ہو گئے تھے! حضرت عمر فاروق اعظمؓ بائیس لاکھ مربع میل کی سلطنت کے امیر المومنین
ہو کر ہر شام مشک کندھے پر اٹھائے بوڑھی اور بے کس عورتوں کا پانی بھرتے، ان کو سودا سلف
بازار سے لا کر دیتے، گلی کوچوں میں رعیت کی تکالیف دریافت کرتے پھرتے لیکن اس انکساری

کے باوجود اُن کی حکومت کا جاہ وجلال اور شخصیت کا بدن پر لرزہ طاری کر دینے والا رُعب اس قدر تھا کہ جنگ قادسیہ کے وقت مدینہ میں ایک درخت کے نیچے زمین پر بیٹھ کر حکم جاری کرتے جنگ کا نقشہ سامنے ہوتا قاصد تیار گھوڑا لئے دم بخود کھڑا رہتا اور وہ احکام پندرہ سو میل دُور میدان جنگ میں نافذ ہوتے! صدر اسلام میں اصحاب صُفّہ کی بے پناہ روحانیت اور طاقت اسی خدمت خلق کے جذبے کے باعث تھی اور اسی روحانیت کے زور اثر سے وہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت سے خوف زدہ نہ تھے۔ سرورِ کائنات کے عہد رسالت میں ایک صحابی کا قیصر روم کے برابر تخت پر بے دھڑک بیٹھ جانا اور نیزے کی زد سے قالین میں سوراخ کر دینا روحانیت کی اسی بے پناہ طاقت کی وجہ سے تھا یہی مالی منفعت سے بے نیازی اور خدا کی سچی ملازمت قرون اولے میں مسلمان کو قوت اور جہانبانی کے بے خطا ڈھنگ سکھلاتی رہی۔ خلقت کی بے اجرت خدمت دراصل خدا سے بستگی اور اللہ کی بندگی کا بے گمان اقرار ہے اور جس قوم نے اپنی قسمت ماسوا کو چھوڑ کر خدا سے باندھ لی' اس کے نیک قسمت اور جوان بخت ہونے میں کیا شک ہے!

خاکسار تحریک میں خدمت خلق کا پروگرام خاکسار کو نڈر اور بے خوف وخطر کرنے کے لئے ہے' اس کے موٹے نفس کو پتلا کرنے کے لئے ہے' خود سَر اور مغرور مَن کو رام کرنے کے لئے ہے' نفس کو مطیع کر کے دنیا کا مُطاع بنانے کے لئے ہے' خاکسار سے خدمت کا بظاہر "ذلیل" کام کرا کر اُس کی نظر بلند کرنے کے لئے ہے' الغرض خاکسار کے ہاتھ میں بادشاہت کا پہلا اور آخری ہتھیار دینے کے لئے ہے' قوم کو خادم بنا کر اس کو سید اور سردار

بنانے کے لئے ہے! جو قوم خدمت کرنا نہیں سیکھی اُس سے سرداری کی توقع عبث ہے اور سردار ہونا دراصل اس بات کی بے خطا دلیل ہے کہ وہ سردار کسی محتاج اور بے بس رعیت کا بے مُزد خادم ہے۔

خاکسار تحریک میں خاکساروں کے سردار یعنی سالار کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بے دھڑک بادشاہِ وقت یعنی انگریز کے بنگلے پر جاکر اُسی طرح بیٹھے جس طرح کہ صحابی رسولؐ خدا کا خط لے کر بے خوف و خطر تخت پر بیٹھ جاتے تھے۔ اپنے آپ کو بے اجر خدمت کے لئے پیش کرے تاکہ بے خوفی اور برابری کا حس پیدا ہو۔ انگریز سے بے غرضی کا اعلان کرے تاکہ اس کا رُعب اور خوف زائل ہو، بیلچے پر زور سے ہاتھ چٹخا کر فوجی سلام کرے تاکہ انگریز سے مساویانہ سلوک پیدا ہو۔ اگر آج ہندوستانی انگریز سے خوف کھاتا ہے اور اس کے سامنے مرعُوب ہو جاتا ہے تو اس وجہ سے کہ اس کے نزدیک انگریز حاجت روا ہے، مالکِ نفع و ضرر ہے، مشکل کُشا سمجھا جاتا ہے، رازق ہے، عملی طور پر خدا ہے۔ اس معنوی خدا کو حاجت روائی کے بلند مقام سے گرا کر محض انسان بنانے اور اپنے برابر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اُس سے غرض نہ رکھی جائے بلکہ اس کی بے اجر خدمت کر کے اس کو محتاج کر دیا جائے! انگریز جب خاکسار سے خدمت کرانا مان لے گا، اپنی کبریائی چھوڑ دے گا اُس سے لامحالہ برابری کا برتاؤ کرے گا بلکہ اس خدمت سے اس کی نظریں خود بخود نیچی ہو جائیں گی، اس میں تکبر سے بولنے کی سکت نہ رہے گی۔ وہ عام طور پر غلام ہندوستانی کو ذلت اور حقارت کی نظر سے اس لئے دیکھتا ہے کہ اس کا سلام "سلام روستائے جز غرض نیست" کا مصداق ہے، لیکن

خاکساروں کے سالار کا سلام غرض اور عجز کا سلام نہیں، بے غرضی بے حجابی اور بے خوفی کا سلام ہے۔ اس سلام کا نتیجہ انگریز کے دل میں خاکسار کا خوف ہے خاکسار کی اخلاقی جرأت پر تعجب ہے، خاکسار کی طرف سے برابری کا مطالبہ ہے، خاکسار کی اجتماعی قوت کا بہ زور اقرار ہے، خاکسار کی بے پناہ روحانیت، اس کی خدمتِ خلق سے پیدا ہوئی ہوئی بے حجابی، اور جماعتی سپرٹ کا اظہار ہے۔ نہیں انگریز کے دل میں یہ سلام انگریز کی وقعت کو ہلکا کر دیتا ہے، خاکسار کے دل میں خاکسار ہونے کی عزت پیدا کرتا ہے! یہ سلام جس دن خاکساروں میں عام طور پر رائج ہو گیا، جس روز ہر مسلمان نے انگریز سے خوف نہ کھا کر اور اللہ کے سوا سب سے بے خطر ہو کر انگریز سے مساویانہ ملاقات کی، اس سے بے حجابانہ کلام کی، اور نڈر ہو کر بولا، اس کے روائتی رُعب کو خاطر میں نہ لا کر انگریز کو عرش سے فرش پر لے آیا، اُسی دن انگریز کی سطحی عظمت کی عظیم الشان عمارت فنا ہو جائے گی۔ وہ ہندوستان کی سرزمین پر محض انسان ہو کر رہے گا۔ شہنشہی کے وقار قائم رکھنے کی فکر اس کے چہرے کے رنگ کو سیاہ کر دے گی، وہ بوکھلا بوکھلا کر بولے گا اور لڑکھڑا لڑکھڑا کر چلے گا، ہندوستان کی سلطنت اس کی آنکھوں میں اندھیر ہو گی! قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اگر ایران اور روم کی سلطنتوں کو چند برس کے اندر پاش پاش کر دیا تھا تو اس لئے کہ ہادیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمان کو چیتھڑوں میں رہنے کے باوجود قیصر و کسریٰ کے برابر بیٹھنے کا ڈھنگ سکھلا دیا تھا، اس کے دل میں دنیا کے متاع سے بے نیازی اور انسان کے جاہ و جلال سے بے خوفی پیدا کر دی تھی! مسلمان جب ایران کی سرزمین کو فتح کرنے کے لئے نکلے تو غافل یزدجرد شاہِ ایران سمجھا کہ فقیروں کی ایک بھیڑ

سرحد پر کچھ بھیک مانگنے کے لئے آئی ہے! تجویز ہوئی کہ ان کو فی نفر کچھ دے کر رخصت کردیا جائے۔ اس مضحکہ انگیز نخوت اور رعونت کے بعد جب بیس ہزار عرب نے کئی لاکھ کی سپاہ کو شکست دے کر بھگا دیا اور ایران کی عظیم الشّان سلطنت کا پایہ تخت خطرے میں پڑا تو ستم ظریف ایرانیوں نے غصّے میں آکر عرب سفیر کے سر پر مٹی کی ٹوکری رکھوادی۔ غیرت مند سفیر اس ٹوکری کو خوش بخوش اُٹھالایا اور اپنے سردار کو بشارت دی کہ "یزدجرد نے خاکِ پاکِ ایران تحفے میں دے دی ہے۔ اب فتح کی منزل قریب ہے"! انگریز اگر خاکسار کے سلام کو نخوت اور رعونت سے ٹھکرا دے گا تو اس میں انگریز کا گھاٹا ہے! اگر غصّے میں آکر خاکسار کو قابل توجہ نہ سمجھے گا تو اس میں انگریز کی اپنی موت کا سامان ہے! خاکسار تحریک میں خاکسار کو یہ درس دیا گیا ہے کہ وہ سب سے بے خوف وخطر ہو کر چلے اور سب کو اپنی بے خوفی سے خوف زدہ کردے! جس روز ہر خاکسار میں بے نیازی کی یہ شان پیدا ہوگئی اور خاکسار سب جگہ چھا گئے، وہ زمین خاکسار کی ہوگی متکبّر اور مغلوب الغضب حاکموں کی نہ ہوگی!

خاکسار کا سلام اور آزادی کا زنانہ فلسفہ

نکتہ ناشناس، اور تنگ نظر مسلمان، نہیں حاسد اور بدبین مسلمان، خاکسار تحریک کے خلاف ایک مدت سے یہ اڑا رہے ہیں کہ "اس تحریک میں مسلمان کو انگریز کے آگے جُھکنا سکھلایا جاتا ہے، اس میں انگریز کو سلام کرایا جاتا ہے، خاکسار تحریک غلامانہ ذہنیت پیدا کرنے کے لئے ہے، ہندوستانی کو پھر انگریز کا بندہ بنانے کے لئے ہے، خاکساری کا

لفظ ہی اس غلامی اور عاجزی کی دلیل ہے! ہم نے دیکھو اپنے "شیروں" کے کیا شاندار اور تیس مار نام رکھے ہیں، اپنی تحریک کا نصب العین "ہندوستان کی کامل اور مکمل آزادی" رکھا ہے، خاکساروں کی طرح نالیوں کو صاف کرنا اور قبریں کھودنا نہیں رکھا، ہم جب انگریز خاوند سے لڑنے پر آتے ہیں، روٹھی ہوئی بیوی کی طرح جیل خانوں کی کوٹھری میں خوشی سے اپنے آپ کو بند کر دیتے ہیں، بیوی کی طرح چرخہ کاتتے ہیں، عورتوں کی طرح بے پناہ شور مچاتے ہیں، عورتوں کی طرح اُس کے گھر کا کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں، پولیس کی لاٹھیاں اور جوتیاں خوب مزے سے کھاتے ہیں، بیوی کی طرح خاوند کو رحم دلانے کے لئے بھوک ہڑتال کر دیتے ہیں، خاوند ہمیں اُٹھنے کا حکم دے تو بیٹھ جاتے ہیں اور گھسیٹ کرلے جائے تو لے جائے خود نہیں اُٹھتے، ہماری اُس وقت دیکھو کیا شان ہوتی ہے گولیاں کھانے تک نوبت پہنچے تو آرام سے کھا لیتے ہیں مگر کسی کو مار دینے کی جیوہتیا نہیں کرتے! مسلمان کی بابت تشدد سکھلانے والے قرآن میں لکھا تھا کہ وہ اگر شہید بھی ہوتا ہے تو دس کو مار کر یا کم از کم دو کو تہ تیغ کر کے، مگر ہمارے عدم تشدد ستیا گرہا اور اہمسا کی یہ شان ہے کہ دس مرتے ہیں، دس کو شہید کا لقب دیتے ہیں لیکن ایک کو بھی نہیں مارتے۔ ہاں یہ ہوتا ہے کہ دس مر کر "صدائے احتجاج" کا ریزولیوشن ضرور پاس کر دیتے ہیں۔ ہمارا جرنیل ایشور کی کرپا اور دیا سے وہ عقل کا پورا ہے کہ بے لڑے پوری فوج کو دشمن کے سپرد کر دیتا ہے! ہم جیل خانوں میں پھر اپنے آپ کو بیوی سمجھنے کی بجائے "سرکار کا خانہ داماد" سمجھتے ہیں، مزے سے روٹیاں کھا کھا کر سرکار کو کنگال کر دیتے ہیں، ہماری مکمل آزادی کا طریقہ دیکھو کیا سہل ہے، سرکار کو جب ہمیشہ روٹیاں دینا پڑیں گی خود بخود

کی راہ سے دُم دبا کر بھاگے گی! آزادی حاصل کرنی ہے تو بے ہتھیار مَرو بے تشدد مار کھاؤ
یا اپنے آپ کو جیل خانوں میں اور قید کر دو! بیلچوں اور انگریز کے بنگلوں پر جا کر سلام کرنے
سے آزادی کہاں مل سکتی ہے"!

ان زنانہ "شیروں" ہتھکڑی پہننے والے حُرّوں اور ھُریروں سے کہہ دو کہ تم خاکساری کی
سار خاک جانو اور ہتھیار پر ہاتھ مار کر سلام کرنا کیا سمجھو تم ایک دو ہزار سال سے غلام اور
زنانہ قوم کے زنانہ لیڈر کی وُہ ماتھے پر تلک لگانے والی اور سدا مار کھانے والی اُمّت ہو کہ انگریز
کو بمبئی کی راہ سے بھگانا تو درکنار اور اُس کے خوفناک بنگلے پر جا کر اُس کو باہر بُلانا تو خیر
تم اگر سب کھڑے ہو اور صرف ایک انگریز تم میں اچانک آنکلے تو ڈر کے مارے تمہارے پاجامے
بھیگ جائیں، کاٹو تو بدن میں لہو نہ رہے، تمہارے دل کی حرکتیں بند ہو جائیں، تمہاری روحیں
آزاد ہو جائیں، انگریز کا ایک ڈیم فول کا لفظ تمھیں "شہید" کرنے کے لئے کافی ہے۔ تمھارے
ہندوستان کو آزاد کرلینے میں کسے شک ہے!

گاندھی کی زنانہ لیڈری اور ہندو فلسفہ کا عروج

تمہارا زنانہ لیڈر اُس زنانہ قوم کا سردار تھا جس نے تمام عمر تلوار ہاتھ میں نہ پکڑی،
مردِ میدان ہو کر ایک جنگ نہ لڑی، صدہا سال سے ایک قلعہ فتح نہ کیا۔ وہ بیچارہ اپنی
قوم کو آزادی کے طریقے اس کے سوا کیا سکھلاتا کہ تم مار کھانے کی نشانی ہو مار کھایا کرو،
تم نے ہمیشہ سے کسی کو دُکھ نہیں دیا اس لئے عدم تشدد کیا کرو! عورتوں کی طرح دُور سے

دشمن کو خوب کوسا کرو! خصم حکم دے تو بیویوں کی طرح نافرمانی کرو! تریاہٹ مشہور اور کارآمد شئے ہے اس کو استعمال میں لاؤ! گھر کا راج حاصل کرنا ہے تو گالیوں نافرمانیوں اور شور شر سے خاوند کا وہ ناک میں دم کر دو کہ اُس کی گھر سے دُور رہے بن نہ بنے، وہ عاجز تمہیں طلاق دے کر چلتا بنے اور کسی دوسرے گھر میں جا آرام لے! انصاف سے کہو کہ لنگوٹی پہننے والا ننگ دھڑنگ مہاتما تمہیں اور کیا سکھلاتا ؟ اُس غریب نے اپنی قوم کو کسی اور کام کے لائق نہ دیکھ کر ستیا گرہ، اہمسا، عدم تشدد، ترک موالات، سول نافرمانی وغیرہ وغیرہ کے وہ مضحکہ انگیز اصول "ہندو فلسفہ" کے نام سے جاری کئے کہ ایک دنیا دنگ ہو گئی! امریکہ تک حیران و ششدر رہ گیا! مہاتما کے وجود کو مسیح علیہ السلام کا وجود اور اس کی تعلیم کو مسیح علیہ السلام کی تعلیم سمجھنے لگا! اس کو دنیا کا عظیم الشان انسان قرار دیدیا گیا! ہندو فلسفہ کا ایک مُدت تک وہ رُعب اور وقار قائم ہوا کہ مسلمان تیرہ سو برس تک آزمایا ہوا قرآن اور لاکھوں برس سے تجربہ کیا ہوا اسلام بھول گئے۔ مہاتما نے ایک دنیا کی آنکھیں اندھی کر دیں، دنیا سمجھنے لگی کہ انسان کے پاس تلوار کا ہونا غلط ہے، کمزور کے پاس ہتھیار کا ہونا غلط ہے بھینسے کے سر پر سینگ غلط ہیں، شیر کے پاؤں میں پنجے غلط ہیں، زنبور کے پاس نیش غلط ہے، پرندے کے پاس پَر غلط ہیں، الغرض تلوار کا تمام فلسفہ غلط ہے، پَر، دانت، ناخن، ٹانگیں، ہاتھ پاؤں غلط ہیں، دین فطرت غلط ہے، اسلام غلط ہے۔ یہی وجہ تھی کہ کامل دس برس تک دنیا پر اِس ہندو فلسفے کے غلبے نے ہندوستانی مسلمان سے عجیب و غریب فعل کرائے۔ مسلمان رہنماؤں نے ہندو فلسفہ سے مرعوب ہو کر ماتھوں پر سیندھور کے ٹیکے لگائے، آشرموں

میں ہندوؤں کی راہبانہ زندگی اختیار کرلی ہندوانہ لباس اور ہندوانہ وضع قطع بہ تکلّف بنائی۔ اب بھی کانگریس کے کئی مسلمان رہنماؤں کی وضع قطع بلکہ بود و باش بھی اس قدر ہندوانہ ہے کہ اُن کو ہندو لالاؤں سے تمیز کرنا مشکل ہے۔ یہ سب عمل دین اسلام کی ایک خطرناک توہین تھا مسلمان کی مسلمانی کے شایانِ شان نہ تھا۔ مسلمان اگر اور کچھ نہ دیکھتا تو اپنی زنگ آلود تلوار اور قوم کی مردانہ روایات کو دیکھتا روئے زمین کے نقشے پر اپنے عالمگیر وجود کو دیکھتا خالدؓ اور طارقؒ محمود اور اسمٰعیل شہیدؒ نہیں مصطفٰے کمال اور ابن سعود کو دیکھتا تلک، گوکھلے اور گاندھی پر اُس کی نظر کا جمنا تیرہ سو برس کی بے مثال اسلامی جبروت کی کھلی بے عزتی تھی۔

کانگریس کی غلط بُنیاد

کانگریس کی بنیاد کی پہلی اینٹ ہی غلط اور حصول آزادی کے منافی تھی۔ کانگریس شروع میں سرکار دولتمدار کو ہندوستانیوں کے حقوق کی اطلاع مؤدبانہ ریزولیوشنوں کے ذریعے پہنچانے" کی ایک انجمن تھی، اس میں انجمنوں اور بحث مباحثہ کی مجلسوں کے آئین کے مطابق "جلسے" ہوا کرتے تھے اس میں "ووٹوں" اور "کثرت رائے" کے ذریعے سے کاغذوں پر حکومت کو دھمکیاں دی جاتی تھیں، اس کے پاس نہ کوئی مجاہدانہ طاقت تھی، نہ لڑنے کے لئے تلوار۔ پتلے اور پست قد، کمزور جسم اور دائم المریض، عینکیں لگائے ہوئے اور مغربی تعلیم کے بچھڑے ہوئے نامرد بابو اس کانگریس کو چلانے والے تھے! اس زنانہ ڈیبیٹنگ کلب (DEBATING CLUB) کے لئے حصول آزادی

کا دعوے کرنا چھوٹا مُنہ اور بڑی بات تھی۔ انجمنوں کے کمروں کو جنگ کے میدانوں سے دُور کا واسطہ بھی نہ ہو سکتا تھا۔ گاندھی ایک نیا بابو اُسی وضع قطع کا میدان میں آیا اور اس کریلے کو اور نیم چڑھا کر گیا۔ انجمنوں اور مجلسوں کا کیرکٹر کسی مرحلے پر بدل دینا محال ہے۔ اور اگر مہاتما کی بجائے مصطفےٰ کمال یا کوئی اور مردِ میدان ہوتا تو کانگریس کو یک قلم توڑ کر حصول آزادی کی بنیادیں کسی اَور نظام پر رکھتا۔ اب کانگریس لاکھ اُچھلے اور کُودے نری انجمن اور ڈیبیٹنگ سوسائٹی ہی رہے گی، نری کاغذی گھوڑے دوڑانے والوں کی مجلس رہے گی! اُس کی موت کا نقارہ بج چکا ہے لیکن اگر وہ آگے چل کر کچھ کرے گی تو پھر اسی ہندو فلسفے کو کسی اور رنگ میں پیش کرے گی اور انگریز ہنسیں گے کہ غلام قوم کے دماغ کس قدر نارسا ہیں، اور انجمن سازیوں کے نتیجے اُن کے حق میں کیا خوشگوار ہیں!

کانگریس کے نقصانات

اس وقت جو خطرناک نقصان اسلامی سیاست کو ہندو کانگریس سے پہنچ رہا ہے یہ ہے کہ قوم کے سامنے ہر رنگ میں وُہی ہندو فلسفہ پیش پیش ہے۔ قانون حکومت کو توڑنے کی ناکام آرزو میں جیل خانوں میں جانا، گولیوں کے لئے سینے سامنے کر دینا، دشمن کو کچھ نقصان نہ پہنچانا اور آپ فنا ہو جانا، لڑائی میں صرف مرنے کے لئے جانا، جتھے بھیج کر گرفتار ہو جانا، جیل خانوں اور قید کو باعث عزت سمجھنا، سول نافرمانی سے اپنے مطالبات کے پورے ہونے کی امیدیں رکھنا، نعروں سے آسمان سر پر اُٹھا لینا، جلوس نکالنا، ہڑتال کرنا، احتجاج کے ریزولیوشن پاس کرنا

وغیرہ وغیرہ ہر اسلامی، مذہبی اور سیاسی تحریک کے دستور العمل کا لُبِّ لباب ہیں۔ مسلمان رہنما اب
اس پروگرام کی تقلید کے سوا کوئی دوسری شے وضع نہیں کر سکتے۔ اسلام کا فلسفۂ عمل مات ہو چکا ہے۔
ہندوانہ طریقِ کار قوم کے ذہن پر غالب ہے۔ گاندھی کی ذہنیت مسلمان قوم پر اب تک حاوی ہے۔
مسلمان تیرہ سو برس تک "اسلام" کے معنے **اطاعت اور فرمانبرداری** سمجھکر آج یہ سمجھ نہیں سکتا کہ
وہ جرنیل بڑا **بے وقوف** اور **ناحقیقت شناس** تھا جس نے اپنی فوج کو نافرمانی کا سبق دیا۔
سپاہیوں میں نافرمانی کی ہوا پیدا کرنا خواہ وہ **نافرمانی** دشمن ہی کی کیوں نہ ہو بڑا خطرناک سبق
ہے۔ سپاہی کو غالب کرنے کے لئے **اطاعت** اور صرف اطاعت کا سبق دیا جا سکتا ہے، صرف
فرمانبرداری سکھلائی جا سکتی ہے، اس کو نافرمانی کی ہوا کھلانا اپنے نظام کو تباہ کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے
کہ آج جبکہ کانگریس شکست کھا چکی ہے، کانگریس کا ہر سپاہی اپنے گھر میں سول نافرمانی کر رہا ہے،
کانگریس کے اندر سول (یعنی خانگی) نافرمانی کی روح گھر کر چکی ہے۔ بیٹا باپ سے نافرمانی کر رہا ہے
بیوی خاوند سے اینٹھ رہی ہے، ستیا گرہ ہر گھر میں قائم ہو رہا ہے۔ اگر غور سے دیکھو تو سپاہی کی
اپنے جرنیل کی کامل **اطاعت** در اصل دنیا کے تمام باقی جرنیلوں کی **نافرمانی** ہی ہے، اسی طرح اللہ
کی کامل فرمانبرداری در حقیقت شیطان سے کامل برگشتگی ہی ہے مگر اسلام نے مسلمان کو شیطان کی نافرمانی
پر زور دینے کی بجائے اللہ کی **اطاعت** ہی کا سبق دیا یہ اس لئے کہ اطاعت لامحالہ ایک روحانی عمل،
اور نافرمانی ایک **شیطانی جذبہ** ہے۔ کانگریس نے اپنے رہنما کی اطاعت کی روحانیت پیدا کرنے کی
بجائے اپنے دشمن کی نافرمانی کی شیطنت پیدا کرنے کا تہیہ کر کے ملک میں ابتری پھیلا دی۔ اگر سپاہی
کو اطاعت کا سبق ملتا تو وہ ہر جگہ اطاعت ہی کرتا، اس کو نافرمانی کا سبق ملا اب ہر جگہ نافرمانی ہی کر رہا ہے

تیرھواں باب

خاکسار تحریک کی مردانہ صفات اور کانگریس

الغرض خاکسار تحریک ایک مردانہ تحریک ہے، مردانہ وار حرکت اور مجاہدانہ زندگی ہے، بے خطر تقدم اور بے خطا سبقت ہے، حکومت اور بادشاہت کے لئے بے گمان تیاری اور روحانیت اور طاقت کے لئے بلا واسطہ وسیلہ ہے، مردوں اور شیروں، سپاہیوں اور لڑاکوں کی تحریک ہے، عورتوں اور بیویوں، زنانوں، لڑکوں اور بُزدلوں کی تحریک ہرگز نہیں! اس تحریک کا ہر فعل مردانہ ہے۔ اس کا بازاروں اور میدانوں میں کھڑے ہونا مردانہ فعل ہے، ہر وقت چاق چوبند رہنا مردانہ ہے، امیر اور غریب، عالم اور جاہل، چھوٹے اور بڑے کا ایک قطار میں حوصلے سے کھڑے ہو کر ایک ہو جانا مردانہ ہے، سینہ اُبھار کر نظریں اونچی کر کے بے خوف و خطر چلنا مردانہ ہے، سپاہیوں کی طرح بے خطر مارچ کرنا مردانہ ہے، ایک نظام سے چلنا اور ٹھہرنا مردانہ فعل ہے، خاموش اور خطرناک، خاکسار اور خوددار ہونا مردانہ ہے، مار نہ کھانا اور مارنے کی تیاری کرنا مردانہ فعل ہے، دشمن سے دوستی، غیر و خویش سے رواداری، دلوں میں فراخی، ذہنوں میں بلندی، کمزور پر رحم اور زور آور سے بزور مساوات پیدا کرنا مردانہ فعل ہے، آپس میں ایثار

قربانی کا وسیع جذبہ اخوّت کا بڑا احساس اور خدمت کا بے پناہ حوصلہ رکھنا مردانہ فعل ہے، قوم سے کچھ نہ مانگنا اور قوم کو منظم کر دینا مردانہ فعل ہے ہر شخص کا آپ جان کی قربانی کرنا اور بوقت ضرورت اپنے لئے مال کی قربانی بھی خود آپ کرنا مردانہ فعل ہے اپنی مدد آپ کرنا اپنا بوجھ آپ اٹھانا اور کسی شئے کی حاجت کے وقت کسی کے منہ کو نہ تکنا مردانہ فعل ہے خلقت کی خدمت کر کے خلقت سے اُجرت نہ لینا مردانہ فعل ہے خدمت گزار بن کر اور کام کر کے مخدوم اور سردار بننے کی آرزو پیدا کرنا مردانہ فعل ہے نفس کو مطیع کرنا اور خواہشوں کا محکوم نہ بننا مردانہ فعل ہے صرف خدا کا خاکسار بننا اور سب سے بے خوف و خطر کر دینا مردانہ فعل ہے وراثت زمین کو پیشِ نظر اور غلبۂ قوم کو منتہائے کا بنانا مردانہ فعل ہے غلامی اور بے کسی عاجزی اور کمزوری افلاس اور جہالت کے سمے میں قوم کی نگاہیں بلند کر دینا مردانہ فعل ہے ہاں چرخے کے مقابلے میں اس تحریک کا بیلچہ مردانہ ہتھیار ہے مزدور کی شان کو بلند کرنے کے لئے اس کی آن مردانہ ہے! زمین کو تہ و بالا کرنے کے لئے اس کی اُٹھان مردانہ ہے! گھر کے اندر بیٹھ کر چلانے کی بجائے اس کو سرِ بازار اٹھانے کی شان مردانہ ہے! چرخے کو چلانیوالے اُسکو گھروں کے اندر چلا چلا کر زنانہ خصلت بنتے گئے، بیلچے کو اٹھانے والے میدانوں میں اٹھا اٹھا کر قوم کی زنانہ شرموں کو دور کر رہے ہیں اور قوم کو مردانہ قوم بنا رہے ہیں!

مرد و زن میں عام اصلاح کی ہوا

ہم فی الحقیقت اس تحریک میں قوم کے ہر شخص کو مرد بنا رہے ہیں، ہر شخص کو سر بازار بے حجاب کر کے مردانہ قوت اور فعل کی طاقت بھر رہے ہیں، خاکسار اور غیر خاکسار دونوں کو روزانہ اس کے

اپنے محلے میں یاد دلا رہے ہیں کہ مسلمان سپاہی تھا، اسلام سپاہیانہ زندگی ہے مسلمان کو کسی شئے سے عار نہیں، مسلمان مرد ہے، مسلمان مسلح تھا، مسلمان غالب اور فاتح تھا، مسلمان کی نظریں اونچی ہؤا کرتی تھیں، مسلمان ایک لڑی میں پرویا ہوا تھا، مسلمان اپنے خدا کا مطیع تھا، اپنے سردار کا مطیع تھا، خاموش رہا کرتا تھا، آجکل کے نابکار لیڈروں کی طرح اس کے مختلف رستے نہ تھے، ایک رسّی کو پکڑے رکھتا تھا، ایک خدا، ایک رسول، ایک کتاب اور ایک مآل رکھتا تھا، خاموش سنتا اور خاموش کرتا تھا، مسلمانوں کے جلسوں میں آجکل کی طرح کوّوں کی کائیں کائیں نہ تھیں، لیڈروں کا بھانڈوں کی طرح ناچنا یا کتوں کی طرح لڑنا نہ تھا، صرف ایک آواز اور اُس آواز پر عمل تھا، مسلمان عورتوں کو گویا ان کے گھروں کے اندر گھس کر بتلا رہے ہیں کہ تمہارے خاوند اور بھائی اور بیٹے سپاہی ہوا کرتے تھے، اب گلی میں قدموں کی ٹھک ٹھک اور بگل کی آواز سے سن لو کہ پھر سپاہی بن رہے ہیں، ان کو تم عورتیں میدان جنگ میں اکسا اکسا کر اور طعنے دے دے کر بھیجا کرتی تھیں، فتح حاصل کرنے کے بغیر ان سے راضی نہ ہوتی تھیں، تم ان کے ہتھیاروں کو گھروں میں سجا سجا کر رکھتی تھیں، گیت گا گا کر صاف کیا کرتی تھیں، تمہاری ٹھمریاں اور تمہارے دُہرے اسی جنگ و عشق کے رنگ میں تھے، تمہارے ڈھنگ زندہ قوم کے ڈھنگ تھے، تمہیں اپنے مردوں کے سپاہی ہونے پر ناز ہوا کرتا تھا، تم اپنے خاوندوں کے زخموں کے نشانوں کو خلوت کے وقت چوما کرتی تھیں، تمہارے منگیتروں کے سپاہی ہونے کی خبر تمہارے گالوں کو لال کر دیتی تھی، تمہاری سہیلیوں کو سُن سُن کر رشک آتا تھا، اب خاکسار کا بگل پھر وہی کئی سو برس پہلے کی جنگی آواز ہے، تم اس آواز کو پھر سنو اور بے خبری میں بھڑک نہ اٹھو، تمہاری ادنےٰ سی معشوقانہ ادا

اور نرم سا معصومانہ اشارہ مسلمان مرد کو سر سے پاؤں تک پھر ہشیار کر سکتا ہے، تمام قوم کی رگِ غیرت تمہارے ہلکے سے طعنے پر پھر پھڑک سکتی ہے! مسلمان عورت آج کئی سو برس کے بعد پھر اپنے گھر میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہی ہے کہ مرد کو سپاہی ہونا ہی سجتا ہے، وہ اس کی بیٹی اور وردی کو دیکھ کر حیران ہے، اس کی چستی اور چالاکی کو دیکھ کر متعجب ہے، اس کے بیلچے کو دیکھ کر شرماتی سی ہے، خاکسار فوجی سلام کرتا ہے تو ہنس پڑتی ہے لیکن اس ہنسی، اس تعجب، اور اس حیرانی میں صدیوں کی بھول کے بعد وہ خاموش بیداری ہے جس کو ہزار برس کی واعظانہ نشر و تبلیغ کبھی پیدا نہیں کر سکتی!

مسلمان عورت کو زندہ کر دینے والا سبق

ہم ہر مسلمان عورت کو کئی سو برس کے بعد پھر یہ سبق دے رہے ہیں کہ جہاں انسان کا وجود اور اس کی پرورش یکسر تمہاری وجہ سے ہے، جہاں اس کی زندگی اور زندگی کا آرام تمہاری ہی رحمت اور رافت سے ہے، جہاں تمہارے نرم نرم ہاتھوں کی تھپک تھکے ہوئے جسم میں راحت اور تمہاری مست کر دینے والی حرکتیں انسان کے سازِ زندگی پر پیہم مضراب ہیں وہاں قوموں اور اُمتوں کی زندگی بھی تمہارے ہی اشاروں سے ہے! تم اپنے ادنٰے سے اصرار اور چھوٹی سی تکرار سے قوم کے مردوں میں وہ بے پناہ عزم، وہ عالمگیر اور آسمان رس حوصلے، وہ کوہ شکن ارادے پیدا کر سکتی ہو کہ ان کے سامنے پہاڑ پانی ہو جائیں دریا پھٹ جائیں! تمہاری پسندیدگی انسان کے رہوارِ عمل کے لئے مہمیز کا کام دیتی ہے، تمہاری ناخوشی معمولی مرد کے

راہ سعی میں سدِ سکندری کا حکم رکھتی ہے تم باعثِ ایجادِ انسان ہو اسی لئے امّت میں صحیح معنوں میں مرد پیدا کرو۔ تمہارا بڑا فخر یہ ہے کہ تمہارے بیٹے تمہارے خاوند تمہارے بھائی مرد ہوں وہ دنیا میں خون اور آگ سے کھیلا کریں تلواروں اور نیزوں بندوقوں اور توپوں سے لیس ہوں کمزور کی حفاظت تمہاری شہ سے ہو زور آور سے مقابلہ تمہارے اشارے پر ہو حمایت کے لئے اُکسانا تمہاری فطرت میں داخل ہے مرد میں شجاعت اور حماست پیدا کرنا تمہاری چتون کا ادنےٰ کرشمہ ہے "لستم بعولتنا اذا لم تمنعونا"* کا مقولہ تمہاری ہی زبان سے سجتا ہے دنیا میں تمام جنگ وجدل کی بنا تمہاری حفاظت ہے میدان جنگ میں زخم اور خون کے دریا تمہاری وجہ سے ہیں اور پھر دریا بہا کر ان زخموں پر مرہم رکھنے والے تمہارے ہی ہاتھ ہیں تم گھروں کی ملکہ ہو اور گھر وہ قلعے ہیں جن کی حفاظت اور درستی کے لئے دنیا میں تمام اتحاد و اتفاق تمام سعی و عمل کا سلسلہ قائم ہے! قوم کا بننا تمہی سے ہو سکتا ہے قوم تم سے پیدا ہوئی ہے اور قوم کو قائم کرنا بھی تمہارا ہی کام ہے! تم اپنے مردوں کو سپاہی بنا دو پھر دیکھو قوم کیونکر نہیں بنتی!

کانگریس کی ناکامی کے وجوہ

المختصر خاکسار تحریک قوم کے ہر فرد اور ہر مرد و زن میں سپاہیانہ احساس پیدا کر رہی ہے ہر مرد و زن کے دل میں یہ حس پیدا کر رہی ہے کہ ہم اُمت کی حفاظت کے لئے

---

* ترجمہ:- تم ہمارے خاوند نہیں اگر ہماری حفاظت نہیں کرتے۔

کھڑے ہیں دشمن کو شکست دینے کے لئے اور زورآور کے زور توڑنے کے لئے ہیں، ہر فرد و بشر کے
دل میں جو داخل ہوتا ہے مردی اور مردانگی پیدا کر رہی ہے مردی اور مردانگی کے ساتھ
غالب بننے کی روحانیت پیدا کر رہی ہے ہم اس حرکت میں ہر شخص کو باخدا بننا سکھلاتے ہیں،
خدا کی طرح زمین پر لاشریک بن کر رہنا خدا کی طرح جبّار اور قہّار بننا خدا کی طرح رحم اور رافت کے
جذبات رکھنا خدا کی طرح قوی اور عزیز ہونا خدا کے حکم کے مطابق اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ اور رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ
بننا خدا کے کہے پر بے اجرت خدمت کرنے کا جذبہ پیدا کر رہے ہیں۔ کانگریس کا رہنما گاندھی صرف
آپ روحانی شخص تھا صرف آپ اطاعت، رحم، رافت، محبت اور خدمت کے جذبات رکھتا تھا،
صرف آپ اپنے نفس کو مارتا تھا صرف آپ مجذوبوں اور عاشقوں کی طرح ننگ دھڑنگ رہتا تھا،
لیکن اس نے قوم کو عاشقی کا شیوہ نہ سکھلایا قوم میں روحانیت اور مجذوبیت پیدا نہ
کی، قوم کو باخدا ہونا قوم میں محبّت رافت اور باہمی خدمت کے جذبات پیدا کرنا نہ سکھلا سکا قوم
کو "مسلّم" اور "مطیع" نہ بنا سکا اُلٹا قوم کو نافرمانی اور شیطنت کا سبق دیتا رہا اس کو سپاہی نہ بنا
سکا سپاہیوں کو نافرمانی سکھا کر ایک دوسرے کے مخالف بنا گیا اب ہندو اور مسلمان ایک
دوسرے سے زیادہ جدا ہیں تحریک کانگریس سے پہلے کی نسبت ایک دوسرے کے زیادہ مخالف
ہیں، چونکہ ہندو نے مسلمان کی اور مسلمان نے ہندو کی کوئی عملی خدمت نہ کی تھی اس لئے اب ہندو
مسلمان کا کچھ ممنون، اور مسلمان ہندو کا کچھ شکر گذار نہیں، چونکہ اتحاد نظری اور سطحی پالیسی پر مبنی،
اور وہمی تھا، اب ہندو اور مسلمان ایک گلاس میں پانی پی لینے کے بعد ایک دوسرے کو اور
کوس رہے ہیں مسلمان اپنے ماتھے پر ٹیکا لگانے کا افسوس کر رہا ہے ہندو اپنے بھرشٹ ہوجانے کا

ماتم کر رہا ہے! اگر ہندوستان کے سب لوگ اور کچھ نہ سہی صرف گاندھی کی طرح ننگ دھڑنگ ہو جاتے سب کے سب صرف ایک لنگوٹی پہن کر اپنے نفس کی اصلاح مہاتما کی طرح کر لیتے تو آج تمام ہندوستان آزاد ہوتا انگریز کی نفاست اور وجاہت پسندی تیس کروڑ انسانوں کو ننگا دیکھ کر ان کو اس "ننگِ تہذیب" ملک سے سمندر پار بھاگنے پر مجبور کر دیتی۔ کانگریس کا رہنما اس لئے کامیاب نہ ہو سکا کہ عوام میں اصلاح نفس پیدا نہ کر سکا بتیس کروڑ انسانوں کی متفقہ روحانیت کا زور نہ دکھا سکا۔ وہ غلط سمجھا کہ آزادی جیل خانوں میں جا کر ملا کرتی ہے نہ سمجھ سکا کہ ادنےٰ سے ادنےٰ جرنیل کا پہلا فرض دشمن سے اپنے سپاہیوں کو بچانا ہے دشمن کو اپنے سپاہی سپرد کرنا ہرگز نہیں، غلط سمجھا کہ انگریز خاوند اور رعیّت بیوی ہے غلط سمجھا کہ انگریز میں زنانہ ذہنیت ہے وہ رعیّت کو تکلیف دینے کے بعد عاشقانہ لطف وکرم کرے گا رعیّت کو ناراض دیکھ کر صلح کر لے گا وغیرہ وغیرہ۔ خاکسار تحریک کی پہلی اور آخری تعلیم یہ ہے کہ مردِ میدان بنو، روحانی بن کر بے پناہ زور پیدا کرو آزادی صرف میدانِ جنگ میں ملا کرتی ہے اس بنا پر میدان جنگ کے لئے صرف جنگی طاقتیں پیدا کرو سب سے پہلے تمام مخالف قوّتوں کو اپنے حُسنِ اخلاق اور خدمتِ خلق سے رام کرو جو روحانیت سے رام نہیں ہوتا اس کو کچلنے کے لئے بے پناہ مادی زور جمع کرو، تشدّد کرنے والے کے خلاف تشدّد کی تیاری کرو عدم تشدّد، اہمسا، سول نافرمانی، قید و بند، عجز، دریوزہ گری اور مانگ کر آزادی لینے کا فلسفہ سرتاپا غلط ہے! روحانیت سے مادی زور کا پیدا ہو جانا یقینی ہے، اور مادی زور کا روحانیت کے بغیر پیدا ہونا محال ہے!

دوسری تحریکیں

کانگریس تحریک کے ماسوا ہندوستان کے طول وعرض میں کوئی ایسی قابل ذکر تحریک مسلمانوں یا ہندوؤں میں پیدا نہیں ہوئی جس نے حصول آزادی کے ادنےٰ سامان بھی پیدا کئے ہوں۔ خلافت، ہجرت اور سُرخ پوشی کی تحریکیں بلاشبہ بڑی اور قابل ذکر تحریکیں تھیں لیکن کانگریس کی تحریک یا خود ان کی وجہ سے پیدا ہوئی یا وہ خود کانگریس کی وجہ سے شروع ہوئی تھیں اور کانگریس کے زوال کے ساتھ ساتھ فنا ہو گئیں۔ خاکسار تحریک کی ابتدا اپریل ۱۹۳۱ئ میں کانگریس کے زوال کے بعد ہوئی تھی ۱۹۳۲ئ کے وسط میں کانگریس کے بعض ادنےٰ درجہ کے تنخواہ دار کارندوں نے کانگریس میں مزید نفع نہ دیکھ کر پنجاب کے ایک بڑے حصّے میں "آزادی" کے نام پر مسلمانوں میں کئی نمائشی ہنگامے پیدا کئے، ہزارہا مسلمانوں کو جوش دلا دلا کر چندے وصول کئے، صدہا کو حکومت سے دردناک طور پر ٹکرا کر ان کے گھروں کو برباد اور ویران کیا، اپنا نام زبانی جمع خرچ کے طور پر "حُر" یعنی آزاد رکھا، سادہ لوح مسلمانوں کو کئی دفعہ آزادی کی امّید پر ہم آہنگ کیا، لیکن یہ بانیان تحریک پیشہ ور کرایہ داروں یا ہوشیار جاہلوں کی ایک ملی بھگت تھی جن میں مولویّت کی بے علمی کے علاوہ انتہائی درجہ کا لفنگ پن بھی تھا۔ ان لوگوں کا منتہا چونکہ روپیہ کمانے کے سوا کچھ نہ تھا، قوم کو ایک قدم آگے نہ بڑھا سکے ایک مخلص کارکُن پیدا نہ کر سکے۔ بعض کو شک ہے کہ ان کی ساز باز دراصل حکومت سے تھی کیونکہ انگریز کو ان کی حرکتوں سے خلاف امید نفع پہنچتا رہا، سرسید احمد خاں، نواب وقار الملک اور

سر آغا خاں کی لیڈری کے بعد بھوکے بے علم اور بے رحم رہنماؤں کی یہ وبا ہندوستانی مسلمانوں کے خطرناک زوال کی ایک اور علامت تھی لیکن ان لوگوں کا اثر اکثر زائل ہو چکا ہے اور کوئی اُمید نہیں کہ اب مسلمان ان کی یا کسی پیشہ ور لیڈر کی سرداری قبول کریں۔

کانگریس، خلافت اور سُرخ پوش تحریکیں حکومت سے ٹکرانے کا فوری منتہا رکھنے کے باوجود قوم میں سپاہیانہ تربیت نہ پیدا کر سکیں، خاکسار تحریک کا فوری منتہا حکومت سے ٹکرانا نہیں لیکن اس کا ہر رُکن سپاہی ہے اور تحریکیں اسی جدّوجہد میں فنا ہو گئیں کہ وہ بالآخر قوم میں سپاہیانہ قوتیں پیدا کر دیں، خاکسار تحریک کی ابتدا سپاہی بننا ہے، جہاں اوروں کا انجام ہو سکتا تھا وہاں ہمارا آغاز ہے جہاں اوروں کی یے ہے وہاں ہمارا الف ہے! خاکسار تحریک کا مُبتدا اگر یہ ہے تو سوچ لو کہ اس کا منتہا کیا شاندار ہو گا!

چودھواں باب

کامیابی کا آخری علاج

خاکسار تحریک کی ضرورت

۱۹۰۷ء سے لے کر آج تک ہندوستان میں کئی تحریکوں کے ناکامیاب چلنے کے بعد خاکسار تحریک کی ضرورت اور ایجاد کا باعث اب بالکل واضح ہے۔ پہلی تحریکیں صرف کسی نہ کسی ہنگامے پر مبنی تھیں، انگریز کے کسی مفروضہ یا غیر مفروضہ "ظلم" کی بنا پر اٹھی تھیں، انگریز کے جور و ستم کا احساس یا انگریز کی جنگ عظیم میں خلاف امید فتح کا رنج، بلکہ حسد لوگوں میں پیدا ہوا تو بے قدر و قیمت مجاہروں (AGITATORS) یا نادور اندیش رہنماؤں نے موقع کو غنیمت سمجھ کر رعیت کے انتقامی جذبات کو بھڑکایا۔ اس بھڑک میں بے بس اور بے ہتھیار، نامنظم اور سادہ لوح رعیت کو منبر پر چڑھ کر یہ دھوکہ دیا گیا کہ "تم تیار فوج" ہو، نہایت مظلوم ہو، گو بہ عاجز ہو، ۱۸۵۷ء کا ہنگامۂ غدر پھر برپا کر سکتے ہو، برسات کے کیڑوں کی طرح لاتعداد ہو، دنیا کے سب سے بڑے اور دولتمند ملک میں رہنے کے باوجود خوشحال نہیں، تمہارے ملک کے پچاس فیصدی لوگوں کو دو وقت کی روٹی نصیب

نہیں، انگریز سب کچھ لوٹ کر ملک کو کنگال کر چکا ہے اسی لئے تم اگر چاہو تو اپنی عاجزی میں پنجوں سے شیر کی آنکھیں نکال سکتے ہو۔ تم پینتیس کروڑ اگر صرف پاجامے کھول دو تو یہ انگریز تمہارے پیشاب میں بہ جائیں، اگر چاہو تو صرف پھونکوں سے ان کو بمبئی کے پار اڑا دو! پینتیس کروڑ رعیت پر ایک لاکھ نفر سمجھوتے کے بغیر کیونکر حکومت کر سکتے ہیں، کیونکر ایک دن راضی کئے بغیر رہ سکتے ہیں"! الغرض ان لوگوں نے اپنے جوش میں فتح کے یہ پھسپھسے اور نا نتیجہ خیز طریقے وضع کر کے اپنے نفس اور قوم کو دھوکہ دینا چاہا، انگریز کی بلند ہمت، اس کے بلند عزم اور بلند کیریکٹر کا کچھ مطالعہ نہ کیا۔ انگریز کی ڈھائی سو برس کی ہندوستان گیری کی تاریخ٭ کو نہ دیکھا، انگریز کے گھر کے بھیدی کچھ نہ بنے، انگریز کے بے مثال ہنر، اس کی بے پناہ بری اور بحری قوت، اس کے بے گمان قومی ایثار اس کی ضدی اور ضد کے باوجود ٹھنڈی طبیعت کی طرف دھیان نہ کیا، نہ سمجھا کہ وہ اس

٭:- انگریزوں کے ہندوستان پر قبضہ کرنے کی مختصر اور عبرت انگیز تاریخ یہاں پر لکھ دی جاتی ہے کہ لوگ اس قوم کے حیرت انگیز عزم اور استقلال سے جو انھوں نے ڈھائی سو برس میں ظاہر کیا عبرت حاصل کر سکیں اور اپنے ارادوں کو مضبوط کر کے قوم کو فتح و ظفر کی منزل تک پہنچا سکیں۔ ۱۶۰۰ء میں ملکہ الزبتھ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو ہندوستان میں تجارت کرنے کا پروانہ عطا کیا۔ آٹھ سال بعد انگریزوں نے اپنی پہلی کوٹھی سورت کے مقام پر تجارت کرنے کے بہانے سے قائم کی۔ ۱۶۲۵ء میں مسولی پٹم میں انگریزی کوٹھی قائم ہوئی۔ ۱۶۳۳ء میں بالاسور اور ہگلی یعنی کلکتہ میں کوٹھیاں قائم ہوئیں۔ دو برس بعد انگریزوں نے مدراس کا مقام خرید لیا۔ ۱۶۶۱ء میں بمبئی کا جزیرہ جہیز میں ہاتھ آیا۔ اسی سال انگریزوں نے انگریزی آبادی میں تبادلہ کے لئے اپنا سکہ جاری کیا۔ ۱۶۸۶ء میں انگریزوں نے اپنے بادشاہ جیمز سے ہندوستان کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت حاصل کی گویا پروانہ تجارت حاصل کرنے کے اسی برس بعد انگریز جنگی قوم بن گئے۔ ۱۷۰۰ء میں یعنی پورے سو برس بعد کلکتہ میں انگریزوں نے مشہور قلعہ فورٹ ولیم تعمیر کیا۔ ۱۷۴۶ء میں انھوں نے فرانسیسی جرنیل ڈوپلے کی تقلید کر کے فوج میں ہندوستانی سپاہی بھرتی کئے اور ان کو بھی قواعد سکھلانی شروع کی۔ ۱۷۵۷ء میں پلاسی کی مشہور لڑائی ہوئی جس کے باعث انگریزوں کے قدم تمام بنگال میں جم گئے۔ ۱۸۰۵ء تک بنگال، اودھ، یو۔ پی، اڑیسہ، تمام احاطہ مدراس، ساحل مالابار اور سندھ پر قبضہ ہو گیا۔ ۱۸۴۶ء میں انگریزوں کی سکھوں سے آخری مٹھ بھیڑ ہوئی اور تمام پنجاب ہاتھ آیا۔ ۱۸۵۷ء میں ہندوستانی فوج نے عام بغاوت کی۔ ۱۸۵۸ء میں دہلی فتح ہوا اور مغل سلطنت کا چراغ گل ہو گیا گویا پروانہ تجارت حاصل کرنے کے بعد انگریزوں کو ہندوستان پر مکمل قبضہ کرنے میں دو سو ساٹھ برس لگے! فاعتبروا یا اولی الابصار۔

وقت ان خوبیوں کی وجہ سے بادشاہ ہے خدا کی مرضی اور پسندیدگی کے باعث حکمران ہے
انگریز کو ہندوستان سے نکالنا اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ یہ پینتیس کروڑ قوم خدا کی
نظروں میں انگریز سے ہر لحاظ سے بہتر نہ ہو جائے۔ الغرض یہ ہنگامی تحریکیں کسی نہ کسی بڑے اور
ہنگامہ خیز مقصد کو سامنے رکھ کر پیدا کی گئی تھیں، انگریز کا کوئی ظلم نمایاں ہوتا تو یہ گھات میں بیٹھے
ہوئے شکاری لیڈر جھٹ میدان میں کود پڑتے، اس نمایاں ظلم کو دور کرنا قوم کا "مقصد" قرار
دے کر ایک رات کے اندر اندر اس کو اپنے گمان میں "تیّار فوج" بنا دیتے، وہ "مقصد" خود بخود
ہزاروں اور لاکھوں کو آرام کے گوشوں سے یک دم باہر نکالتا، چند لمحوں کے اندر اندر یہ میدان
نادیدہ رنگروٹ دنیا کی سب سے بڑی طاقتور قوم کی توپوں اور بندوقوں کے بالمقابل آ ڈٹتے
اور چند لمحوں کے اندر اندر برسات کے کیڑوں کی طرح ہلاک ہو جاتے۔ مہاتما گاندھی نے بالآخر اپنے
نفس کو اس قدر دھوکہ دیا کہ رعیّت کا برسات کے کیڑوں کی طرح ہلاک ہو جانا یا قید ہو جانا
ہی "قومی فتح" سمجھ لیا، تین سو برس کی رات دن کی محنت سے تیار ہوئی ہوئی فوج اور قوم کے
مقابلے میں ایک رات کے اندر اندر بھڑکائے ہوئے بھیڑوں کے گلّے کو لا کھڑا کرنا اور ایک ہنگامی
اور فوری مقصد کو سامنے رکھ کر قوم سے دائمی حرکت بلکہ ہندوستان پر حکومت کرنے کی
دائمی اہلیت پیدا ہونے کی توقع رکھنا پرلے درجے کی حماقت اور مسخرہ پن ہے جس کو ہندوستان
کا بڑے سے بڑا لیڈر آج تک نہیں سمجھا۔

ہندوستان کا ایک لیڈر آج تک نہ سمجھ سکا کہ ہیرے کو ہیرا ہی کاٹتا ہے لوہا لوہے سے
ہی کاٹا جا سکتا ہے اس لئے انگریز سے عہدہ برآ ہونے کے لئے انگریزی طاقت حاصل کرنا

ضروری ہے۔ نہ سمجھ سکا کہ کسی طاقت نے آج تک اپنی فوج اعلانِ جنگ کے بعد نہیں بنائی کوئی حکومت خاص مقصد سامنے رکھ کر سپاہی بھرتی نہیں کرتی ہر حکومت اور طاقت اپنی فوج پہلے سے اور بغیر مقصد ظاہر کرنے کے تیّار رکھتی ہے، وہ فوج "ہر مقصد" کے لئے جو سامنے آجائے تیار ہے۔ سپاہی کو ایک خاص مقصد کے لئے تیار کرنا دراصل چند لمحوں کے لئے ایک عارضی اور غیر مستقل، کمزور اور ناکامیاب طاقت پیدا کرنا ہے، جو فوج کسی ایک مقصد کے لئے جمع ہو گی اس مقصد کے حاصل ہونے یا شکست کھانے کے بعد خود بخود بکھر جائے گی! سپاہی کے اخلاق کا بڑا جُزو توکّل ہونا چاہئے، اس کو معلوم نہ ہو کہ کب لڑنا، کس سے لڑنا، اور کس وقت تک لڑتے رہنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی پچھلی پچاس برس کی سب حرکتیں نامراد گئیں، وہ ہندوستان کو منزل مقصود تک اس لئے نہ پہنچا سکیں کہ اُن کے بھرتی کئے ہوئے سپاہی کسی خاص مقصد کو پیش نظر رکھ کر بھرتی ہوئے تھے، جنگ سے چند لمحے پیشتر بھرتی کئے گئے تھے، نامنظم تھے، ہنگامی اور انتقامی جذبے رکھتے تھے، صبر اور استقلال کے خوگر نہ تھے، اطاعت امیر اور اتحادِ عمل کچھ نہ سمجھتے تھے۔ ایسی بھیڑ سے کیا بنتا ہے اور وہ بھیڑ دشمن کا کیا بگاڑ سکتی ہے۔ دشمن نے مُسکرا کر ان سب کو جیل میں بھیج دیا اور قصہ ختم ہوا۔

خاکسار تحریک دائمی طاقت ہے

خاکسار تحریک کی ضرورت آج اس لئے ہے کہ ہندوستان کی باقی سب تحریکیں ناکامیاب ہو چکیں، سب کی "فوجیں" اور "سپاہی" بکھر چکے، اب ایک نہ بکھرنے والی اور صحیح معنوں میں ہر مقصد

کو حل کرنے والی مستقل اور تیار فوج کی ضرورت ہے تاکہ ہر دشمن کے بالمقابل ہر وقت ڈٹی رہے
انگریز کے سپاہی کو معلوم نہیں کہ اٹلی سے لڑائی کے لئے بھرتی کیا گیا ہے یا جرمنی سے وہ ہر
نوع اور بہر حالت تیار ہے اور صرف حکم کا بندہ ہے بعینہ اسی طرح خاکسار کو معلوم نہیں کہ دنیا
میں اُس کے کھڑے ہونے کا کیا مقصد ہے وہ ہر مقصد کے لئے تیار ہے اور حکومت کی فوج
کی طرح اپنی قوم کا ہر آن محافظ ہے۔ خاکسار کو حکم کی نوعیت سے بحث نہیں، نفسِ حکم سے
بحث ہے۔ جب حکم مل گیا خاکسار کا کام صرف اُس حکم پر عمل کرنا ہے۔

خاکسار تحریک پیدا نہ ہوتی اگر پہلی تحریکیں دردناک طور پر ہنگامی بن کر فنا ہو جاتیں۔
قوم کی کامیابی کا راز ایک ایسی حرکت میں ہے جو دائمی ہو بے غرض و بے مقصد ہو، سالہا سال
کی تربیت اور عمل سے پیدا ہوئی ہوئی ہو قانون وقت کے خلاف نہ ہو ہر دشمن کو اُس کی قوت
ہر دم محسوس ہوتی رہے، ہر دشمن اس سے ہر لحظہ خوف زدہ رہے کوئی دشمن اس کو چھیڑنے کی مجال
نہ رکھتا ہو قوم کی بڑی سے بڑی مشکل صرف اس کے موجود ہونے سے حل ہوتی جائے حتی الوسع
کسی سے نہ ٹکرائے لیکن جس وقت کسی سے ٹکرانا اٹل ہو جائے اس کو پاش پاش کر دے۔ قوم کبھی
کامیاب نہیں ہو سکتی، نہیں مسلمان کبھی مسلمان نہیں ہو سکتا، نہیں اسلام اور قرآن پر کبھی عمل
نہیں ہو سکتا جب تک مسلمان مذہب سمجھ کر پھر ایسی حرکت پیدا نہ کریں۔

خاکسار تحریک پچھلی تمام تحریکوں کا نچوڑ ہے

خاکسار تحریک پچھلی تمام تحریکوں کی غلطیوں اور غلط اندازوں کو پیش نظر رکھ کر قائم کی گئی

ہے، پچھلی تمام تحریکوں کی خوبیاں اور اچھائیاں اس میں شامل ہیں، پچھلی سب تحریکوں کے تلخ تجربوں
کو سامنے رکھا گیا ہے، پچھلی سب تحریکوں کے مقاصد اس میں داخل ہیں لیکن با ایں ہمہ خاکسار کو
جب پوچھا جائے گا کہ وہ کس مقصد کے لئے کھڑا ہے وہ جواب دے گا خدا اور رسول کے لئے، قوم
اور جماعت کے لئے، غلبہ اور بادشاہت کے لئے، صلح اور امن کے لئے، حکم پر عمل کرنے کے لئے،
اللہ کی راہ میں جان و مال دینے کے لئے، ملک کے لئے، بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے، الغرض
اس کا مقصد قوم اور ملک کی ہر گتھی کو مذہب سمجھ کر سلجھانا اور قوم اور ملک کے لئے تیار اور
مطیع فوج بن کر رہنا ہے۔ ہم اس تحریک کے اندر کم از کم دس لاکھ سپاہیوں کی ایک پُر
امن، پابندِ قانون، قواعد دان، مطیع خدا اور منکرِ ماسوا، بے غرض، حکم ماننے والی، خادم خلق، ہندو مسلمان
سکھ پارسی عیسائی اچھوت سب پر مشتمل ایک جماعت تیار کرنا چاہتے ہیں، جو محبت کا عالمگیر جذبہ
رکھتی ہو، جس کا منتہا خدا کے وجود کا عملاً اقرار ہو، جس کو روز قیامت کے واقع ہونے پر منطقی یقین ہو،
جو عمل اس لئے کرے کہ خدا کی نظروں میں پسندیدہ بنے، جس کا روز قیامت پر یقین ہی اُس
کے نیک عملوں کا باعث بنے۔ ہمارے نزدیک اُس شخص سے نیکی کی توقع عبث ہے جو خدا کو نہیں
مانتا، روز جزا کا قائل دل سے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خاکسار تحریک میں غیر قوم کا شخص اُس وقت تک
شامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ خدا اور روز قیامت کا کھلا اقرار مجمع میں نہ کرے۔ ایسا
شخص ہی ہر نیک عمل کو مذہب سمجھ کر کر سکتا ہے اور جب مسلمان خاکسار کے دوش بدوش
ہندو اور سکھ خاکسار نیک عمل کرنے کے لئے تیار ہو گیا، جب ہندو نے مسلمان کو اور مسلمان نے
ہندو کو اپنا خدا اور یوم آخرت کو ماننے والا بھائی تصور کر لیا اور سب کے سب نیک عمل پر متفق

ہو گئے تو میری دانست میں اس ملک کا بیڑا پار ہے۔

خاکسار تحریک اور ہندو مسلم اتحاد

اب بھی مسلمان خاکساروں کی ہندو کی بے لاگ خدمت صدہا ہندوؤں کے دل اس حرکت کی طرف کھینچ رہی ہے۔ ہزارہا ہندو اس تحریک کے سپاہیوں سے دلی انس رکھتے ہیں، ہزارہا اس کے مظاہروں کو دیکھ کر عش عش کر اٹھتے ہیں، ۱۹۳۳ء میں راوی کے سیلاب کے موقع پر لاہور کے کئی سو مسلمان خاکساروں نے دو دن اور رات پانی میں کھڑے رہ کر آٹھ لاکھ مالیت کے مکانوں اور بنگلوں کو غرق ہونے سے بچایا جو ہندوؤں کے تھے، ہندوؤں نے ان کی خاطر تواضع کے لئے کھانے پینے کا سامان تیار کر رکھا تھا لیکن خاکساروں نے بے اجرت خدمت کی اور ہندو اور سکھ دنگ رہ گئے۔ غیر قوموں کی خدمت کے صدہا موقعے آج تک پیش آئے ہیں اور ان کے دل اس عمل سے اس تحریک کی طرف لگ رہے ہیں۔ کانگریس ہندو مسلم اتحاد اس لئے پیدا نہ کر سکی کہ اتحاد کے لئے عمل کی ضرورت ہے۔ جب تک مسلمان عملی طور پر ہندو کی مدد نہ کرے گا، مصیبت میں اس کا ہاتھ نہ بٹائے گا، ہندو کو خدا کی مخلوق نہ سمجھے گا، خدا کو رب العالمین نہ سمجھے گا، جب تک یہ نہ سمجھے گا کہ خدا کا فیض، خدا کی رحمت، خدا کا سورج، خدا کا بادل ہر قوم پر عام ہے اس لئے اس کی خدمت کا جذبہ بھی عام ہونا چاہئے، الغرض جب تک مسلمان کا خلق وسیع اور عالمگیر نہ ہو گا وہ صحیح معنوں میں ہندو مسلم اتحاد نہ پیدا کر سکے گا۔ ہندوستان کی قسمت اسی وقت جاگ اٹھے گی جب یہ پیدا ہو گیا اور خاکسار تحریک کے اندر اس اتحاد کا کافی اور وافی سامان موجود ہے۔

خاکسار تحریک میں جہاں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان رواداری اور اتحاد پیدا کرنے کا کانگریسی نصب العین موجود ہے وہاں اس میں کانگریس تحریک کی باقی سب خوبیاں بھی بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو صرف بیلچے کے سادگی پیدا کرنے والے ہتھیار میں نصف کانگریس موجود ہے۔ جو شخص بیلچہ اٹھا کر سر بازار چلنا گوارا کرے گا اس کو کوٹ پتلون اور نکٹائی سے کیوں سروکار رہے گا، وہ کیوں یورپ کی چمکدار چیزوں کو پسند کرے گا، کیوں ولایت کا بنا ہوا کپڑا پہنے گا، اس کی رگ رگ میں سادگی، اپنے وطن کی بنائی ہوئی اشیاء سے محبت، اپنے ملک کے بنائے ہوئے سوت کی قدر، مزدور سے الفت، کفایت شعاری، سادہ معاشرت، سادہ کھانا، سادہ پہننا، مکمل جسمانی صحت، بلند خیالی (LOW LIVING AND HIGH THINKING) الغرض وہ موجود ہوگا جو کانگریس کے بلند سے بلند نصب العین میں موجود نہیں۔ اسی طرح اگر غور سے دیکھا جائے تو خلافت، ہجرت، سرخ پوش، احرار سب تحریکوں کی بڑی سے بڑی آرزوئیں اور ارمان خاکسار تحریک کے ادنےٰ عمل میں موجود ہیں۔ اگر یہ تحریکیں سب کی سب ناقص اور نامکمل ہونے کی وجہ سے فنا نہ ہو جاتیں تو خاکسار تحریک ہرگز پیدا نہ ہوتی۔ خاکسار تحریک ہندوستان کی پچھلے پچاس برس کی ناکامیوں کا نتیجہ ہے۔ اس کی ضرورت نہ تھی اگر ہندوستان کی جمعیت پے در پے ناکامیاب نہ ہوتی! خاکسار تحریک ہر ممکن مقصد تک پہنچ کر رہے گی کیونکہ یہ کسی خاص یا ایک غرض و مقصد کو پیش نظر رکھ کر شروع نہیں ہوئی نیز اس لئے کہ ہر خاکسار سپاہی بے غرض اور بے مقصد ہو کر کھڑا ہے اس کے اندر کوئی نفسانی غرض قطعاً موجود نہیں!

تحریک کے طے شدہ مرحلے اور فتوحات

اب بھی جب کہ اس کو چلے ہوئے صرف چار سال گذر رہے ہیں، خاکسار تحریک کئی اہم مرحلوں سے گذر چکی ہے، کئی خاموش اور اہم فتوحات حاصل کر چکی ہے۔ امید کے خلاف فتح کی کئی منزلیں طے کر چکی ہے۔ ہم نے مسلمان کے دل میں کئی قرنوں کے بعد آج پھر ہتھیار رکھنے کی محبت پیدا کر دی ہے، ہم نے ہزاروں بلکہ لاکھوں کے دلوں میں سپاہیانہ زندگی کا ارمان پیدا کر دیا ہے، ہم صدہا سالار پیدا کر کے ان کو حکومت کرنے کا ڈھنگ سکھلا رہے ہیں، ہم نے مسلمان کے سامنے بادشاہت اور وراثت زمین کا جیتا جاگتا نصب العین پھر پیش کر دیا ہے، ہم پابندئ وقت اور اطاعت امیر کا تکلیف دِہ اخلاق پھر پیدا کر رہے ہیں۔ ہم خاکسار کو اس کے اصلی اور نبوی مذہب پر پھر چلا کر دلوں میں تسلّی اور مذہب سے اُلفت پھر پیدا کر رہے ہیں، الغرض ہم خُدا اور رسول کے مذہب کو پھر زندہ مذہب ثابت کر کے قرآن کو سرے سے پھر پڑھوا رہے ہیں!

خارجی فتوحات اس سے زیادہ دل خوش کُن ہیں۔ پہلی کڑی منزل یہ تھی کہ حکومت اس تحریک کو سرے سے چلنے نہ دیتی یہ منزل اب گذر چکی ہے حتّٰی کہ صوبہ سرحد میں بھی حکومت مجبور ہو گئی ہے کہ اس کو چلنے دے۔ حکومت صرف اُس وقت دخل دے سکتی ہے جب ہم کوئی شئے خلاف قانون کریں اور خلاف قانون نہ ہونے کا ہم نے اپنے دل میں عہد کیا ہوا ہے۔ طاقت اور نظام پیدا کرنا صرف انگریز کا حق نہیں، ہر قوم کا حق ہے۔ انگریز اس اصول کو کوشش

پسند کرتا ہے اس لئے انگریز ہمارے منظّم ہو جانے پر ناخوش نہیں ہو سکتا۔ ہاں ہم اس منزل سے گذر چکے ہیں۔ دوسری منزل مسلمان کے ہاتھ میں کئی قرنوں کے بعد پھر ہتھیار دینے کی تھی سکھوں نے پنجاب میں کرپان کو بڑی جانی اور مالی قربانیوں کے بعد لیا کئی سال جدّوجہد میں لگے رہے، کئی لڑائیاں حکومت سے لڑیں۔ میں نے صرف اپنی ملازمت قربان کر دی اور بیلچہ مسلمانوں کو خود بخود مل گیا۔ بیلچہ کرپان اور تلوار سے بدرجہا اچھا ہے اور اس میں وہ نری روحانیت اور خدا پرستی موجود ہے جو اور کسی اوزار میں نہیں تیسری منزل سُست اور غافل مسلمان کو، جو اس سے پہلے تنکا دُہرا کرنے کا عزم نہ رکھتا تھا ایک نہایت مشکل اور تکلیف دِہ تحریک سے آشنا کرنے کی تھی الحمد للہ کہ یہ منزل بھی گذر چکی ہے، مسلمان اب غفلت اور سُستی کے نقصانات کو سمجھ رہا ہے تحریک کے فائدہ مند ہونے کا قائل ہے خدا سے اس میں شامل ہونے کی "توفیق" مانگتا ہے خاکساروں کے مظاہروں کو دیکھ کر سبحان اللہ اور جزاک اللہ کہہ دیتا ہے۔ دوسروں کو شوق سے کہتا ہے کہ یہ تحریک ضرور کسی نہ کسی دن رنگ لا کر رہے گی، خود شامل ہوتا ہے، اوروں کو شامل ہونے کی ترغیب دیتا ہے الغرض یہ مرحلہ خوبی سے طے ہو رہا ہے آئے دن ادارہ علیہ میں نئے شہروں اور قصبوں میں حرکت شروع ہونے کی اطلاعیں آتی ہیں۔ چوتھی منزل جس کے بغیر خاکسار تحریک کامیابی کی کسی منزل تک نہ پہنچ سکتی تھی، ہندوؤں اور برادران وطن کو اس تحریک کے متعلق مطمئن کرنا تھا، ہمیں اس بات کا اطمینان دلانا ضروری تھا کہ خاکساروں کی تحریک فرقہ دارانہ تحریک نہیں، نہ اس سے مقصود ہندوؤں کے خلاف چلنا ہے نہ ہندوؤں کی مخالفت کرنا اس کے پروگرام میں داخل ہے۔ تحریک کے ابتدا میں ہندوؤں نے مسلمانوں کے کندھوں پر بیلچے دیکھ کر گمان کیا تھا کہ یہ ان کو مارنے کے واسطے لئے گئے

ہیں۔ ایک مشہور مہا سبھائی اخبار نے بھی تحریک کو حکومت اور ہندوؤں کے خلاف خفیہ سازش کا لقب دے کر خطرناک کہا اور حکومت کی توجہ اس کی طرف دلائی۔ ایک قصبے کے ہندوؤں نے ۱۹۳۱ء میں دستخط کر کے حکومت کی بارگاہ میں محضر نامہ پیش کیا اور کہا کہ عنایت اللہ خان المشرقی کے مکان پر آج کئی ہزار چھُروں (یعنی بیلچوں) کے کئی چھکڑے پہنچے ہیں۔ بیلچہ اٹھانے والے مسلمان قصبے کی گلیوں میں اس زور اور دھماکے سے مارچ کرتے ہیں کہ ہم فدویان میں سے ایک کی استری کا حمل گر گیا ہے۔ ہم اس تحریک کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اس کو بند کر دیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ" لیکن خاکساروں کی خاکساری اور خدمت خلق کو دیکھ کر رفتہ رفتہ ہندو خاموش ہو گئے اور اب ہماری طرف نہ صرف محبت کی بھری ہوئی چشمک بلکہ صاف ہمدردی ہے۔ یہ منزل بڑی کٹھن تھی جو طے ہو چکی ہے اور امید نہیں کہ ہندو کسی منزل پر پہنچ کر ہم کو شبہ سے دیکھیں۔ وہ تحریک کو کھُلے الفاظ میں پسند کرتے ہیں، خاکسار تحریک میں شوق سے اکّا دکّا شامل ہوتے ہیں بلکہ ایک سے زیادہ شہروں میں قریباً اسی وضع قطع پر اُن کے شام کے وقت سپاہیانہ قواعد کرنے کے متعلق سننے میں آیا ہے۔ ہندو اگرچہ فطرتاً سپاہی نہیں، تاجر اور بقال ہے لیکن نقّال ضرور ہے وہ مسلمان کو سپاہی دیکھ کر سپاہی بننا چاہتا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ ہندو قوم کسی بڑے پیمانے پر خاکسار تحریک بطور خود جاری نہیں کر سکتی لیکن چونکہ ہمارا ان کا (اگر تعلقات کی بُری سے بُری تصویر بھی پیش کی جائے) دو سوکنوں کا ساتھ ہے اور دونوں خاوند سے کچھ راضی بھی نہیں اسی لئے خاوند سے بہتر سلوک کی امید تبھی ہو سکتی ہے کہ ہندو خاکسار تحریک میں کثرت سے شامل ہو جائیں۔ خاکسار تحریک کا سلوک ان سے کانگریس کے سلوک سے بدرجہا بہتر رہے گا۔

پختگی کی ایک اہم منزل جس میں سے خاکسار تحریک اب گذر رہی ہے بلکہ گذر چکی ہے مسلمانوں کے نابکار ملاؤں پیشوایان سوء خود ساختہ رہنماؤں اور اپنے زعم میں بلند نشینوں یا کم ظرف محرروں کی "فی سبیل اللہ" مخالفت ہے۔ ملاؤں کی مثال اسلام میں امرتسر کی منڈی کے بزازوں کی ہے کہ جب بازار گرم ہے ہر بزاز دوسرے کے گاہکوں کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور اس سے کتے بلی کا بیر رکھتا ہے لیکن جب تمام منڈی پر کوئی مصیبت آئے تو یہ لوگ آپس میں مل بیٹھتے ہیں اور بڑے خلوص سے پنچائتیں کرتے ہیں۔ خاکسار تحریک سے یہ زعم خود ملا اور سب غرض مند لوگوں کی دکانیں خطرے میں ہیں۔ اسلئے یہ ملا جو آج تک کسی ادنےٰ سے ادنےٰ بات پر متفق نہیں ہوئے اور جن کا شیوہ ایک دوسرے سے الگ رہ کر اپنی دکان سجانا اور ہر دوسری دکان کو برا کہنا ہے آج سب اس طرح متفق نظر آتے ہیں کہ دین اسلام پر گویا ان کا کوئی جھگڑا ہی نہ تھا۔ انکے ساتھ دوسرے غرضمند لوگوں نے اس طرح فارورہ ملایا ہے کہ گویا سب ماں جائے بھائی تھے۔ ایک غرضمند رہنما سے ایک من چلے بہادر نے کچھ مدت ہوئی پوچھا بھائی تم تو ان ملاؤں کے پکے دشمن تھے تم آج خاکساروں کے خلاف کیوں انکو ساتھ لگائے بیٹھے ہو؟ جواب ملا "ہم انکے دشمن ہیں اور دشمن رہیں گے لیکن اب خاکسار تحریک کے خلاف ان کو پیش پیش کر کے انکا قول بنا رہے ہیں" الغرض چوروں کی یہ ملی بھگت اپنا تمام زور ایڑی تک لگا کر تھک چکی ہے اور تحریک کا بال بیکا تک نہیں کر سکتی۔ ہماری کامل اور مکمل خاموشی نے انکے چھکے چھڑا دیئے ہیں آخری شکست فاش مل چکی ہے اور کوئی دن جاتا ہے کہ یہ لوگ ہار کر خاموش ہو جائیں۔

خاکسار تحریک کا سلوک مخالفت کے باوجود ان سے نہایت فیاضانہ رہے گا۔ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہماری کسی کلمہ گو سے دشمنی نہیں۔

پندرھواں باب

تحریک کے متعلق عوام کے شکوک کے جوابات

پچیس سوالوں کے مختصر جواب

خاکسار تحریک کے متعلق یہ "قول فیصل" اُس وقت تک صحیح معنوں میں فیصلہ کُن قول نہیں ہو سکتا جبتک کہ عوام الناس کے شکوک کا مختصر جواب، یا بدنیت لوگوں کے اعتراضوں کا دو حرفہ ردّ بیجا نہ کر دیا جائے۔ دشمن اور حاسد کو کوئی جواب مطمئن نہیں کر سکتا اُس لئے اس کو ہمارا براہ راست جواب خاموشی ہے۔ باایں ہمہ بعض لوگ ضمیر فروش دشمن کے غلط پروپاگنڈا کے بعد بھی جواب کی امید رکھتے ہیں اور نمائش پسند لوگ اس پروپاگنڈا کا علانیہ ردّ چاہتے ہیں، اس لئے صرف خاموش رہنا کافی نہیں۔ مَیں بالعموم حاسد اور بدبین کے بالمقابل خاموشی کو بڑا موثر ہتھیار سمجھتا ہوں۔ اس سے دشمن بڑا کھسیانا اور سیخ پا ہو جاتا ہے۔ اسی غم میں گُھلتا رہتا ہے کہ اس کو جواب کا اہل نہیں سمجھا گیا لیکن خاکسار تحریک کے حاسد خوش قسمتی سے صرف کم علم اور بے مایہ

لوگ واقع ہوئے ہیں اور ان سے دوبدو ہونا تحریک کے وقار کے خلاف ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود قرآن میں نبی کریمؐ اور اسلام کے خلاف رکیک اعتراضات کے ردّ بلکہ شکوک کے مختصر جواب موجود ہیں۔ کہیں مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ کہہ کر رسول خدا کے شاعر ہونے سے انکار کیا ہے کہیں، قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ کہہ کر، اور الزام کو دُھرا کر اس کا خاکہ اُڑایا ہے۔ قرآن حکیم کے اس طرزِ عمل کو پیش نظر رکھ کر میں بھی جواب دیتا ہوں :۔

۱۔ مجھ پر اعتراض ہے کہ "میں نبی یا مہدی بننا چاہتا ہوں" (جواب)۔ میں نہ مہدی ہوں، نہ آگے چل کر بنوں گا، نہ بننے کی خواہش رکھتا ہوں۔

۲۔ مجھ پر اعتراض ہے کہ "میں مہدی کے آنے کا قائل نہیں"۔ (جواب)۔ مہدی علیہ السلام جب آئیں بسم اللہ لیکن ان کے انتظار میں بیٹھے رہنا اور عمل نہ کرنا گناہ عظیم سمجھتا ہوں۔

۳۔ مجھ پر اعتراض ہے کہ "میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کی وفات کا قائل ہوں" (جواب) میں نے اپنی کسی تصنیف میں حیات مسیح یا وفات مسیحؑ پر بحث نہیں کی۔ تذکرہ کے دیباچے میں صرف ایک تاریخی لوح پر تبصرہ کیا ہے جس کو مصر کی حکومت نے صحیح کہا تھا اور اس نئے انکشاف کے رُو سے قرآن حکیم کو سچا ثابت کرنا میرا فرض ہو گیا تھا۔

۴۔ مجھ پر سوال ہے کہ "میرے عقائد کیا ہیں" (جواب) میرا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ ایک اور لاشریک ہے، محمد (صلعم) آخری نبی ہیں، روز قیامت برحق ہے۔ اسلام کے پنج ارکان (یعنی کلمۂ شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) پر عمل صحیح ہے۔ اس کے ماسوا جس "عقیدے" پر تمام دنیا کے مولوی اپنا اتفاق ثابت کر دیں وہی "عقیدہ" میرا ہے۔

۵۔ مجھ پر الزام ہے کہ "میں اچھرہ کے گاؤں کو (جہاں میں چار برس رہا ہوں) معاذ اللہ مکہ معظمہ سے بہتر سمجھتا ہوں"۔ (جواب)۔ میں اچھرہ کی زمین کو نہایت ناپاک سمجھتا ہوں کیونکہ اس میں بعض نہایت بداعمال لوگ رہتے ہیں جن کی ظاہری صورت نہایت دین دار ہے۔ اچھرہ کو بُرا کہنے کی وجہ سے ایک اچھرہ والے نے مجھ پر عدالت میں مقدمہ چلایا تھا۔

۶۔ مجھ پر الزام ہے کہ "تذکرہ میں بُرے عقیدوں کا اظہار کیا گیا ہے"۔ (جواب)۔ تذکرہ میں کسی عقیدے کی تعلیم کے متعلق ایک لفظ موجود نہیں، نہ وہ عقائد کی کتاب ہے۔ نہ اس میں خاکسار تحریک کی تشریح ہے، نہ کم علم کو چاہئے کہ اسے پڑھے، وہ اس کو کچھ نہ سمجھ سکے گا، اور کم علمی کے باعث اس کا غلط مطلب لے گا۔

۷۔ مجھ پر سوال ہے کہ "سیالکوٹ اور امرتسر کے بعض پمفلٹوں میں "تذکرہ" اور "اشارات" سے عبارتیں نقل کر کے آپ پر حملے گئے ہیں۔ لاہور کا ایک اخبار آپ کے خلاف لکھتا رہا۔ دوسرا اب لکھ رہا ہے۔ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا"۔ (جواب)۔ میں نے یہ پمفلٹ اور اخبار نہیں پڑھے مجھے بتلایا گیا ہے کہ عبارتیں نقل کرنے میں بددیانتی کی گئی ہے اور نیت صاف نہیں اس لئے جواب خاموشی ہے۔

۸۔ مجھ پر سوال ہے کہ "خاکسار تحریک کا مقصد کیا ہے"۔ (جواب)۔ مقصد قوم کا اتحاد، تنظیم، پھر قوت، پھر غلبہ اور عروج جیسا کہ قرون اولے میں تھا۔

۹۔ مجھ پر الزام ہے کہ "میں انگریز کو عاجزانہ سلام کرتا ہوں"۔ (جواب)۔ غلط ہے

۱۰۔ مجھ پر سوال ہے کہ جب تحریک میں چندہ نہیں تو خرچ کہاں سے آتا ہے"۔ (جواب)

ہر شخص اپنا خرچ آپ کرتا ہے۔

۱۱۔ سوال ہے "جب آپ چندہ نہیں لیتے تو آپ کھاتے کہاں سے ہیں"۔(جواب) میں اپنا کھاتا ہوں بلکہ کئی اوروں کو کھلا سکتا ہوں۔ میں ایک آسودہ حال اور بلند خاندان سے ہوں بھک منگا نہیں ہوں۔ میرے آباؤ اجداد مغل اور سکھ سلطنتوں میں اعلیٰ عہدوں پر رہے ہیں اس لئے کئی پشت سے آسودہ ہوں۔

۱۲۔ مجھ پر سوال ہے کہ "اور لیڈروں کو آپ کیوں اپنے ساتھ نہیں ملاتے"۔(جواب) جو لیڈر آنا چاہے بسم اللہ۔ میں کئی دعوتیں دے چکا ہوں۔

۱۳۔ مجھ پر اعتراض ہے کہ "میں مولویوں کے خلاف ہوں"۔(جواب)۔ میں اُن تمام لوگوں کے خلاف ہوں جو مسلمانوں میں کمزوری اور تفرقہ پیدا کرتے ہیں خواہ وہ "مولوی" ہی ہوں۔ عمدہ مولویوں کا میں سچا دوست ہوں۔

۱۴۔ مجھ پر سوال ہے کہ "آپ تقریریں کیوں نہیں کرتے"۔(جواب)۔ تقریر سے صرف گفتگو پیدا ہوتی ہے عمل پیدا نہیں ہوتا۔

۱۵۔ مجھ پر سوال ہے کہ "آپ اسلام کے کونسے فرقے میں سے ہیں"۔(جواب) قرآن میں لکھا ہے کہ فرقہ بند لوگ مشرک ہیں اور اُن کو کبھی بخشش نہ ہوگی اس لئے میں کسی فرقہ سے نہیں صرف مسلمان ہوں۔

۱۶۔ مجھ سے پوچھا گیا ہے کہ "کیا میں حکومت سے کسی بڑے عہدے کا خواہاں تو نہیں"۔ جواب)۔ نہیں۔

۱۷۔ لوگ پوچھتے ہیں "کیا آپ بیت المال بنائیں گے اور کب"۔ (جواب)۔ ہاں جب ضرورت ہوگی۔ بیت المال کا ابھی اعلان نہیں کیا لیکن لوگ اس مجوّزہ بیت المال میں روپیہ بھیجتے رہتے ہیں، وہ جمع ہو جاتا ہے۔ "کیا آپ اس بیت المال میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں"۔ (جواب)۔ نہیں، بیت المال کا روپیہ صرف بڑے کاموں میں صرف ہوگا۔

۱۸۔ مجھ پر سوال ہے "کیا آپ اس تحریک کی رہنمائی ہمیشہ خود کریں گے"۔ (جواب)۔ ہاں جب تک کوئی دوسرا شخص اس کو بہتر طور پر چلانے کا ذمّہ نہ لے۔

۱۹۔ مجھ پر اعتراض ہے کہ "آپ کی تحریر میں سختی کیوں ہے"۔ (جواب)۔ پیغمبرؐ اسلام کو خدا نے کہا تھا کہ مخالفوں سے سخت ہو جاؤ۔ قرآن اپنے مخالفوں کے حق میں سخت ہے، اس لئے میں بھی ہوں۔ آج کل کے مسلمان قرآن پر عمل کرنے سے انکار کرتے ہیں اس لئے ان کو سختی سے بیدار کرتا ہوں۔ جرّاح سے مریض چیختا ہے۔

۲۰۔ مجھ پر اعتراض ہے کہ "خاکسار تحریک مسلمانوں کو سیاست سے روکتی ہے"۔ (جواب)۔ خاکسار تحریک میں مسلمانوں کے سامنے قرون اولیٰ کا مذہب پیش کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ جب تک حکومت ہمارے اس مذہب میں مداخلت نہیں کرتی، خاکسار قانونِ وقت کا پابند رہے۔ مسلمان کو اس کا مذہب کافی ہے۔ اس کا مذہب ہی سب سے بڑی سیاست ہے۔

۲۱۔ مجھ پر اعتراض ہے کہ "الاصلاح" میں ایسے مضامین چھپتے ہیں جو دوسرے فرقے کے مسلمانوں پر ناگوار گذرتے ہیں"۔ (جواب)۔ خاکسار تحریک کا مدّعا سب مسلمان فرقوں کو

متحد العمل کرنا ہے، اسی لئے "الاصلاح" میں ہر فرقے کے مسلمان کے معقول مضامین چھپیں گے تاکہ ہر دوسرے فرقے کی معقول بات کو مسلمان کم از کم تحمل اور رواداری سے سنیں اور با ایں ہمہ اپنے عقیدے پر مضبوطی سے جمے رہیں۔ جب تک ہم دوسرے فرقے کی بات آرام سے سننے کے لئے تیار نہیں، اتحاد عمل پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی مضمون ناگوار ہے اس کا معقول ردّ لکھا جائے "الاصلاح" میں چھپتا رہا ہے، اور آئندہ چھپے گا۔ "الاصلاح" کسی فرقہ وارانہ مضمون کی رعایت نہیں کرتا۔ مسلمان کو اختیار ہے کہ اس مضمون میں سے جو اچھی شئے ہے لے لے، جو نہیں تحمل سے ردّ کر دے۔

۲۲۔ مجھ سے پوچھا گیا ہے کہ "آپ کی آئندہ تجویز و تدبیر کیا ہو گی"۔ (جواب) خاکسار تحریک میں مسلمان جس شئے کو حاصل کرنے کے قابل یقینی طور پر ہوں گے حاصل کی جائے گی۔ میں پیشگوئی کرنے کے قابل نہیں اور اینٹ چونا گارا جمع کرنے سے پہلے مکان کا نقشہ نہیں بنا سکتا۔ پہلے دیکھوں گا کہ مصالحہ کس قدر موجود ہے۔

۲۳۔ مجھ سے پوچھا گیا ہے کہ "ختم نبوت کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے"۔ (جواب) میں رسول خدا صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کا قائل نہیں۔ جو مانتا ہے میرے نزدیک منکر اسلام ہے۔

۲۴۔ میرے متعلق کہا گیا ہے کہ "میں آگے چل کر نبوت کا دعوے کروں گا"۔ (جواب)۔ جو لوگ یہ پیشگوئی کرتے اور یہ غیب جانتے ہیں وہ خود نبوت بلکہ (معاذ اللہ) خدا ہونے کا دعوے کر رہے ہیں۔

۲۵۔ مجھ پر بدگمانی ہے کہ "میں آئندہ چل کر مسلمانوں کے عقائد بدل دونگا"۔ (جواب) مجھے کسی مسلمان کے کسی عقیدے سے کسی وقت بحث نہ ہوگی وہ جو عقیدے چاہیں رکھیں لیکن عمل مل کر کریں۔ خاکسار تحریک صرف اتحاد عمل کے لئے ہے اتحاد عقائد کے لئے نہیں یہ اعتراضات ہیں جن کے متعلق مجھے اطلاع ملی ہے شائد کوئی اور اعتراض بھی ہونگے ان کو خدا پر چھوڑتا ہوں۔

۸۔ نومبر ۱۹۳۵ء
مطابق ۱۰۔ شعبان المعظم ۱۳۵۴ھ

عنایت اللہ خان المشرقی

یہ کتاب ناظم دفتر "تذکرہ" کٹڑہ شیر سنگھ امرتسر اور مینیجر جریدۂ "الاصلاح" لاہور سے مل سکتی ہے

باہتمام ملک عنایت اللہ طابع و ناظم

مجتبائی پریس بیرون شیرانوالہ دروازہ میں بہ حسن زیبائش طبع ہوئی

کتبہ شاہ علی تلمیذ سردار محمد صاحب ثریا رقم جالندھر